<u>U 7601</u> 4-12-09.

Title - GULDASTA -E- SUKHAN

Creator - Murattiba Nawal Kishore.

Publisher - Nawal Kishore (Lucknow)

Date - 1313 H

Pages - ~~[illegible]~~ 126

Subjects - Tazkira Shora - Urdu.

[illegible] مصنفہ و مرتبہ منشی [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] خوب [illegible]

[illegible]

١٩٥

منشی نول کشور آنجہانی

بہ عون صانع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان

گلدستہ سخن

مطبع منشی نول کشور رحمہ مطبع مطبوع جہانیان

CHECKED-2002

M.A.LIBRARY, A.M.U.

U7601

٨٩١٥٤٣١٠٩
ن ۳۴ گ مسن

دیباچہ

شعر و سخن کا چرچا شہر لکھنؤ مین مدت دراز سے ہے اور یہان کے اہل کمال تمام
ہندوستان مین مشہور و نامور ہین ہر زمانہ مین بڑے بڑے شاعر ہوگذرے ہین
جنکو تمام زمانہ مانتا اور استاد جانتا ہے گو عام کا مقولہ یہہ ہے کہ سودا
میر مصحفی وغیرہ کی شاعری کے ہم پلہ متاخرین کا کلام نہین ہے مگر غور کیا جاے
تو متاخرین مین بھی وہ بلا کے شاعر ہوے ہین جنکے کلام پر اعجاز جان دیتا ہے
ناسخ۔ آتش۔ آباد۔ صبا۔ عرش۔ وزیر۔ رند۔ وغیرہ شعراء متاخرین ہی مین سے
ہین تھے جنکی شاعری اور زمانہ ہمیشہ یادگار اور اس زبان کے لیے
باعث اعتبار و افتخار رہیگا اس فن کی ترقی کے ذریعے بھی اون اہل کمال کو
خوبی تقدیر سے اچھے مل گئے تھے کہ خود بادشاہ وقت قدردان سخن اور اس
فن کے شائق تھے چنانچہ حضرت سلطان عالم بادشاہ اودھ کو ابتداء ولیعہدی سے
اس فن کیطرف ایک رغبت خاص تھی اور جب بادشاہ ہوے تو اور بھی
یہ شغلہ زیادہ ہوا اور کثرت سے چرچا شعر و شاعری کا لکھنؤ کے امراء و وزراء
رؤسا اور عوام مین پھیلا شعراء نازک خیال نے اعزاز و اکرام اور قدر و منزلت
قرار واقعی حاصل کی اور عمدہ عمدہ خطاب پاے چنانچہ منجملہ شعراء دربار
بادشاہی کے جناب قدوۃ المدققین عمدۃ المحققین کامل اکمل عالم اجل جناب

ملک الشعرا تدبیر الدولہ مدبر الملک منشی سید مظفر علیخاں صاحب بہادر رضا جنگ
مدظلہ القدیر فی زماننا یادگار ہیں لیکن وہ چرچے اور تذکرے کہاں بلکہ روز بروز
فن سخن تنزل پذیر ہے ہاں نام لکھنؤ اور شاعرین لکھنؤ کا اب بھی باقی ہے مجھکو
خیال آیا کہ کوئی ایسی تدبیر کیجیے کہ اس فن شریف کی کما حقہ ترقی ہو کر آئے
اور سخنوری میں جیسا نام اور پایۂ عظیم لکھنؤ نے حاصل کیا تھا اور اب بوجہ
ناقدردانی زمانہ کی معرض زوال میں آ رہا ہے اگر پھر فروغ کمال پر پہنچے
تو کیا خوب بات ہے خاصکر اوس حالت میں جبکہ اس فن لطیف کی کیفیت سے
ارکان گورنمنٹ کو اطلاع دی جائے تو سرکار سے زیادہ ان طبقہ شعرا کا قدردان
کون ہو سکتا ہے بیشک بلکہ سرکار کو اس فن کی کیفیت سے کامل طور پر اطلاع
پہنچے اور اس شاعری کے پاکیزہ خیالات سے آگاہی حاصل ہو اور یہ
بھی واضح ہو جائے کہ جو نقائص و معائب اہل تہذیب کے نزدیک اس
شاعری میں لاحق ہیں وہ دور ہو گئے بلاشبہ ایسی حالت میں سرکار پر
واجب اور لازم ہوگا کہ اہل سخن کی قدر کرے اور جیسے کہ نثر کی ترقی کے واسطے
اوسکو فکر اور تدبیر ہے ویسے ہی نظم کے لیے بھی قدردانی اور فیض رسانی کا
اظہار فرمائے اگرچہ ایسا خیال مدت سے تھا لیکن اوسکا موقع مجھکو حاصل
نہوا ان ایام میں اکمل الکملا افضل الفضلا حضرت مولوی ابو الحسن صاحب
تحصیلدار تعلیم یافتہ دہلی کالج جو اودھ کے ملک میں عالی منصب پر
کار فرما ہیں اتفاق خاص سے لکھنؤ میں تشریف لائے انکی نیازمندی کو
اونکی خدمت فیض درجت میں خادمانہ منصب شاگردی و تلمذ بھی حاصل ہے
اس خدمت و قیام چند روزہ میں مولانا ممدوح نے اکثر اوراق لکھنؤ کی بھی
سیر کی ایک روز حسن اتفاق سے عالی پایگاہ جناب نواب سراج الدولہ

مولوی ابو الحسن صاحب تحصیلدار
تعلیم یافتہ دہلی کالج
[illegible]

بہادر جنون تخلص کی ملاقات کا اتفاق ہوا اور نواب صاحب نے اپنے طبع زاد
دیوان میں سے اشعار آبدار سنائے جناب مولوی صاحب کو نہایت پسند آئے
اسی عرصہ میں حضرت اسیر مدظلہ العالی سے ملاقات ہوئی اور شعر و سخن کا
ذکر ایسا گرم ہوا کہ بزم مشاعرہ حسب تحریک جناب مولوی صاحب ممدوح بالحاظ
خیالات سابقہ تجویز کی اور بسرپرستی حضرت اسیر مدظلہ العالی کے بتاریخ ۱۲ اکتوبر
سنہ ۱۸۸۱ع کو مشاعرہ ہوا اور بڑی کیفیت رہی اس جلسہ مسرت میں اکثر حضرات
عمائد و رؤسائے لکھنؤ شریک ہوئے جنکا شکریہ ادا کیا جاتا ہے لیکن ہنگام اجتماع
جو کہ حضرات اہل سخن نے طریق غزلخوانی و داد دہی میں روش مناسب کو
اختیار نہیں فرمایا اسلیے آیندہ صحبت مشاعرہ کے لیے خاکسار ایک خاص
مشورہ کر کے ہنگام تشریف آوری حضرت اسیر مدظلہ العالی کے جو فی الحال
رامپور میں تشریف فرما ہیں ایک دستور مشاعرہ کا پیش کریگا جسمیں مقصود
اس جلسہ کا مقصود و شوق فی الواقع اگر اوس اسلوب سے یہ بزم مشاعرہ آراستہ ہوئی تو انواع
عالی نور ہوگی اور ہوگا اوسکی پابندی سے سخن کو رونق اور شعرا کو وقعت اور
سامعین کو مسرت حاصل ہوگی اخیر میں چند سطور میں اپنے قدردان والا شان
علم دوست فیض رسان افضل العلما جناب [illegible] صاحب بہادر دام اقبالہ ڈائرکٹر
سررشتہ تعلیم اودھ کا بھی نہایت ادب و خلوص سے شکریہ ادا کرتا ہوں جنکی ذات سے
بسیار علوم و فنون کو استحکام حاصل ہے اور جو اس جلسہ میں حسب درخواست
راقم کے محض بنظر مزید قدردانی رونق افروز ہوئے اور اونکے ساتھ مسٹر کالون صاحب
بہادر [illegible] مشاعرہ صاحب بہادر انسپکٹر تعلیم سرکل عربی و دیگر افسران متعلقہ اونکا
جنکی سرپرستی کی نسبت اس زمرۂ شعرا کی تمنا امید [illegible]
خاکسار نولکشور مالک مطبع اودھ اخبار

نواب سراج الدولہ جنون

اسیر لکھنوی

حضرت اسیر کی سرپرستی میں ۱۲ اکتوبر ۱۸۸۱ء میں ایک مشاعرہ اور اسکی کیفیت

غزل خوانی اور داد دہی میں مناسب روش نہیں اختیار کی

فہرست گلہائے سخن

URDU

نام مصنف	مقام سکونت	تعداد اشعار	صفحہ
فدوی تخلص منشی [illegible] حسین صاحب	علیگڑھ	۱۹	۸۲
[illegible] تخلص سید فخرالدین حسین صاحب	لکھنؤ	۶	۸۳
[illegible] تخلص مرزا کاظم علی صاحب	کانپور	۱۵	۸۴
فصاحت تخلص سید عباس حسن صاحب	لکھنؤ	۱۱	۸۶
فوق تخلص احمد مرزا صاحب	ایضاً	۱۲	″
ردیف ق			
قائم تخلص جواہر لال صاحب لکھنوی	کمپٹی	۱۹	۸۷
قدسی تخلص محمد حسین صاحب	کاکوری	۱۷	۸۸
قیصر تخلص سید سرفراز حسین صاحب	لکھنؤ	۱۵	۸۹
ردیف ک			
کیوان تخلص شیخ بدلی صاحب	کانپور	۹	۹۰
کامل تخلص منشی مندلال صاحب	لکھنؤ	۱۹	۹۱
کمال تخلص منشی عباس مرزا صاحب	ایضاً	۱۱	۹۲
ردیف گ			
گلزار تخلص لالہ گنگا سہائے صاحب	ایضاً	۱۰	۹۳
ردیف ل			
لطافت تخلص سید حسن صاحب	ایضاً	۳۴	۹۷
ردیف م			
محمود تخلص منشی محمد مرزا جانصاحب	ایضاً	۱۷	۱۰۰
منصب تخلص منشی سید منصب علی خانصاحب	ایضاً	۱۳	۱۰۱
[illegible] تخلص منشی بانکے پرشاد صاحب	ایضاً	۱۵	۱۰۲
ممتاز تخلص سید ممتاز علی صاحب	ایضاً	۹	″

نام مصنف	مقام سکونت	تعداد اشعار	صفحہ
مائل تخلص محمد عبداللہ خان صاحب	کول	۲۳	۱۰۳
مشتری تخلص بی منجھو طوائف	لکھنؤ	۱۸	۱۰۴
مسیحا تخلص حکیم محمد علی خانصاحب	ایضاً	۱۷	۱۰۵
ملال تخلص منشی محمد حسین صاحب	ایضاً	۱۱	۱۰۶
موجد تخلص محمد وارث علی خانصاحب	ایضاً	۱۵	۱۰۷
ردیف ن			
نساخ تخلص مولوی عبدالغفور خانصاحب	کلکتہ	۱۵	۱۰۹
نامی تخلص عظمت علی صاحب	کاکوری	۴۵	″
ردیف و			
واسطی تخلص منشی سید فضل محمد خانصاحب	سندیلہ	۲۰	۱۱۲
وقار تخلص رائے کنور کشن کمار صاحب	مرادآباد	۲۷	۱۱۳
وحید تخلص سید غلام حسین صاحب	نانپارہ	۱۱	۱۱۵
وہبی تخلص منشی شیو پرشاد صاحب	لکھنؤ	۲۳	۱۱۶
وقار تخلص منشی نوند رائے صاحب	ایضاً	۳۵	۱۱۷
وسیم تخلص میر محمد عسکری صاحب	خیرآباد	۱۵	۱۱۹
واجد تخلص امجد علی خانصاحب	لکھنؤ	۱۴	۱۲۰
ردیف ہ			
ہمت تخلص منشی بنسی دھر صاحب	ایضاً	۲۰	″
ہادی تخلص منشی ہادی حسن صاحب	محمودآباد	۳۴	۱۲۱
ردیف ی			
یاس تخلص سید فدا اکبر حسین صاحب	لکھنؤ	۱۷	۱۲۳
تسلیم تخلص منشی انوار حسین صاحب	″	۲۵	۱۲۴

بعون صانع مکین کن و فضل خلاق زمین و زمان

گلدستۂ سخن

در مطبع منشی نولکشور بزیور طبع مزین و مطبوع جہانیان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ردیف الف

اسیر تخلص جناب قدوۃ المدققین عمدۃ المحققین کامل اکمل عالم اجل جناب ملک الشعرا تدبیر الدولہ مدبر الملک منشی سید مظفر علیخانصاحب بہادر بہادر جنگ مدظلہ القدیر حضرت ممدوح فی الحال سرکار رامپور مین تعلق رکھتے ہین

چھا رہا ہے شہ بالا وہ فسونگر گیسو — سنبلہ چرخ پہ سنبل ہے زمین پر گیسو

دام ماہی ہین پسینے مین جو ہون تر گیسو — ہنس دوڑین گے جو برسائین گے گوہر گیسو

شمع و دود سے ہے ہوا ان اوسکے معنبر گیسو — ہے عجب سوئے زمین جاتے ہین جھک کر گیسو

کیا اندھیرا ہے کہ دیدار خدا کا ہے محال — کون کھولے ہوے آیا دم محشر گیسو

پیچ ایسے نظر آتے ہین سیاہی ایسی — دل کافر ہے کہ مفلس کا مقدر گیسو

صاف روشن ہے یہ افشانکی چمک سے اے ماہ — کہ ستاریکی ہے زنجیر سراسر گیسو

رحمت و قہر کی ہے شان تجھی مین اے بت — برق ہے چہرہ نہین ابر نہین ہے گیسو

ہے عجب گردش دنیا کہ پے پارۂ گوشت — کاٹ دی زوجہ ایوب پیمبر گیسو

کون سرکش ہے وہ جسکا نہین سرکوب بلا — کاٹ کر کرتی ہے مقراض برابر گیسو

خلق کو نامۂ اعمال ہون جس دن تقسیم
ہاتھ آئین مجھے یا خالق اکبر گیسو

جو پریشان ہین یہان ہین وہی رتبے مین بلند
دیکھو اللہ نے پیدا کیے سر پر گیسو

کیون فلک قدر نہ سمجھین مجھے سب اہل زمین
نسر طائر ہے ترا حسن تو شہپر گیسو

نالے کرتا نہین اس ڈر سے حسینون کے حضور
کہ پریشان نکرے چل کے یہ صرصر گیسو

ایسی نفرت ہے کہ دون نقد دل و جان بھی اگر
مشک سمجھے نہ میرے ہاتھ نہ عنبر گیسو

مانگ سیندور سے اوس بت کی بھری ہے ایسی
کیون نہ ہو جاے مری خونکا محضر گیسو

دیتی ہے زال جہان بنت عنب کو رونق
جیسے دختر کے سنوارے کوئی مادر گیسو

شانہ ہر روز جو آتا ہے زیارت کے لیے
کوئی رکھتا ہے مگر موے پیمبر گیسو

جیسے ہو جاتا ہے گل جنبش دامن سے چراغ
عیب بینون کے بجھا دیتا ہے تیور گیسو

خاک عاشق کا جو ذرہ بھی ہو مٹی مین شریک
پھر تو ہو صاف نہ دھونے سے مکدر گیسو

خاک اوڑاتا جو گیا قاف مین مین دیوانہ
ڈر کے پریون نے چھپاے تہ چادر گیسو

دل چرایا نہ ترے خط نہ ترے خال نے یار
اسطرح کا کوئی طرار نہین ہے گیسو

کشتۂ تیغ ادا جا کے جو سنبل کو کرین
شمہ رکھین نہ لگا بال برابر گیسو

جانتے تب کہ نگلتے شب فرقت کو کبھی
دیکھنے کو ہین فقط آپ کے اژدر گیسو

آج کس کس کا کیا نامۂ اعمال سیاہ
کل یقین ہے کہ چڑھین گے سر دفتر گیسو

دیکھو اتنا بھی ستاؤ نہ دل افگارون کو
کس شکنجہ مین ہین شانے سے اولجھکر گیسو

خط گلزار کے لکھنے کو وہ قلمین ہین قلم
ورق خط شکستہ کا ہے مسطر گیسو

سر دھری سے زمانی کی ضرر کیا انکو
کملیان ہین ترے دیوانون کے سر پر گیسو

ہون وہ بدبخت کہ دعوی ہے مری بخت کو بھی
ایسا ہی مین نہین میرے برابر گیسو

کنگھیون سے تری کنگھی کے ہے آگاہ اسیر
کھیل عالم کا بگاڑا ہے بنا کر گیسو

افضل تخلص افضل الدولہ مظفر الملک سید افضل علیخان بہادر شوکت جنگ خلف اصغر و شاگرد جناب تدبیر الدولہ منشی مظفر علیخان بہادر اسیر

قاتل خلق ہو کیونکر نہ ترا ہر گیسو
حسن شمشیر ہے شمشیر کے جوہر گیسو

کان تک اوسکے پہنچتا ہے تو جھک کر گیسو
اب نہ رکھے کا لگے بال برابر گیسو

آتے ہیں اوسکی کمر تک جو لٹک کر گیسو
طرف راہ عدم ہیں سب تجھے رہبر گیسو

چشم بد دور رہ تیرے ہیں معنبر گیسو
عطر عنبر ہو وہ جس آب سے ہوں تر گیسو

دیکھ اے مرغ نظر ہو نہ گرفتار بلا
نیکے مقراض نہ کاٹے ترا شہپر گیسو

عمر گذری کہ دبا تی ہے سیاہی شب کو
خواب میں مجھکو نظر آتے ہیں اکثر گیسو

ذرے افشاں کے تو ایسے نہ چمکتے تھے کبھی
مانگ لائے ہیں مگر چرخ سے اختر گیسو

دل صد چاک مرا لیکے وہ بت کہتا ہے
کیسا شانہ تھا بنا خاک نہ تیجھر گیسو

ہوں نہ کیونکر ہی عشاق میں فتنے برپا
صبح محشر ہے وہ رخ دامن محشر گیسو

مال لوٹا ہوا رہزن سے کوئی ملتا ہے
پھیر دیگا مرا دل چھین کے کیونکر گیسو

غش سے کچھ مجھکو افاقہ ہو جو ہے ابتر حال
وہ سنگھائیں مجھے جب تک نہ معنبر گیسو

حسن نے ابتو خدا اپنا کیا ہے سامان
رخ پیمبر ہے تو اصحاب پیمبر گیسو

نصف شب میں مہ نو نکلا ہے یا ہے تیری مانگ
آدھی رات ای مہ انور ہے ترا ہر گیسو

سانپ لہراتے ہیں پانی میں یہ ہوتا ہے گمان
عکس افگن نہیں آئینہ کے اندر گیسو

وصل کے دنکو گھٹاتا ہے ترا تنگ دہن
ہجر کی شب کو بڑھاتے ہیں برابر گیسو

عطر عنبر کی جگہ ہر صبح سے آتی ہے شمیم
کیسے دھوئے ہیں کہ دریا ہیں معنبر گیسو

کیا نہ پائیگا سزا مجھکو کیا خانہ خراب
شکل زنجیر پھرے گا ترا در در گیسو

حسن تک اوسکے نہ اسوجہ سے آئیگا زوال
خوف ہے بن کے نگل جائے نہ اژدر گیسو

کشتی عمر کو درکار ہوا جب سامان
بادبان اوڑ کے لٹک کر ہوئی لنگر گیسو

لپٹنے کا جو کرون ساتھ مین اوس ماہ کے قصد
لوٹ کر مار سیہ ہو سر بستر گیسو

کفر و دین حسن کے نیرنگ سے ہین ایک جگہہ
رخ براہیم ہے بتخانہ آذر گیسو

نکلی جاتی ہین مرے پاونسے کیون زنجیرین
اوسنے بتنت کے بڑہائے ہین مقرر گیسو

باوفا جبر محبت مین ہوا کون عریق
سوج آسا عرق شرم مین ہین تر گیسو

زنگ لٹرے گا حبش کانپ اوٹھے گا سارا
باندھکر لام اگر لائے گا لشکر گیسو

صاف ظاہر ہے کہ ہی حسن کیجہ اوس بت کے زوال
نبگنے مورچہ خط کے لیے سپر گیسو

کیا تعجب ہے بڑھے عمر تو حاصل ہو مراد
اوسکے قدمونسے مشرف ہوئی بڑھکر گیسو

جسطرح ماہ کا تاریکی شب سے ہی فروغ
ہے ترے حسن خداداد کا زیور گیسو

ہون وہ عاشق جو ہو موباف مرا بردہ چشم
بل کی لینے لگین ہون جامے سی باہر گیسو

نشتہ مرگ ہے عاشق کو نظارہ اسکا
کیون نہ لبریز کرے عمر کا ساغر گیسو

کبھی آتا ہے گہن مین تو نکلتا بھی ہے ماہ
رخ روشن سے ہٹا اسے مہ انور گیسو

ہوگا اندھیر سیا ساری خدائی مین ابھی
رخ پہ لٹکا و نہ تم بھیر بھیر گیسو

داد خواہ اوسکے ستم کا جو مین ہونگا افضل
اولٹی کسوائے گا مشکین دم محشر گیسو

افسون تخلص عالی خاندان والا دودمان جناب میرزا آغا حیدر صاحب بہادر شاگرد
رشید جناب منشی منظفر علیخان صاحب بہادر اسیر مدظلہ العالی

زہر اوگلین نہ کہین صورت اژدر گیسو
چھو دو افسون شب وصلت مین سمجھکر گیسو

عرق رخ مین لیے ہین جو سراسر گیسو
سنبل باغ جنان سے بھی ہین بہتر گیسو

عشق کاکل نے پریشان یہہ کیا ہے مجھکو
کہ پریشانی مین ہین میرے برابر گیسو

شانہ و آئینہ دو فون پہ بلا نازل ہے
وہ بگڑتے ہین جو بنتے نہین دم بھر گیسو

چار رہزن ہین یہہ دل ایک بچیگا کیونکر
آنکھین سفاک ہین تیری تو ستمگر گیسو

کم نہین ہے کسی ناگنی سے یہہ سوراخ جگر
صورت مار سیہ کیون نکرے گھر گیسو

کیسے موزون یہہ کیا مطلع ابروئے نکا
کس کی تصنیف ہین مصراع نکر گیسو

یہہ تمنا ہے کہ وہ جھاڑکے مجھے قتل کرین
تسمہ ہون میرے گلے مین تہ خنجر گیسو

خواب مین بھی نظر آتے ہین مجھے مار سیاہ
ہو گیا ایسا گنہگار ہین چھوکر گیسو

ذرے افشان کے نہین زلف سیہ مین اباہ
صورت سنبلہ ہین یا رکھتے ہین اختر گیسو

پابزنجیر ہوا مین یہی وحشت سے ہے
ہم بنا مین ترے بگڑے ہوئے کیونکر گیسو

ہمکو ظلمات مین آجائے نظر آب حیات
اوڑکے آئین جو ترے چاہ ذقن پر گیسو

حلقۂ زلف مین ہے کان کا موتی روشن
مین او گلتا ہے یہان صورت اژدر گیسو

آسمانی ہے بلا آج زمین پر نازل
پاؤن تک کھنچے ہین اوس ماہ کے جھک کر گیسو

برق سی کوند گئی ابر سیہ مین افسون
رخ پرنور سے سرکائے جو ہنسکر گیسو

اشرف تخلص منشی اشرف علی صاحب ساکن قصبۂ کسمنڈی توابع لکھنؤ شاگرد نسیم دہلوی خوشنویس نسخ و نستعلیق بے مثل ہین عرصہ ۱۰ برس سے کارخانۂ اودہ اخبار کے متعلق ہین

رات بھر خواب مین دیکھے وہ معطر گیسو
دیکھئے کون بلا لاتے ہین سر پر گیسو

شانہ کش ہین شب و روز رہین زلفون مین
یہ غضب چھو نہ سکین ہم سے بد اختر گیسو

مجھہ ہوا خواہ کے کہنے سے بھی جوڑا باندھو
ڈر ہے برہم نہ کرے جنبش صرصر گیسو

صدمہ پہونچے گا تمھاری کمر نازک کو
بڑھ گئے حد سے اگر بال برابر گیسو

وصف بالون کا ترے ہمنے لکھا دیوان مین
مہربان آج ہوئے داخل دفتر گیسو

سرکو سینے پہ وہ رکھکر کبھی سوئی بھی نہین
دلکو پہلو سے مرے لیگئے کیونکر گیسو

کوئی لحظہ انھین فرصت نہین سرگوشی سے
رازدان آپکے ہین یا کہ ہمسر گیسو

خوش جوانونکا بگڑتا ہے ابھی لاکھ بناؤ
پھانستے ہیں دل عالم کو الجھکر گیسو

واسطے کس کے بھی ہے مدنظر آرائش
نہیں ہوتے ہیں جدا شانے سے دم بھر گیسو

بوسہ عارض پرنور ہے ہر وقت نصیب
نہیں رکھتے ہیں ہمارا سا مقدر گیسو

سینے میں طالب دیدار کا دم گھٹتا ہے
ناز سے کر نہ حجاب رخ انور گیسو

بال چھوڑے کبھی رخ پر کبھی جوڑا باندھا
کیا نزاکت سے ہوئے ہیں اونھیں دو بھر گیسو

جی اوٹھا دھیان جو زلفونکا دم مرگ آیا
کشتی عمر رواں کو ہوئے لنگر گیسو

سیکڑون مر گئے بال اوسنے جو چھوڑے رخ پر
جادۂ راہ عدم ہو گئے بڑھ کر گیسو

کیون نہو دیکھ کے اونکو دل اشرف بیچین
ہے جبین صبح قیامت شب محشر گیسو

اشرف تخلص سید اشرف علی صاحب منشی بال ضلع ناندیر ملک حیدرآباد دکھن

کھل گئے جب کہ ترے کافر دلبر گیسو
طائر حسن کو ہو جائینگے شہپر گیسو

ابرو عقرب ہیں تو ہیں آپکے اژدر گیسو
ڈر سے کمار سے نہیں چھوتے ہیں فسونگر گیسو

اوسکی نکہت سے ہوا کوچہ معطر سارا
ہے عجب اوس بت کافر کا معنبر گیسو

ہوئی کیفیت ابر سیہ دلبر روشن
غسل میں آپکا جسم کر ہوا تر گیسو

تھا تلاش رخ روشن میں پریشان بیشک
جب تو ظلمات کو سمجھا تھا سکندر گیسو

تیرہ بختوں کو بھی دیتے ہیں جگہ اہل صفا
دیکھو رہتا ہے قریب رخ انور گیسو

ہے رگ جان سے وہ نازک کہیں سمجھے جانان
چھوڑنا تو نہ کبھی اپنی کمر پر گیسو

گر سرک جائے دوپٹہ ترے سر سے ای بت
کیا خطر ہے کہ ترے خود ہوں معجر گیسو

سنبل باغ کی تشبیہ جو میں نے لکھی
ہو گئے آشفتہ ہوئے اور بھی ابتر گیسو

جسطرح عقدہ ثریا ہے فلک پر روشن
ایسے اشرف ہیں ہم یار کے مجمر گیسو

انعام تخلص حکیم سید امداد علی صاحب مولد و مسکن کانپور ہے تلامذہ مولوی حمید الدین خانصاحب فرد مغفور کے ہین اکثر تصنیفات انکے دیکھنے مین آئے ہین شعر اچھا کہتے ہین

چھلکے گلگشت مین اوسکے جو معطر گیسو
اپنے سنبل نے نہ کیا کیا کیے اتر گیسو

منھ لگانے کی یہہ خوبی ہی کہ بل کرتے ہین
ابھی کیا کیا نہ چڑھین گے ترے سر پر گیسو

تیرے قامت مین ہے ہر عضو قیامت آفت
حشر خورشید ہے رخ فتنۂ محشر گیسو

دانت شانے نے بھی غصے مین نہ کیا کیا پیسے
شب جو برہم ہوئے تجھسے ترے دلبر گیسو

جنکے شب بالونپہ افشان وہ زبان پر لائی
اور کیا توڑین گے افلاک کے اختر گیسو

ہر فسون ساز کو لازم ہے پڑھائی جادو چشم
سیکھے ہین سانپ کے منتر ترے چھوکر گیسو

ہون گے سرگوشی مین سرگرم جو منھ زوری پر
کیا لگے رکھین گے پھر بال برابر گیسو

سانپ لپٹے نظر آئین گے ترے بالون مین
عکس افگن کبھی ہون گے سر گوہر گیسو

ہم فقیرونکو ہے **انعام** حصیر ایسی غزل
باعث بحر رمل بن دئے تکیہ گیسو

احسن تخلص منشی شیام سندر صاحب متوطن لکھنؤ شاگرد دیوان دیاکرشن صاحب ریحان کے ہین

تا کمر پہونچے ہین اب یار کے بڑھکر گیسو
ہون گے کچھ روز مین پاؤن کے برابر گیسو

دل پریشان ہوا جان پھنسی آفت مین
ظلم عشاق پہ کرتے ہین ستمگر گیسو

سر پہ مشاطہ کے ہر وقت قضا کھیلتی ہے
کالی ناگن سے نہین یار کے کمتر گیسو

مصحف رو ہی کتابی مین شرف بخشا ہے
ہے عنایات الٰہی سے ہمیشہ گیسو

کیون نہ دیوانہ نہین دیکھنے والے اوسکے
آتشین عارض جانان ہین پری پیکر گیسو

دل نہ تھا پاس تو کیون دینے کا اقرار کیا
خاک مانین مرے کہنے کو کہ تجھ گیسو

آنکھ آئینے کی جانب سے نہین ہٹتی ہے
دام جوہر مین پھنسے اوسکے معنبر گیسو

یار کی زلف کی تعریف لکھے کیا احسن
سنبل باغ جنان سے بھی ہین بہتر گیسو

اشرف تخلص ابو سلیمان ظہیر الدین احمد خواجہ محمد اشرف علیصاحب مولد و مسکن لکھنؤ یہہ صاحب عرصہ سے اس مطبع مین تعلق رکھتے ہین اور صحت کتب عربیہ پر مامور ہین لیاقت اچھی رکھتے ہین اکثر رسالہ انکے تصنیفات سے مثل نقش سلیمانی وغیرہ کے ہین

چھوڑ دیے یون نہ قریب رخ انور گیسو
ڈر ہے عاشق پہ بلا لائین نہ بڑھکر گیسو

کب نظر آتے ہین قریب رخ دلبر گیسو
حسن کے گنج پہ بن بیٹھے ہین اژدر گیسو

ذکر رہتا ہے خیال رخ روشن مجھکو
اور ہین پیش نظر آپ کے شب بھر گیسو

سیر گلشن مین نظر جا جو پڑی سنبل پر
آگئے یاد کسی گل کے برابر گیسو

کیا کسی عاشق جانباز کا رکھا ہے یہ سوگ
کیون سنوارے نہین دو روز سے دلبر گیسو

سانپ کیطرح جو یہ دوش پہ لہراتی ہین
مار ہی ڈالین گے عاشق کو مقرر گیسو

زندگی عاشق جانباز کو مشکل ہے بہت
تیر مژگان ہین اگر اوسکے تو خنجر گیسو

نظر شوق پہونچتی نہین رخ تک اوسکے
بنگئی میرے لیے سد سکندر گیسو

رفتہ رفتہ یہ بڑھتی ہے مجھے الفت اوسکی
کرتے ہین آئینہ دل مین مرے گھر گیسو

دست مشاطہ نے ہر روز سنوارا جو انھین
کیا کہون یار کے کیسے ہین ہوا پر گیسو

زلف کی یاد نہین جاتی ہے دل سے اشرف
بھولتے ہی نہین اوس شوخ کے دم بھر گیسو

افسر تخلص مرزا محمد تقی خانصاحب بہادر خلف الرشید نواب مرزا صادق علیخان بہادر مغفور شاگرد امیر اللہ تسلیم رئیس ابن رئیس مولد و مسکن لکھنؤ شعر گوئی کا شوق کثرت سے ہے ہر ماہ کی ستر ہوین کو بزم مشاعرہ نہایت ضبط اور آراستگی کے ساتھ عرصہ سے منعقد ہوا کرتی ہے

وصل مین بگڑے ہے نے یار کے اکثر گیسو
او مجھے سلجھے مری تقدیر سے شب بھر گیسو

کون رویا ہے گلے تمکو لگا کر شب وصل
آج سیو جب مری جان ہین کیون تر گیسو

روح بو مشک کی دیتی ہوئی نکلی تن سے
مجکو یاد آتے ہین کس کے تہ خنجر گیسو

عنبر افشان ہے اگر صبح صباحیت کیا
چھو گئی ہوگی تمھارے کبھی آکر گیسو

ہین نمانون کا جیسے ظلمت اسی کسدن تھی نصیب
ہو گئے ہون گے شریک شب محشر گیسو

کبھی سینے سے اگر وصل ہوا بھی تو کیا
ضد سے بیٹھے وہ بنا پا کے شب بھر گیسو

جتنے معشوق ہین دیتے ہین انہین سر کھیچ
واہ کیا رکھتے ہین دنیا مین مقدر گیسو

سو ہو حال پریشان ہو الفے عیان
ماجرا ہے دل پر ہم کے ہین فتر گیسو

حلقہ حلقہ مین ہین عشاق کے دل گرم فغان
کوچہ خنجر ہا ہر چین معنبر گیسو

چاہتے ہین کہ پریشان رہین مردن بھی ہون
کھول دیتے ہین مری گور پر آکر گیسو

مجھے بھی تقدیر کے ہین پیچ وگرنہ افسر
ہے آزاد ہون پابند معنبر گیسو

اعظم تخلص مولوی محمد اعظم حسین صاحب خیرابادی شاگرد رشید حضرت مولانا استاد مطلق محمد عبد الحق خیرابادی اس مطبع مین ممتاز ہین بعہدہ تصحیح کتب عربیہ سرفراز ہین چند شعر اونکے قصیدے کے بھی جو کسی رئیس کی مدح مین لکھا ہے بطور نمونہ درج ہوتے ہین

اشعار قصیدہ

آن گل عشمت کہ بہنگام سیر
قدر زمین ست ز جلالت بسیار

گاہ ذکا عقل و بحرے بفیض
چرخ بجاہ ست و زمین در وقار

عقل چہ سر خود اندامش در ذکا
عقل بماند و خست بوسے انتخار

قصہ چہ سر گفتہ ام از فیض بحر
بحر مفیض ست بہ بستش نثار

چرخ بجاہش چہ رقم بر زدم
چرخ بجکش شود اندر قرار

آن بو قارش چہ بہشتم زمین ۔ روی زمین از قدمش مرغزار

غزل طرح

سر خود سود نسیم سحری بر گیسو ۔ بہوادار سے گل شد چو معطر گیسو
صورت صید زبون بردہ دلم صیادے ۔ حلقۂ دام بلا بود سراسر گیسو
ترک چشمت چو بہ بند رخت بآرایش خواب ۔ طوق و زنجیر کشد بر سر بستر گیسو
دود آہ دل سوزان بہ رخت پیچید است ۔ تا شد از آتش رخسار تو مجمر گیسو
حیرتم تیشۂ حسرت بدلم چون تیز زند ۔ می برد بوسۂ رخسار تو اکثر گیسو
دل من زخت سلامت بکجا اندازد ۔ بہوایم چو کشد صورت اژدر گیسو
چشم خود چون نکشایم بتماشای تبان ۔ داد صد حلقہ چو از حلقۂ منظر گیسو
عالم لیل و نہارست ز نیرنگیے تو ۔ روز روشن رخ پر نور شب آمد گیسو

خشک شد خون غزالان حرم ای اعظم
داد چون مشک ختن بوی خطا در گیسو

ردیف ب

بہرام تخلص بہرام جی صاحب دستور تعلقدار اول ضلع ناندیر ملک حیدرآباد دکن
یہہ غزل اس تذکرہ کے لیے بھیجی تھی

پاس کھتا ہی ترا عارض انور گیسو ۔ کیون نہو مطلع خورشید منور گیسو
اوسکی مرضی ہے جسے چاہے چڑھاوے سر پر ۔ کون کھتا ہے کہ ہے یار کا خود سر گیسو
روشنی رخ روشن مین جو لیتا ہے دل ۔ ہوگیا یار ترا دزد دلاور گیسو
آب حیوان کا بہانہ تھا اوسے ظاہر مین ۔ ڈھونڈھتا تھا ترا ظلمت مین سکندر گیسو
جا قریب رخ روشن جو اوسی دی سر پر ۔ شکر مین اس کے گرا اوس کے قدم پر گیسو
دام و زنجیر و بلا سلسلہ ہے گیسو کا ۔ دل عاشق کو ہوا افعی و اژدر گیسو

عشق میں اوسکے ہوا ہی دل اپنا چاک
پھر بھی آشفتہ ہے برہم ہے مکدر گیسو

افعی و مار کی تسخیر تو ہو افسون سے
نہیں ہوتا ہے کسی طرح مسخر گیسو

کیا پریشانی میں پھرتا ہوں تمنا میں تری
تیری نکہت نہیں ہوتی ہے میسر گیسو

سخت دل پر ہے مری پیچ و خم اس کافر کا
کیا خیال اوسکا اوسکے ہو گیا پتھر گیسو

کچھ سیہ کاروں سے نفرت نہ کریں اہل صفا
دیکھ لو روے مصفا کے برابر گیسو

تیری نکہت کے ہیں مشتاق سبھی چین و ختن
دھوم آفاق میں تیری ہے سراسر گیسو

تاب اب اسکی اسیری کی نہیں ہی مجھکو
کھول دے دل کو مرے خالق اکبر گیسو

روشنی پھر نظر آوے نہ کہیں ای بہرام
برق وش یار مرا چھوڑے جو رخ پر گیسو

بیخود تخلص منشی انوار اللہ صاحب شاگرد مولوی غلام حسنین صاحب قدر بلگرامی کے ہیں مولد و مسکن انکا قصبہ اسیون پرگنہ موہان ہے یہ غزل اس تذکرہ کے لیے بھیجی تھی

ہو پرستش کعبہ ہی اے یار سراسر گیسو
حج اکبر میں کروں رخ سے ہٹا کر گیسو

آ گئے آنکھ پہ جب ہے کہ بکھر کر گیسو
مشک نافہ ہوا ہر ایک معنبر گیسو

جال پر جال بچھاتا ہے غضب کا صیاد
خط رخ کو جو چھپاتے ہیں لٹک کر گیسو

آگ بن بن کے جلاتا ہے جو دن بھر چہرا
کالے بن بن کے ڈسا کرتے ہیں شب بھر گیسو

خال زنبور ہیں تو ابرو کج کژدم ہے
چہرہ ہے سانپ کا من اور ہیں اژدر گیسو

لیلی شام کو محمل میں شفق کے پایا
لعل گھونگھٹ میں چھپا جب ترا ہے سر گیسو

انتیان کان میں ہیں سانپ کے انڈے گویا
سانپ ہے کیچلی میں یا تہ چادر گیسو

رفتہ تاریک نظر آتا ہے سارا عالم
کیوں کیا تمکو ملا مجھکو دکھا کر گیسو

قامت دلبر رعنا ہے جو مثل شمشاد
طرۂ شمشاد کا بنتا ہے لٹک کر گیسو

سانپ کو آج تو بچھو پہ مسلط پایا
سیچے ابرو ہین ترے اور ہین افعی گیسو

ہم گیسو ترے کانون پہ نہین ہے بیکار
میرا احوال سناتا ہی یہ جھک کر گیسو

یاد گیسو مین ہوے ہوش پریشان ایسے
ہاتھ مین سانپ اوٹھاتا ہون سمجھکر گیسو

دو دن جو تشبیہ ختن سے تو خطا ہی بخیر و
چین و تاتار کو کرتے ہین مسخر گیسو

ردیف ت

تسخیر تخلص عالی پایگاہ داروغہ میر واجد علی صاحب رئیس لکھنؤ میر صاحب معروف کی خیر سگالی گورنمنٹ انگلش کے ساتھ بابت ۱۸۵۷ء مشہور و معروف ہے آپنے بجلدوے خیر خواہی ایک لاکھ روپیہ نقد حاصل کیا اخلاق و مروت یگانہ زمانہ یاروں کے یار جس سے صحبت ہے پاک دل سے مذہبی عقائد مین سچے دیانتدار ہر سال مین متواتر مجلس اور خیرات اور خصوصاً عشرہ محرم مین یکم تاریخ سے تا عشرہ برابر تقسیم تحفت اور مجلسین ہوتی ہین آپکے حالات اسقدر بسیط ہین کہ اس مختصر سرچہ مین گنجائش نہین

آیا محفل مین جو وہ ترک بنا کر گیسو
دل پہ ہم سے لگانے لگے خنجر گیسو

آیا محفل مین جو وہ شوخ بنا کر گیسو
ڈس گئے دل کو مرے صورت اژدر گیسو

فخر کیا ہے جو ہوے مشک کے ہمسر گیسو
سنبل باغ جنان سے بھی ہین بہتر گیسو

صاف کھتے ہین ترے مونھ پہ بکھر کر گیسو
رخ ہے آئینہ فولاد تو جوہر گیسو

بسلے کرتے ہو عبث عطر لگا کر گیسو
اپنی بو باس سے ہین آپ معطر گیسو

ملگیا چین کے ڈانڈے سے حلب کا ڈانڈہ
آسے آئینہ رخ کے جو برابر گیسو

لشکر زنگ کا اقلیم حلب پہ ہے یورش
آئینہ رو نہین نکلا ہے بنا کر گیسو

طائر حسن کو چھڑ لیسے یہ کب اوڑنے دے
جال کی شکل ہے حلقون سے سراسر گیسو

کیا تعجب ہے جو وہ حور پری بنکے اوڑے
بازوون پہ جو پڑے بنکے شہپر گیسو

ہر بلند ایسا ہی انجام جہان مین پستی
پیشتر پا اوسکے تنزل ہے ترقی ہر جیسے
قتل عاشق پہ ہین وہ روز مسلح پھرتے
قتل عاشق کے لیے اسلحہ کیا کیا ہے بہم
موے گیسو سے ٹپکتے نہین قطرے پس غسل
عنبر و مشک کی بو آنے لگی مٹی سے
سے جتنے حلقے ہین چمکتے ہین وہ مانند ہلال
شبہ ہو جاے نہ زنجیر کا دیوانون کو
کس کی الفت مین ہے زنجیر پہننے کی ہوس
اک جگہ سرو کی چوٹی پہ ہین دو کالی ناگ
زلف و عارض کی ذرا غور سے صورت دیکھو
حافظ مصحف رو صورت جزدان ہین بال
سونہ تیرا جمعہ ہی جمعہ کی دو راتین ہین یا
دو ہلالون کے ہی آغوش مین اک مہر منیر
چاند کے گرد نظر آتا ہے ہالا دن کو
یا علی کہکے سیہ بختون کو فی النار کرو
اژدہے نکلے نکیرین کے پیچھے دوڑے
سر چڑھایا کیے ان بے ادبون کو شب و روز
قطرے موتی سے برستے ہین جو جھلاتی ہین بال
انکے کاٹیکا نہ منتر نہ دوا ہے نہ علاج
اے صنم آتے ہین ہندو جو پرستش کے لیے

دیکھو سر چھڑہ کے گرایا ہے صنم پر گیسو
دیکھو سر چھڑہ کے گرایا ہے صنم پر گیسو
نیمچہ ابروے خمدار ہین خنجر گیسو
سیف ابرو قرہ برچھی خم خنجر گیسو
ابر نیسان ہین کہ برساتے ہین گوہر گیسو
یاد آتے جو ہمین قبر کے اندر گیسو
نور عارض سے ہوے ایسے منور گیسو
سر سے آ پہونچے ہین زانو کے برابر گیسو
سر سے آتے ہین جو زانو کے برابر گیسو
چھپتی کھتے ہین وہ خود باندھکے سر پر گیسو
آئینہ چہرہ ہے اور آئینہ کا گھر گیسو
چہرہ آئینہ ہے اور آئینہ کا گھر گیسو
خوشنما کتنے ہین گرد رخ انور گیسو
خوشنما کتنے ہین گرد رخ انور گیسو
خوشنما کتنے ہین گرد رخ انور گیسو
طرفہ دم کس ہے کہ ہین تیغ دو پیکر گیسو
یاد آے جو ہمین قبر کے اندر گیسو
آپکے علم سے ہین آپ کے ہمسر گیسو
ابر نیسان کو خجل کرتے ہین اکثر گیسو
سانپ کو مارلین ایسے ہین یہہ کافر گیسو
در بتخانہ کے دو بیٹ ہین مقرر گیسو

اسکے حاشو نہین ہے حسن بکھری ہے جو مدام
سیکشی کے لیے ہے دو رہ و سلسل انکا
سنبلستانہ خرابی ہوتی ارایش زلف
اپنے بیگانو نسے اولجھاتی ہے آرایش زلف
تیرھوان سال ہے عشاق سے شرماتی ہین
نہ کسی سانپ نے کاٹا نہ کسی بچھو نے
سورۂ شمس کی تفسیر ہے یا خط غبار
قوت رفتہ پھر آجاے دماغ و دل مین
زلف و رخ دیکھکے روشن یہہ ہو اوصاف ہین
وہ نہانے لگے دریا مین یہہ لہرانے لگے
اے سکندر تجھے ظلمت مین ملا آب حیات
قرب عارض سے سیہ بخت کا تارا چمکا
بنگیا شل رخ آئینہ یہہ ہیچ کی شکل
رو نذر شب صبح و مسا کہتے ہین نور و ظلمات
بال ہین تار نگہ حلقے ہین حلقۂ چشم
چہرہ یار ہے یا غنچہ ماشاء اللہ
عطر ملکر سر بازار وہ اتراتے ہین
ماہ نو ابروے خمدار ہین خورشید ہے رخ
سنبلستا مین دکھائی دیے دو تارے اتار
طول صحبت کا گھٹا زلف کا سودا جو بڑھا
شاخ سنبل مین لٹکتے نظر آے دو سیب

مست کرتے ہین ہمین صورت ساغر گیسو
یاد دلواتے ہین مے نوشونکو ساغر گیسو
آپ نے مجھکو بگاڑا ہے بنا کر گیسو
آپ نے مجھکو بگاڑا ہے بنا کر گیسو
منہ چھپا لیتے ہین بکھرا کے وہ رخ پر گیسو
مار ڈالا مجھے موذی نے سنگھا کر گیسو
مظہر ظلمت یہہ پریشان نہین رخ پر گیسو
عوض مشک سنگھا دے جو وہ دلبر گیسو
رخ ہے آئینہ فولاد تو جوہر گیسو
سانپ پانیکا بنے موج سے ملکر گیسو
خضر ہادی تھے ترے میرے ہین رہبر گیسو
ہے ترے آئینہ دار و مین سکندر گیسو
سونچہ تو دیکھین کہ بنا تینگے سکندر گیسو
میرا طالع ہے یہ رخ میرا مقدر گیسو
الف لیلے کا سبق پڑھتے ہین فر فر گیسو
چشم نرگس ہے دہن غنچہ صنوبر گیسو
گلسے رخساروں پہ چھوڑے ہوئی اکثر گیسو
موبمو تار شعاعی ہین سراسر گیسو
آے اوس گل کے جو لپٹا نکے برابر گیسو
صاف معترض محبت ہوے ملکر گیسو
آے اوس گل کے جو لپٹا نکے برابر گیسو

ہم تو ترسا کرین رخسار کا وہ بوسہ لین
رشک آتا ہے ہمین دیکھکے رخ پر گیسو

شعلۂ شمع رخ یار پہ ہوتا ہے نثار
میری آہون کا دھوان ہی نہین سر پر گیسو

اسکے عاشق کو نہو سانپ کے کاٹے کا اثر
مشک کا مالا ہے گھونگر سے سراسر گیسو

اونسے کیا معرکہ آرا ہون حسینان جہان
کشور حسن کے وہ شاہ ہین لشکر گیسو

یوسف حسن کو ہی عرش جبین پر معراج
چاند رخ ہے شب معراج پیمبر گیسو

مین وہ دیوانہ ہون اوس حور کا جسکے غم مین
تو جگر رکھدیے پریون نے لحد پر گیسو

نام انکا ہے رقم مروحہ جنبانون مین
راست جب رخ کے مگس ران ہین برابر گیسو

لکھتے ہین کاتب اعمال خدا خیر کرے
گوش سے بڑھ کے چلے دوش کے اوپر گیسو

شام سے دھوپ ہے قسمت مین سحر سے اندھیر
رات بھر پیش نظر چہرہ ہے دن بھر گیسو

دوش پر خفیہ نویسون کے خدا خیر کرے
پھانسی دیتے ہین جب و راست برابر گیسو

پیچ مین اسکے خبردار نہ آنا تسخیر
کاٹ کھائینگے کسی روز پلٹ کر گیسو

تمنا تخلص منشی رام سہاے صاحب خلف لالہ پورنچند صاحب مولد و مسکن لکھنؤ بالفعل سررشتہ تعلیم کے صدر دفتر مین ملازم ہین شاگرد خیراتی لال شگفتہ اکثر کتب مثل گیتا مہاتم اور رہس پنج اور رسوم التعلیمات وغیرہ انکے تصنیفات سے ہین

سر پہ چوٹی وہ شانو پہ گرے پہنچے کمر پر گیسو
پاؤن چھونے چلے اب سر سے اوتر کر گیسو

پہلے تو خوب پسینے سے ہوئے تر گیسو
جب نچوڑے تو اوگلنے لگے گوہر گیسو

بڑھ گئے حد سے زیادہ جو لٹک کر گیسو
کھینچے قامت نازک کو ہین لنگر گیسو

کھولکر رو دیا جو وہ میری لحد پر گیسو
چادر گل کے عوض بنگئے چادر گیسو

بوسہ جب لیتا ہون بل کھاتی ہین رخ پر گیسو
ہم سے برہم ہین سدا انکے مقدر گیسو

فتنہ و شر جو بپا کرتے ہین ہمسر گیسو
ڈھاتے ہین کالی بلا غیرونکے سر پر گیسو

بارے کالے تمھین عجیب ہین لوگرچہ نہین طوق — زینت سر کے لیے خوب ہین زیور گیسو
سانپ تو بھاگ گیا پیٹتے ہین لوگ لکیر — خوب پوشیدہ کیے تمنے دکھا کر گیسو
زندہ ہوتا تو سکندر کوئی کرتا ایجاد — دیکھتا آئینہ اپنے کو بنا کر گیسو
نیچے شعلے ہے تو اوپر ہے دھوان دھار غضب — شعبدے خوب کیا کرتے ہین زرگر گیسو
بوسے لیلے کے خوشی سے لب شیرین کا تر ہے — لوٹتے ہین مزۂ قند مکرر گیسو
عاشق زلف ابھی قبر مین زندہ ہو جاے — یار اگر جھک کے سنگھا جاے معنبر گیسو
بال دریا مین جو اوترانے لگے پانی سے — سر پہ دیکھے تھے نہ یہ پر وہ بنے پر گیسو
دیکھکر حال پریشان نے عاشق دم دید — کھولدین پر ہمہ دل کا نہ دفتر گیسو
نکل آتا ہے وہین ابر سیہ سے خورشید — بوسہ لیتا ہون جو عارض کا ہٹا کر گیسو
الامان موذیون کے بل پہ بھی سرتابی ہے — سیدھی یا تو نہ بگڑتے ہو بنا کر گیسو
صبح رخسار سے ہے قدر شب زلف فزون — بنگئے ہین شب معراج پیمبر گیسو
نوک مژگان کے تصور مین بگڑ کر دم دید — دل عاشق پہ لگا دیتے ہین نشتر گیسو

فکر تقی زلف کے مضمون کی کہنا جب سے
خواب مین دیکھتے ہین شب کو سخنور گیسو

تقی تخلص محمد تقی علیخان متوطن لکھنو خوش باش کانپور خوشنویس مطبع والا شان عالی ہمم حاتم عصر جناب منشی نولکشور صاحب بہادر و تلامذہ جناب خواجہ وزیر صاحب وزیر مغفور لکھنوی ۔

بل کئی لین یار کے سر چڑھ کے نکلے بکھر کر گیسو — سنبل باغ جنان سے بھی ہین بہتر گیسو
مار ضحاک سے ہرگز نہین کمتر گیسو — دل عشاق کو ڈس جائین نہ کیونکر گیسو
بل ہین پیچ موے میان سے تری بلکہ گیسو — مین ہون اک زار و حزین اور وہ بیکل گیسو
خواہش جان ہے اوسے یہ دل دینے کے طالب — ختم پر فن سے ہین کچھ بڑھ کے ستمگر گیسو

گو ہوے خاک مگر جوشش سودا ہے وہی
بھولے مرکے بھی نہ ہم قبر کے اندر گیسو

کیا نزاکت ہے کہ چلنے مین لچکتی ہے کمر
دیتے ہین دوش پہ ہر مرتبہ لنگر گیسو

دیکھتے ہی تجھے اس دم مین دم آیا دم نزع
کشتے روح رواں ہو گئے ہوے لنگر گیسو

بڑہ چلے حد سے فزون اب تجھے خدا خیر کرے
دوش پر کہائینگے ہر مرتبہ ٹھوکر گیسو

لے اوڑے سر عرش پہ پریان صنم دلکش کو
ہو گئے حسن خداداد کے شہپر گیسو

کیون نہ دین ہم اونھین اوڑتی ہوئی ناگ کی مثال
ہون ہوا پر جو ترے او بت خودسر گیسو

چھوڑتا ہی نہین عشاق کو بے جان لیے
سانپ کیطرح سے موذی ہے ترا ہر گیسو

یاد ہے کونسا لٹکا انھین ایسا یارب
دل و جان کرتے ہین کسطرح مسخر گیسو

لوٹ جاتے ہین مری سینے پہ سانپ اے قاتل
شب فرقت مین جو یاد آتے ہین اکثر گیسو

ہے خطا عنبر سارا سے اگر دین تشبیہ
ہین کہین مشک ختن سے بھی معطر گیسو

آکے اس پیچ مین عشاق غریب ہین گویا
منزل ملک عدم کے ہوے رہبر گیسو

مانگ اوس حور کی ہے جادۂ ظلمات اگر
میرے نزدیک ہین پھر سد سکندر گیسو

دیکھتے ہین وہ گل و سنبل و ریحان کی بہار
روز لٹکا کے خط و رخ سے برابر گیسو

حسرت دید مین عمر اپنی کٹی جاتی ہے
ہین مگر حق مین ہمارے دم خنجر گیسو

اے تپش ہوگی دم ذبح بلا کی اوجھن
یاد آئینگے جو حلق تہ خنجر گیسو

تپش تخلص مولوی غلام محمد خان صاحب دہلوی آپکے کمالات اظہر من الشمس و ابین من الامس ہین سابق ریاست پٹودی قسمت دہلی مین نواب اکبر علی خان بہادر مرحوم کے عہد مین بزمرۂ شعرا ملازم تھے اونکی وفات کے بعد سے شعر گوئی ترک کرکے اکثر تکمیل علوم مین مصروف رہے اور بعض شہرون مین بعض مقامات مین رہنے کا اتفاق ہوا چند سال سے اس مطبع مین بعہدہ وقائع نگاری

ممتاز ہین چنانچہ نظم و نثر اردو فارسی عربی اور فن تاریخ مین آپکو وہ کمال حاصل ہے کہ زمانہ
کسی دوسرے شخص کو وہ ملکہ راسخہ ہو عرصہ بارہ برس سے آپنے غزل کا لکھنا مطلق ترک
کردیا تھا بلکہ تائب تھے اس مشاعرہ مین بعض احباب کے نہایت اصرار سے فی البداہتہ چند اشعار لکھدیے

چھوڑ دے رخ پہ جو وہ رخ سے اوٹھا کر گیسو
اک طلسمات کا عالم ہو سراسر گیسو

کیون نہون رونق بازار ستمگر گیسو
تیغ و خنجر سے لٹکتے ہین برابر گیسو

کیون نہون صانع قدرت کے ثناگر گیسو
رخ ترا نور خدا سایۂ حق ہین گیسو

بوسے لیتا ہے جو منہ چڑھکے برابر گیسو
کتنا گستاخ ہے بیہودہ ہے خودسر گیسو

نور و ظلمات مین دیکھا نہو گر ربط کبھی
دیکھہ لو جاکے قریب رخ انور گیسو

کفر و اسلام کا چھوٹا ہے نہ چھوٹیگا ساتھہ
ہون جدا عارض پرنور سے کیونکر گیسو

سادگی مین بھی نکلتے ہین ترے لاکھہ بناؤ
بنگئے حسن خداداد کا زیور گیسو

کیا ضرورت تھی کہ ہو سایۂ خورشید نقاب
بنگئے کیون نہ نقاب رخ انور گیسو

تجھہ خدمت سبب برتری ادنی ہے
سر سے کھلتے ہین تو گرتے ہین قدم پر گیسو

صورت سورۂ والشمس و ضحی و واللیل
کیون نہون عارض تابان کے برابر گیسو

منفعل ہوتے ہین بد بلتے ہین جب نیکون سے
سرنگون ہین ترے رخسار کے اوپر گیسو

وہ پریزاد جو توسن کو اوڑا کر نکلا
دوش پر اوڑکے نظر آنے لگے پر گیسو

کیون نہ مرغوب ہوا سلسلۂ زنجیر و نکا
اپنے دیوانون کو پہناتے ہین زیور گیسو

ہوا اوس چاند سے مکھڑے پہ گہن کا دہوکا
چھوڑے اوس رشک قمر نے جو بنا کر گیسو

آتش حسن کی ہے کیا ہی دلیل روشن
ہین دھوان شعلۂ رخسار صنم پر گیسو

تیرہ بختی سے بھلا کیونکہ نہ ہم سے چھٹین
لین بلائین ترے عارض کی جو آکر گیسو

گرد مہ کے ہین دھوان دھار گھٹائین اتنی
کاکل و ابرو و خط زلف معنبر گیسو

چشمۂ آبحیات دہن یار کہان
ہین مگر جادۂ ظلمات سکندر گیسو

مست ہو جاتین نہ کیون آہوے تاتار ختن
ہون ہوادار صبا جب ترے کھلکر گیسو

گرنہ ہو چشم سیہ مست گا اوسکے جو گی
جھومتا کیون پھرے جون مست قلندر گیسو

پڑھ دیے افسون کوئی ایسا کہ ہو دفع بلا
ہین شب وصل مری جان کو اژدر گیسو

چاہیے جور کا جو حال ہو وہ حال انکا
لے گئے صاف مرے دل کو چرا کر گیسو

اس زمین سے ہین پریشان کہان تک باندھین
اے تپش تور طبیعت سے سخنور گیسو

تسلیم تخلص شیخ امیر اللہ صاحب شاگرد جناب مرزا اصغر علی خان صاحب مغفور تخلص نسیم دہلوی مولد و مسکن فیض آباد عرصہ چالیس سال سے لکھنؤ میں سکونت پذیر ہین اور ۱۷ سال سے اس مطبع سے تعلق رکھتے ہین نسخ و نستعلیق مین شغل ہے ایک دیوان تسلیم مع مثنویات شامل کلیات انسے یادگار ہے

روز رہتے ہین نقاب رخ دلبر گیسو
پردہ کعبہ عاشق ہین معنبر گیسو

بگڑے ہین موج صبا سے دم آرائش تو
ہل گئے ہین جو کبھی بال برابر گیسو

کب سے مشتاق شب قدر ہون اکدن مجھکو
اپنے دکھلا دو قسم اسکے سبط پیمبر گیسو

آرزو ہے کہ شب قدر ہو یا شام امید
کچھ نہ دکھلاسے خدا تیرے دکھا کر گیسو

ایک دن یہ ہین کہ ہین خاک اوڑاتی سر پر
ایکدن وہ تھے کہ ہم دھوتے تھے دن بھر گیسو

تیرہ روزون کو میسر نہین اسباب فراغ
خانہ بر دوش ہی رہتے ہین معنبر گیسو

روز و شب کرتے ہین تصویر سے رخکو سجدہ
ایک ہی کافر بیدین ہے معنبر گیسو

خوبصورت کا بگڑنا بھی جدا نہین ہے بناؤ
کٹ کے بن جاتی ہے وہ زلف معنبر گیسو

دونون آفت ہین مری جان حزینکی خاطر
قد قیامت ہے بلاے شب محشر گیسو

اوڑ چلا اور بھی وہ رشک پریزاد انسے
بنگئے حسن کے پرواز کو شہپر گیسو

[illegible] تسلیم
[illegible] بخت سیہ ہین نہ مقدر گیسو

تجلی تخلص للی جی صاحب شاگرد خواجہ حیدر علی آتش متوطن لکھنؤ

ہین پریشان جو بہت آپ کے دلبر گیسو
بن رہے سوگ مین ہین کسکے یہہ بشکستہ گیسو

نرگس اوس غیرت گل کی تو نظر گر گیسو
سنبل باغ جنان سے بھی ہین بہتر گیسو

پیچ مین آیا جو اونکے تو اوسے ڈسے ٹپکا
خوب ہی جانتے ہین کشتی کا جو ہر گیسو

رات دن سر پہ چڑھی رہتی ہے اک کالی بلا
خواب ہی مین ہمین دکھلا وہ مقدر گیسو

کاٹ کھائے نہ کہین خوف ہے موذی کا مجھے
یا الٰہی مین چھو دون یار کے کیونکر گیسو

پہلے ہی کر چکے ہو خوب پریشان مجھکو
کیا بلا اور ہے بھی دکھلاؤگے جھٹکر گیسو

دیکھین اب کون ہے اس کالی بلا مین پھنستا
دو وش پر اس لیے چھوڑے ہے ستمگر گیسو

جان بچنے کے نہین ہین وہ بلا کے کالے
چھونا مشاطہ ذرا خوب سمجھ کر گیسو

دیکھیے کسکے یہہ سر ہوتی بلا ہے نازل
مشک مین ہین جو بسائے ترے پیکر گیسو

بھینی بھینی یہہ بھلا اونمین کہان ہے خوشبو
غیرت مشک ہین وہ غیرت عنبر گیسو

تپتی کس کے ہے سر دیکھیے یہہ آرایش
آئینہ لیکے سنوارے ہین وہ اکثر گیسو

سامنے اونکے ہے روئے شب دیجور سپید
کالے کالے ہین بلا کے ترے کافر گیسو

ہاتھ ہون جوڑتا او ریادن تری تڑپا ہون
تو سنگھا دے مجھے للہ ستمگر گیسو

رات دن مین اسی اولجھن مین پڑا رہتا ہون
دھیان سے میرے او ترے نہین دم بھر گیسو

بے نمک اونکو نمونے سے ہے روئے مہتاب
سچ اگر کہیے تو ہین حسن کے زیور گیسو

ہے تجلی کو گمان چاند گہن کا ہوتا
رخ سے سرکاؤ تم اپنے مہ انور گیسو

ردیف ث

ثابت تخلص منشی رادھکا پرشاد صاحب شاگرد نواب عاشور علی خان مرحوم متوطن قدیم شہر لکھنؤ

کس بلا مین ہے پڑی جان مری چھو کر گیسو
سانپ بنتے ہین کبھی اور کبھی اژدر گیسو

پھانسے ہین دام ہین پھندے ہین ستمگر گیسو
جان لینے کو بلا ہین ترے کافر گیسو

جلوہ افگن ہین ترے رخ پہ معنبر گیسو
ہو گیے صاف اس آئینہ کے جوہر گیسو

دیکھین کب یوسف دل چاہ ذقن سے نکلے
رسیون سے تو کبھی ہاتھ مین بڑھکر گیسو

فلک حسن ہے ابرو و رخ بدر و ہلال
رنگ رخسار شفق ابر معنبر گیسو

زہر دندان سے عدو حلق کا ہے ہر افعی
قمر شانے سے نکیونکر ہون سراسر گیسو

عنبر تر کی نہ کیون بحر سے ہو پیدائش
تمنے دھوے ہین دم غسل معنبر گیسو

شانہ کرنے کو شب تار مین مجھسے جو کہا
ہاتھ سے چھو نہ سکا سانپ سمجھکر گیسو

اوڑ چلا یار حسینو نہین پری کی صورت
طائر حسن کو گویا ہوا شہپر گیسو

شب وصلت مین جو بال اونکی مین سلجھاتا ہون
لیلۃ القدر نظر آتے ہین یکسر گیسو

دیکھ کر آنکو ہوئی جنبش سودا کیا کیا
بیڑیان مجکو پنہا یینگے مقرر گیسو

خاک اوڑائی ہے کہو کس کی غزالہ ہین
گرد آلود جو ہین امیرے دلبر گیسو

کیون نہ ہم چہرۂ رنگین کو کہین باغ ارم
گل ہین رخسار تو سنبل سے ہین بڑھکر گیسو

کمر یار پہ لٹکے ہوئے جب دم دیکھے
ہو گیے راہ عدم کے مجھے رہبر گیسو

کسکو سودائی بناؤگے بتاؤ تو سہی
اے صنم آج سنورتے ہین مکرر گیسو

جیتے جی ایسی رہائی نہین ہونگی نصیب
رہزن جان ہوئے ہین ترے دلبر گیسو

شاہ خوبی کی ہے سرتاج تری صورت شکل
اوس پہ طرہ ہے مرے یار ترا ابتر گیسو

وصل مین سر سے دوپٹے کو ہٹایا جو کبھی
ہو گیے صاف وہین جامے سے باہر گیسو

دہن گلشن شفقہ ہی دیتا ہے صدا
بوے سنبل سے زیادہ ہین معطر گیسو

موتیو نکا ترے کانون سے جو ہوتا ہی فروغ
مشک کی قدر بڑھاتے ہین مقرر گیسو

سرکشش انہین کمندون سے فزون کیا ہی عجب
کھینچ لین دلکو جو سینہ سے معنبر گیسو

آئینہ کردی بہار رخ جانان ثابت
ہو گیا کشور خوبی مین سکندر گیسو

ردیف ج

جمیل تخلص ایک مولوی صاحب شاگرد اسیر مدرس مدرسہ سندیلہ کا ہو رہنے والے سندیلہ کے ہین تذکرہ سوانح عمری در کنار ہے نام تک تحریر نہین کیا اس تذکرہ کے لیے یہہ غزل بھیجی تھی

گیسوے یار سے دیکھے نہین بڑہ کر گیسو / سنبل باغ جنان سے بھی ہین بہتر گیسو
رخ روشن پہ نہین ہین یہہ معنبر گیسو / کعبہ رخ پوشش کعبہ ہین سراسر گیسو
دل عشاق چلے ہین طرف کشور حسن / نہ نگل جائین کہین صورت اژدر گیسو
چاند سورج ترے تابع ہین ہین مانند فلک / واہ کیا خوب ملا تجھکو مقدر گیسو
اوسنے لٹکاے گئے خوب ہوا خوب ہوا / بل کی عاشق سے لیا کرتے تھے اکثر گیسو
ہین حسین اور بھی عالم مین مگر پائین کہان / یہہ نزاکت یہہ لطافت یہہ معنبر گیسو
کونسا حسن خدا نے نہ دیا اوس بت کو / خال مشکین خطِ سبزرنگ معنبر گیسو
مصحفِ رخ پہ حمائل کے لیے فیتے ہین / نہین اوس عارض تابان کے برابر گیسو
ہم بھی پردہ انہین رکھتے اگر اونکو ہو وبال / چھیڑ دین ہم کو ہمارا دل مضطر گیسو
کہہ گیے حسن سے عارض پہ جو آیا ہی عرق / اوس کو چاٹتے ہین صورت اژدر گیسو
مدت العمر وہ بیچارہ پریشان رہا / سایہ افگن ہوے دم بھر کو جس پر گیسو
گرچہ ہے راست قد ہین وہ مشابہ تجھسے / پر کہان سرو کو ایسے ہین میسر گیسو
دام مین کیون نہ پھنساے دل عالم کو وہ بت / جسکو اس طرح کے دے خالق اکبر گیسو
خود تو اولٹے ہین مگر سخت ہین انکے سیدھے / اور بنتے گئے جتنے ہوے ابتر گیسو
ویسے بندہ نہ زمانہ ہو تو انکا کیونکر / آنکھین ساحر ہین جو انکی تو فسونگر گیسو

سر پہ وہی اپنے انھین آئینہ رویون نے جگہ	کیون نہون اپنے زمانے کے سکندر گیسو
کون ہے ہاتھ سے انکے جو نہین ہے بسمل	کاٹ مین رکھتے ہین شمشیر کے جوہر گیسو
سامنا خواب مین بھی کالی بلا کا ہی مجھے	میری آنکھون مین پھرا کرتے ہین شب بھر گیسو

عارض و زلف جمیل اوسکو عبث سمجھے ہو
رخ سیمین ہے اگر گنج تو اژدر گیسو

جوہر تخلص منشی جواہر سنگھ صاحب سابق تحصیلدار لکھنو متوطن قدیم لکھنو فی الحال مہر مہاراجہ صاحب بہادر والی بلرام پور کی سرکار مین ہین صاحب تصانیف کثیرہ ہین
یہہ غزل اس تذکرہ کے لیے بھیجی تھی

کس گلندام نے پائے یہ معطر گیسو	سنبل باغ جنان سے بھی ہین بہتر گیسو
کیون نہ ریحان و بنفشہ سے ہون بڑھکر گیسو	سنبل باغ جنان سے بھی ہین بہتر گیسو
بڑھ گئے ہین سنبل و ریحان سے سراسر گیسو	روشون مین وہ ہین پامال تو سر پر گیسو
باندہ کر لام ہوے صاحب لشکر گیسو	کیون نہ ملک دل عاشق کو کرین تسخیر گیسو
لیچکے ہین دل و دین مانگتے ہین سر گیسو	ہین غضب ترک ستمگر کے ستمگر گیسو
حلقہ مین رکھتے ہین وہ روی منور گیسو	دام مین لاے ہین اپنے مہ و اختر گیسو
چاندنی صاف ہے بدلی نہ کہین گھر آے	سیر کو نکلے ہو چھوڑے ہوے منہ پر گیسو
مہ و خورشید و زہرہ کہون کیا تمکو	دام دل ایسے کہان رکھتے ہین اختر گیسو
یکدم سر سے خیال سر گیسو نہ گیا	خواب مین بھی وہ نظر آتے ہین سر پر گیسو

کیا چمک بالون مین اونکے رخ پر نور سے ہے
شب مہتاب نظر آتے ہین جوہر گیسو

ہر رگ سوسن و ریحان سے ہین بڑھکر گیسو	سنبل باغ جنان سے بھی ہین بہتر گیسو
کب کسی کے ہین وہ گیسو کے برابر گیسو	حور و غلمان کو ہوے کب یہ میسر گیسو

خضر کیطرح وہین چشمۂ ظلمت نظر آئے
یاد آئین جو تمہارے لب کوثر گیسو

حلقے گیسو کے دکھاتے ہو لب گون پہ
کیا پلا دین گے مجھے بادۂ احمر گیسو

سینے حسن جوانی جو بھری ہے سر مین
حلقے حلقے کو بنا لائینگے ساغر گیسو

تمکو کہتے ہین پری تو سر مو فرق نہین
دونون شانون پہ عجب شان سے ہین پیکر گیسو

رخ کے آئینہ پہ لہراتی ہین ای مخزن حسن
ہین مگر بار طلسمات سکندر گیسو

سر پھرانے سے تمہارے یہ بنے دام بلا
بل جو کرتے ہین بہت کس کے ہین بل بر گیسو

اس ادا سے مجھے جنت کا مزا دیتی ہین
ہونٹھون پر آگے ہین موج لب کوثر گیسو

شل گیسو ہون کیون چاک دل عاشق زار
مشک افشان جراحت ہین سراسر گیسو

گوشمالی سے سوا ہوتے ہین موذی موذی
ہو گئے اور بھی آفت ترے مل کر گیسو

اسپہ بھی ہو سے پریشان ہین پشیمان نہین
بال دو پر صاف ہین شانون پہ لٹک کر گیسو

تمکو خالق نے کیا حسن کا دریا پیدا
ہین یہ حسن دو عارض تو شناور گیسو

کیون نہ دیوانہ بنا لین وہ سراسر اپنا
بنگئے سلسلۂ موجۂ عنبر گیسو

سر کے ساتھ انکی ہے الفت خط تقدیر کیطرح
بنگئے دامنۂ حرف مقدر گیسو

عکس گیسو ہے صفائی سے عیان عارض پر
رخ کے الماس کو کرتے ہین مشجر گیسو

دل شکنجے مین جو کھینچے تھے تقریر کی
خوب موباف سے باندھے گئے کسکر گیسو

دیکھکر آئینہ وہ پوچھتے ہین مجھسے بھی
سچ بتا دو کہ نے کیسے ہین جو ہر گیسو

جنون تخلص عالیجناب نواب سراج الدولہ علی محمد خان بہادر سردار جنگ خویش نواب شمس الدولہ بہادر مرحوم وزیر اعظم حضرت خلد منزل نصیر الدین حیدر بادشاہ نور اللہ قبرہ وخلف الرشید نواب محتشم الدولہ باقر علیخان بہادر فتح جنگ مغفور ناظم سابق چکلہ گونڈہ و بہرائچ و محمدی وخیرآباد ولد نواب حسین علیخان بہادر مرحوم

مشہور ہوا ار صوبہ کٹہیڑ دہلی بہت و شاہ جہان پور وغیرہ نواب صاحب ممدوح نہایت خلیق اور کلام انکا بہ حد پاکیزہ ہے ایک دیوان تصنیف فرمایا ہے وہ بھی عنقریب اشاعت ہونے والا ہے پہلے ہم وہ غزل لکھتے ہیں جو بوقت عنایت کشش منشی میان داد خان سیاح یہان تشریف لائے تھے اور ایک بزم مشاعرہ ہوئی تھی اسمیں حضور ممدوح نے یہ غزل فرمائی اور بوقت تذکرہ مطبوعہ میں سہواً درج ہونے سے رہ گئی

مخمور

لایا تھکا کے کہان سے کہان مجھے
کچھ دن تو چین لینے دے اے آسمان مجھے

دے چل خدا کے واسطے اے آسمان مجھے
کرتے ہین کچھ زمین تجف پریشان مجھے

ساقی نے دیکے جام سے ارغوان مجھے
پیری مین کردیا مئے سرخ نے جوان مجھے

قاتل سے کیا کرکے سوال و جواب مین
دی مثل تیغ تیز خدا نے زبان مجھے

لاؤن کہان سے تاب اقامت مین ناتوان
بس بس ہو نون نہ سناؤ اذان مجھے

اوس باغبان سے چرخ نے ڈالا ہے سابقہ
گلشن مین جو بنانے نہ دی آشیان مجھے

پیر فلک کے فیض سے کیسا نہال ہون
معشوق سبزہ رنگ جو دی نوجوان مجھے

صیاد کیون نہ ہو ہمہ تن گوش مثل گل
بلبل سے بڑھ کے دی ہے خدا نے زبان مجھے

بیٹھے گا داب غم عالم سے کوہ ہون
گردش نہ دے سکے گا کبھی آسمان مجھے

دوڑا رہا ہے کیون دل مشتاق چار سو
یوسف کا اب ملے گا کہان کاروان مجھے

پیری سے گو کہ یاد وہ قد راست ہو گیا
بخشا ہی پیر کیہم نے زور کمان مجھے

نازک ادائی مجکو بچہ قاتل کے خوف سے
چاہے نہ چھوڑ کر وہ کہین نیم جان مجھے

اوسکو زبان دراز بنایا ہے رنگ شمع
پروانہ کسطرح سے کیا بے زبان مجھے

کشتی مری تباہ ہے دریائے عشق مین
فضل خدا کا چاہیے ہے بادبان مجھے

رونے لگا مین دیکھ کے ابر بہار کو
یاد آگئی وہ شفقت پیر مغان مجھے

بیٹھا ہون مثل نقش قدم کوئے یار مین
دیکھون بھلا اوٹھائے تو یہ آسمان مجھے

ہین یاد مجکو اپنی ہزارون حکایتین
اے بلبلو سکھاؤ نہ تم داستان مجھے

سوز دروں نے سخت ہے اسے مخجل کیا
کھاتا ہے دیکھون کھا کے کہیں کیا استخوان مجھے

حال اپنے دلکا مجھسے چھپاتے ہین وہ عبث
کھل جائینگے وصال مین راز نہان مجھے

صیاد سے سوال رہائی کا کیا کرون
ڈر ہے کہین وہ چھوڑ نہ دے گا لیان مجھے

آتا تھکا نہ منزل ہستی مین اے فلک
راہ عدم کی جھیلنی ہین سختیان مجھے

کاٹا سمجھ کے دور نہ کر اس نحیف کو
کرنے دے سیر باغ کی اے باغبان مجھے

بیوجہ بیٹھے جو ہین مانند آسیا
دانا مگر سمجھتے ہین یہ آسمان مجھے

وحشت جو پھیلی ہے بیابان سے کوہ پر
دکھلائینگے یہ پست و بلند جہان مجھے

بس بس خدا کے واسطے چپ بلبلو رہو
اپنی نہ بھول جائے کہین داستان مجھے

کعبہ ہو بتکدہ ہو کہ ہو یار کی گلی
بیٹھونگا جاکے مین ملے گا جہان مجھے

آٹھون پہر یہی ہے حسینوں کی زبان پر
پہونچائے کربلا مین خدا اے جہان مجھے

غزل طرح حال

کچھ چڑھے ہین یہ بہت آپکے سر پر گیسو
مین یہ ڈرتا ہون کہ ہوجائین نہ ابتر گیسو

وصل کی شب جو ڈراتے ہو دکھا کر گیسو
کیا نگل لینگے مجھے صورت اژدر گیسو

تم سکھاتے تو ہوا مین ہو نہا کر گیسو
بکھرین دفتر عالم کہین اے [illegible] گیسو

ناخن فکر سے کھلتا نہین عقدہ اسکا
کیون سلجھتے نہین ہے وہ [illegible] گیسو

چار سو حسن کا عالم مین اوڑا ہے شہرا
اوس پری رو کے لیے بنگئے کیا پر گیسو

بارھوان سال ہے یہ نام خدا منت کا
اب وہ بڑھ جائین گے درگاہ مین چڑھ کر گیسو

کچھ نہ سمجھا تھا نیا سے ہی بگڑ جائینگے
کیا پریشان مین ہوا یار کے چھو کر گیسو

مونھ پہ رکھدیتا ہون مونھ دلکی جو بیتابی ہے
عرق شرم سے ہوجاتے ہین اپنا سب تر گیسو

میں سمجھا کہ سکندر کی ہی کچھ چین جبین
جب نظر آئے وہ آئینہ کے اندر گیسو

رخ پہ آتے نہیں ہیں جو بلا سے اور کر
مجھکو برباد کریں گے کچھ مقرر گیسو

حلقے انکے ہیں کہ دریا ہے محبت کی بھنور
آبرو میں تری موج نسیم ہیں بھتر گیسو

ہر کے پھنسا ہو جسے انہیں گرفتار وہ ہو
مجھسے فرماتے ہیں یون اپنے دکھا کر گیسو

گل سے خوشبو گل رخسار سے غنچہ سے دہن
ہیں کہیں سنبل و ریحان سے معطر گیسو

نہیں ہوئی جو مری جان کچھ او الجھن دل کی
تیرے سے تمنے سلجھوائے مقرر گیسو

بت نہ اندھیر کرے گھر میں خدا اسکے بپا
مسجدوں میں نہ کچھ کھولا کریں جا کر گیسو

مہر تابان کے مقابل وہ رخ روشن ہے
کیوں نہ پھر تار شعاعی کے ہوں ہمسر گیسو

انکی الفت نے مجھے روز سیہ دکھلایا
شب دیجور سے بھی ہیں کہیں بڑھ کر گیسو

ہے خطا مشک ختن سے انھیں نسبت ہی نہیں
ہیں کہیں عنبر سارا سے معطر گیسو

سوال بیچ کے ا کون لڑائی مجھسے
درد سر کون خریدے ترے چھو کر گیسو

اپنے حلقوں میں بہت رکھتے ہیں عشاق کے دل
کہیں بن جائیں نہ دود دل مضطر گیسو

ذرے افشاں کی ستاروں کی طرح جب چمکے
آسماں سے نظر آئے مجھے ہمسر گیسو

افلاک انکو کہیں ہمنے نہ کیا سید جا
کسی عاشق کے ہیں شاید کہ مقدر گیسو

یوں بناؤں انہیں او ٹھہ جائیں پریشاں ہو کر
رخ پہ بیٹھے ہیں جو کچھ دعویٰ رسا کر گیسو

خانہ برباد ہے عاشق تو ہے اک سیل فتن
ہیں غضب آپ کے ان روزوں ہوا پر گیسو

اژدہا حضرت موسیٰ کا عصا بنتا تھا
ہو گئے معجزۂ حسن سے اژدر گیسو

خوش نمائی کا غضب انکو پڑا ہے لپکا
کبھی آتے نہیں آئینہ کے باہر گیسو

تلقہ بھی سورۂ واللیل نہ نازل ہوتا
مصحف رخ پہ نہ رکھتے جو پیمبر گیسو

جسکی آتی ہے قضا انمیں جو ان پھنستا ہے
کم نہیں دام اجل سے وہ ستمگر گیسو

بجاہ تخلص راجہ جنگ بہادر خاں صاحب بہادر راجہ نان پارہ شاگرد رشید غلام حسین خان
وحید یہ غزل اس تذکرہ کے لیے ارسال مطبع فرمائی تھی

چھو سکے خاک بھلا عاشق مضطر گیسو — دیکھنے بھی نہیں دیتا وہ ستمگر گیسو
تجھسا دنیا میں صنم کوئی نہیں اور حسین — عرش پر تو ہے دماغ اور زمین پر گیسو
میرے دشمن کے لیے بجز جیا نہیں یارب — مار خونخوار سے بن جائیں وہ ہمسر گیسو
وصل میں ہوگا ہمارا بھی تر و تازہ دماغ — کھول دے گا جو وہ بت اپنے معطر گیسو

نہیں بیجا یہ مرے ذہن میں گذرا ہے بجاہ
دام میں لائیں گے اک دن وہ مقرر گیسو

جاہ تخلص سید محمد حسین ابن سید غلام حسین ربال ساکن لکھنؤ شاگرد منشی احمد حسین
صاحب متخلص بقمر ایک فسانہ میر صاحب ممدوح سے مسمّٰی بہ طلسم فصاحت یادگار ہے

لب شیریں پہ نہیں آئے ہیں اڑ کر گیسو — چشمۂ خضر و شیں ہیں تو سکندر گیسو
رفتہ رفتہ ترے پہونچے ہیں کمر پر گیسو — جادۂ راہ عدم ہیں یہ مقرر گیسو
تیغ ابرو سے لڑا کرتے ہیں اکثر گیسو — عرصۂ حسن میں ہیں مرد دلاور گیسو
عرق آلودہ نہیں ہیں ترے دلبر گیسو — روتے ہیں میری پریشانی پہ اکثر گیسو
قد موزوں ہیں اگر غیرت طوبیٰ اے سرو — سنبل باغ جناں سے بھی ہیں بہتر گیسو
روئے تاباں ہے ترا یا شب امید کی صبح — میرے طالع کی رسائی ہے کہ ہمسر ہیں گیسو
آپ کو ہٹے یہ جو سر کھول کے سوتے ہیں کبھی — رات بھر دیکھتے ہیں دیدۂ اختر گیسو
چوم لوں مصحف رخ اے بت بیدین ترا — رخ انور سے اوٹھا پھر نہ سمیٹے گیسو
کم سنی کا ہے سبب مجھسے جو کرتے ہیں حجاب — منھ چھپا لیتے ہیں وہ کھول کے اکثر گیسو
مجھسے دیوانے کے مرنے کی سنی جبکہ خبر — ہیں پریشان سراسیمہ و مضطر گیسو
اب بھی ہوتا نہیں موقوف حجاب بجاہ — کیوں شب وصل میں چہرے پہ رہے ہیں گیسو

پیش ازین بھی مجھے پیچ بل کئی زلفون مین کبھی
پیچ سیکھین ہین مری آہ کے یکسر گیسو

دل سودا زدہ رہتا ہے گرفتار انہین
بن گئے حلقۂ زنجیر سراسر گیسو

کیون شب وصل نہ اے حامد معطر ہو دماغ
رات بھر سونگھتا ہون اونکے معنبر گیسو

ردیف ح

حامد تخلص جناب نواب حامد حسین صاحب بہادر خلف نواب اشرف الدولہ بہادر مرحوم ابن نواب امین الدولہ بہادر رئیس ابن رئیس شعر و سخن کے فن مین اوستاد بے مثل واسطے آرائش طبیعت [illegible] کی فی الحال منصب تحصیلداری احاطہ ملک اودھ کو زینت بخشتے ہین

آتشین رخ پہ پسینے سے ہوا تر گیسو
پر ماہی ہے جو تھا بال سمندر گیسو

راہ بتلاتے کسی اور کو جا کر گیسو
ہو گئے کب سے بھلا خضر پیمبر گیسو

دیکھتا پاوینگے ایمان کتر کر گیسو
طالب حسن کے دونو ہین یہ شہپر گیسو

مرنے ماتم ہے جو شیدا اترے رخ پر گیسو
اس لیے رخ سے سرکتا نہین دم بھر گیسو

بحث کیا ہم سے ہے افعی ہے کہ اژدر گیسو
ملک الموت ہے ہر طرح ترا اے گیسو

رخ پہ آتے ہین کبھی جھک کے کمر پر گیسو
آپ سے آپ تو ہوتے جاتے ہین باہر گیسو

خوب آگاہ ہین کیا ہے جو غماز نہین
کچھ تو کہتا ہے ترے کان مین جھک کر گیسو

نسخہ ہے جو علاج دل شیدا اکثر
سونگھ لو گر کسی گلرو کا معطر گیسو

سوگ رکھا ہے پریشان کیے ماتم مین مرے
قاف مین پریون نے زہرہ نے فلک پر گیسو

بحر خوبی مین اگر آپ تو کہنا ہے بجا
کشتئ حسن کے دونو ہین یہ لنگر گیسو

سر جو شانے پہ مرے انکو بنایا سودائی
ایک سے ایک ہوا بڑھ کے ستمگر گیسو

داغ دیتے ہین جلاتے ہین دل عاشق کو
آتشین رخ سے ترے یار لٹک کر گیسو

دیکھ کر کاہکشاں حال کہوں کیا دل کا
یاد آیا کیسے اوس ماہ کے شب بھر گیسو

سانپ کو خواب میں دیکھا ہی یہی ہے تعبیر
ہاتھ آئے گا کسی روز مقرر گیسو

ہے جو چوٹی میں مرے آئینہ دل کی جگہہ
واہ کیا رکھتے ہیں اقبال سکندر گیسو

ناز جتنا وہ کریں حسن پہ اپنے ہے بجا
کسی صورت کے نہیں اونکے برابر گیسو

سسکن مار تھا کعبہ یہ خبر جھوٹھ نہیں
کعبہ ابرو ہے ترا صورت اژدر گیسو

مانگ سے شق قمر یار دکھاتا ہے ہمیں
ہے مگر صاحب اعجاز پیمبر گیسو

سامنے اوسکے نہ کیوں شعلہ کا بجھ جائے چراغ
اے پری رو ترا افعی سے ہے بڑھکر گیسو

خوب واقف ہوں ترے حسن کی کیفیت سے
یہ خط و خال جو مشتق ہیں تو مصدر گیسو

حاجت فرش نہیں آؤ ہم آغوش تو ہو
بچھ کے ہو جائینگے خود خاک پہ بستر گیسو

پیچ ہی پیچ نظر آتے ہیں اسمیں تو مجھے
تیرہ بختوں کا ہے شاید کہ مقدر گیسو

ناز و انداز و ادا الطف اسے حالہ
مار ڈالا مجھے قاتل نے دکھا کر گیسو

حزین تخلص شیخ علی حزین صاحب رئیس شہر فیض آباد شاگرد جناب مدبر الدولہ
منشی مظفر علیخان صاحب اسیر مد ظلہ

بڑھتا جاتا ہے جو ہر روز ترا ہر گیسو
ہے یہ مطلب کہ قدمبوس ہوں جھک کر گیسو

دیکھو اتنا بھی نہ اترا و بنا کر گیسو
طائر حسن کے اوڑنے کو ہیں شہپر گیسو

دیکھتا ہے جو مرا دل تو یہ کرتا ہے خیال
ایکدن مار ہی ڈالیگا مجھے گیسو

بار سے اسکے لچک جائیگی نازک ہے بہت
آپ لٹکائیں کمر کے نہ برابر گیسو

ابر میں برق چمکتی نظر آئی مجھکو
رخ پہ بکھرا دیے اوس گل نے جو ہنسکر گیسو

ہے یہ تعبیر نہ ہوگی شب فرقت کی سحر
خواب میں مجھکو نظر آتے ہیں اکثر گیسو

طائر دلکو یہ کیفیت سے میں پھنسا لیتے ہیں
ہیں بلا کے ترے اے شوخ فسوں گر گیسو

جانبری انکی محبت مین ہے آخر کو محال — پھانسی دینگے تجھے اکبر فتنہ گر گیسو
بال آئینگے نظر آئینہ رخ مین ترے — چہرۂ صاف پہ بکھرا نہ ستمگر گیسو
روح کو ہوتی ہے تفریح پہونچتی ہے جو بو — کسقدر اوس گل تر کے ہین معطر گیسو
پاس تیر نظر انکی ہے نہ تیغ ابرو — قتل پھر تیری طرح کرتے ہین کیونکر گیسو
ہوش مین آئے ابھی عاشق دیوانہ ترا — غش مین تو اپنا سنگھا دے جو معطر گیسو
رخ پرچین سے جو جلوے ہین بل کرتے ہین — ہو گئے حسن کی دولت سے تونگر گیسو
دست قاتل جو رکے نکلے تمنا دل کی — خوب جی بھر کے مین دیکھون تہ خنجر گیسو
دیکھتے کسپہ بلا کسپہ وہ آفت لائین — آئینہ دیکھتے ہین اپنے بنا کر گیسو
موت آئی ہے مری غش نہین آیا ہو مجھے — مجھے سنگھاتے ہین کیسے آپ معنبر گیسو
کرکے آزاد مجھے پہونچائینگے کب ملک عدم — ہونگے کسروز الٰہی مرے رہبر گیسو
باغ مین ابر دھواندھار نظر آتا ہے — تو جو چھوڑے رخ رنگین پہ سراسر گیسو
ہمسری مہر کرے تجھسے تو کیا نسبت ہے — اوسکو ممکن ہین کہین ایسے معطر گیسو
رشک کیا کیا دل صدچاک کو ہوتا ہے بیان — شانہ سلجھاتا ہے تیرے جو سراسر گیسو
اور کچھہ دو نہ سزا مجھکو لگا دو درے — ہون گنہگار فقط آپ کے چھوکر گیسو
آخری وقت مین جی بھر کے نظارا کرلون — آپ سرکائے رخسار سے دم بھر گیسو
دربدر پھرنے کی ایذا گئی پہنی زنجیر — کسقدر کرتے ہین احسان مرے سر گیسو
لاکھ طوفان جو آئین تو نہین خوف دل — واسطے حسن کی کشتی کے ہین لنگر گیسو
خواب مین بھی نہین آتے تو نہ آئین کیا غم — جائینگے چشم تصور سے وہ کیونکر گیسو
نہین کرتا کسی خوشبو کو دماغ اپنا پسند — جب سے سونگھے ہین ترے مینے معطر گیسو
قطرے پانی کے ٹپکتے نہین بالون سے ترے — قتل عشاق کے مینہ برساتے ہین گوہر گیسو
دوش پر اونکے عبا دیکھکے مین فق ہوا — ہوگئے کیسے مرے قتل کو خنجر گیسو

خوب سوجھی ہے مجھے عالم وحشت میں مثال
باغ میں آئے گا جسدن انہیں کشتی کا خیال

ہے پری چہرۂ پر نور تو ہیں پر گیسو
پیچ سے پیچ کے سنبل کو دکھا کر گیسو

سانپ لہراتے نظر آنے لگے مجھکو حزیں
کھولے اوس گل نے جو پانی میں اوتر کر گیسو

حجاب تخلص عسکری بیگم ملا محمد زمان اصفہانی روضہ خوان کی بیوی مولد و مسکن لکھنؤ ہے شاگرد حکیم محمد علیخان مسیحا کی ہے عرصہ تک بزم مشاعرہ خوش اسلوبی بطرز آراستہ کرتی رہی ہے بسکہ عاشق مزاج عورت تھی ایک شریف خاندان سے ازدواج کر لیا غنیمت ہے

قدرت صانع عالم کے ہیں مظہر گیسو
تمنے پائے ہیں حجاب ایسے پری پیکر گیسو

ہاتھ آجائیں کبھی کے ترے گیسو نگر گیسو
سنبل باغ جنان سے بھی ہیں بہتر گیسو

طائر حسن خداداد کے ہیں پر گیسو
شام نظارۂ خوبان ہیں مقرر گیسو

صورت لخلخۂ تسکین دل زار ہوئی
درد سر کھو دیا ایسے ہیں معطر گیسو

سب چھپا ہیں مری جان کے لینے والے
ہوئیں بچھو ہیں تو ہیں صورت اژدر گیسو

آپ کے روے رعایت پہ جو بل کرتے ہیں
صاف تو جیسے ہے کہ ہیں ہمسے مکدر گیسو

رات کو آئیں گے ہم صاف معما ہے یہی
وعدۂ وصل کیا اوسنے دکھا کر گیسو

دیکھیے کوئی نہ عاشق پہ بلا نازل ہو
بڑھ چلے ابروے پرخم سے نکلکر گیسو

آنکھ بادام ہے عناب لب رنگین ہیں
زلف ہے مشک ختن غیرت عنبر گیسو

وضع محبوب ہے ایجاب جہاں خوب نہیں
آج دیکھے ترے بکھرے ہوئے اکثر گیسو

سب کے محبوب ہیں منظور نظر سب کے ہیں
لیلۃ القدر ہوئے اونکے سراسر گیسو

سر سے ٹلجائے بلا ہے شب تاریک فراق
رخ روشن کو دکھاؤ جو ہٹا کر گیسو

سلسلہ ہے یہی عاشق کا ہے اس سے قائم
ہے حقیقت میں رگ جانکے برابر گیسو

ظلمت کفر مٹانے کے لیے بہر دعا
ہاں ذرا کھولیے الشافع محشر گیسو

سہرا غزل کا مجدد و پڑھنے کیلیے تم بھی حجاب
دیکھین تا اہل سخن بندیکے کیونکر گیسو

حضور تخلص اچھے مرزا صاحب شاگرد جناب منشی مظفر علیخانصاحب بہادر اسیر
مولد و مسکن لکھنئو

پیچ دکھلاتے ہیں گے مجھکو وہ ستمگر گیسو
لائین گے طرفہ بلائین مرے سر پر گیسو

بل کی لینے لگے عاشق سے سراسر گیسو
ٹھنڈی آہون سے ہوے اور ابتر گیسو

چشم صد داغ سے مشتاق نظارہ ہی یہ دل
حلقہ حلقہ ہیں اگر اونکے معنبر گیسو

بیچ ہر سنبل ہیں ابرو ہیں جو اوس قاتل کے
واقعی نیزۂ خطی کے ہیں ہمسر گیسو

ویج اخبار ہوا حال پریشانون کا
پڑ گئے مشق جفا ہیں سر دفتر گیسو

کچھ سواد شب وصلت کا پتا بتلاتا ہے
کیون نہ مشتاق ہون آنکھین کرین گھر گیسو

دلکو زخمی کیے دیتا ہے نظارہ انکا
برچھیان کھینچے کہ نشتر ہیں کہ خنجر گیسو

کیجیے قطع برا ہے نہیں اچھا یہ طریق
دیکھیے حد سے بڑھے جاتے ہیں خود سر گیسو

جوش سودا ہیں نہیں بادیہ گردی ہو جب
شہر سے دشت جنون کے ہوئے رہبر گیسو

وصل کی رات ہے مشتاق سے کیسا یہ حجاب
منھ دکھا دو مجھے پھر لیجیے ہٹا کر گیسو

سحر العین گرفتار ہو چھوٹے نہ حضور
ساحری دیکھ لے اوسکے جو فسونگر گیسو

حکیم تخلص جناب مرحمت الدولہ بہار الملک سید غضنفر علیخانصاحب بہادر صولت جنگ
ابن اکبر و شاگرد جناب تدبیر الدولہ مدبر الملک منشی مظفر علیخانصاحب بہادر اسیر

رخ سے گیسو ہے سوا رخ سے ہے بڑھکر گیسو
چہرہ ہے نور خدا موے پیمبر گیسو

مہر رخ کے ہیں قمر ہیں اوسکے معنبر گیسو
ایسی قربت پہ نہ تاریک ہون کیونکر گیسو

مطلع ثانی سے دیکھین تو سخنور گیسو
دیکھیے مصرع ہیں کہ دونون ہیں برابر گیسو

کیون نہ بکھرے پہ رہین اوسکے سطر گیسو
آفتاب اونکو وہ کھاتے ہین جو ہون تر گیسو

فائدہ کیا جو درازی کی دعا دے عاشق
خضر و الیاس کی ہے عمر ترا ہر گیسو

ہین پریشان تری جمعیت خاطر پہ نثار
عکس سے اوس بت کے بنے الیسے واور گیسو

روز وصلت کو ہے گھیرے ہوے یون شام فراق
جسطرح یار کے گرد رخ انور گیسو

اسقدر عذر ہے کافی کہ پریشان ہے کمال
نقد دل کو نہ چرا سے کہو کیونکر گیسو

بدگمانی کے یہی معنے ہین کہ ہے مجھ پہ عتاب
بوسہ زن اوڑکے ہوا سے ہون جو رخپر گیسو

کس بلا کی تھی درازی جو یہ ہوتے پیش پیش
خیر گذری کہ ہے گیسو کے برابر گیسو

تو بھی ہے دل صد چاک عوض شانون سے
سنکھے کچھ ابھی گرہ سے بھی تو کھو کر گیسو

خاک مجنون نے بیابان مین اوڑا رکھی ہے
کھدو لیلا سے چھپاتے تھے چادر گیسو

تار گیسو سے سیون زخم جگر کو کیونکر
گرہ در گرہ اوسکے ہین سراسر گیسو

دام مین آتی ہے جو شئے وہ ہی صیاد کا مال
دیکھا آنکھونکو ترے دل مرا لیکر گیسو

ہے مرے دود جگر مین بھی وہی رنگ اے شوخ
اور رکھتا نہین شہر خراب کا مجھ پہ گیسو

آئینہ دل ہو مرا اسپہ ہو شانہ دل غیر
کیا کہون خیر نیا سے بت خود سر گیسو

نہین جلتا ہے کہین سامنے کالے کے چراغ
جائے حیرت ہے قریب رخ انور گیسو

یارب اتنی تو رسائی ہو کہ غیرون کی طرح
مجھسے بھی داد طلب ہون وہ بناکر گیسو

عفو پیری مین اگر رنگ جوانی جا ہے
تر کرے نامۂ عصیان مرا دھو کر گیسو

صفت مو ہون سیہ تار شعاعی پیدا
اک نظر اوسکے جو دیکھے شہ خاور گیسو

ہون وہ دیوانہ کہ ماتم ہے مرا پیدا یونہین
نالہ کش صورت زنجیر ہین یکسر گیسو

رخ پہ گل کرتا ہے حلقون سے یہ کیونکر پیدا
صورت شاخ شکستہ ہے ترا ہر گیسو

اوڑ چلے یار نہ کسطرح ترا طائر حسن
دونو جانب بے پرواز ہین شہپر گیسو

ہے یہی تازیانہ اہل تماشا کا ہجوم
ہین کئی اور بھی گیسو کے برابر گیسو

بوسۂ عارض گلرنگ کا ازبسکہ ہے شوق
سو دہن رکھتا ہے حلقوں سے برابر گیسو

سایۂ خورشید سے ہٹ جاتا ہے اے مہر جمال
ہے عجب سایہ میں خورشید کو دے گر گیسو

کیفیتے کافر نہیں ہوتی وجہ گرفتاری دل
درمیان مصحف رخسار کو دیکر گیسو

کس گنہگار کی کرتے ہیں شفاعت تجھ سے
پاؤں پڑتے ہیں جو اے ترک ستمگر گیسو

دعوے عشق میں صادق ہوں مجھے ہاتھ آئے
ہے یقین صورت زنجیر لٹک کر گیسو

کیا تماشا ہے کہ اک ماہ ہے دو رات نہیں
پیچ میں رخ ہے تو گرد رخ انور گیسو

گلشن رخ میں یہ دیکھا ہے نرالا سنبل
کہ ہر اک حلقے میں رکھتا ہے گل تر گیسو

رشک آئینہ کو کس طرح نہ ہو دیکھ کے مانگ
راہ شانے سے کریں جب وہ ستمگر گیسو

پھنس گیا جا کے جو وہ دل میں کبھی پھر نہ پھرا
ہے کوئی تازہ طلسم اوسکا مقرر گیسو

مرغ بیضانہ صفت کیوں نہ پریشان ہو دل
ہوں پریشان جو ہوا سے وہ معنبر گیسو

اپنی الفت میں گرفتار ہوا آپ وہ شوخ
پاؤں تک آ کے جو زنجیر بنا ہے گیسو

گو سیہ کار ہوں سر حلقۂ اسلام ہوں میں
کیا نہ رکھتے تھے سیہ سر پہ پیمبر گیسو

سر منڈائے ہوئے پھرتے نہیں تہامہ و مہر
کس کو کس کو نہ بنائیں گے قلندر گیسو

راکب دوش نبی کیوں نہ ہو ممتاز حکیم
ہاتھ میں جائے عنان دیں جو پیمبر گیسو

حبیب تخلص مرزا محمد صاحب پسر مولوی یوسف علی شاگرد جناب فیضمآب مرزا دبیر صاحب سلمہ اللہ تعالی کے ہیں مولد و مسکن لکھنؤ شاعری کا شوق بہت رکھتے ہیں اکثر مرثیہ و سلام وغیرہ انکے تصنیفات سے ہیں

بے سبب خیمہ نہیں شوخ کے اوپر گیسو
تازہ آفت کوئی لائیں گے مقرر گیسو

دیکھ اے دیدۂ نرگس طرف زلف صنم
سنبل باغ جنان سے بھی ہیں بہتر گیسو

کاکل عارض پرنور سے دل الجھتا ہے
میرے آئینہ سے کرنا نہ یہ باہر گیسو

آرہی ہے رخ گلرو سے مہک پھولون کی
عطر سے اوسنے لیے ہین جو معطر گیسو

مشک تاتار کے نافہ کے ہوے ہوش ہرن
دیکھکر دوش پہ جو ہے وہ معنبر گیسو

زلف ہے چار پہر ماہ کے آئینہ مین
گرد مہتاب کے رہتے ہین جو شب بھر گیسو

قید زنجیر مین کستا ہے وہ مہ رو مجکو
رات دن چھوڑ کے خورشید و قمر پہ گیسو

زلف مین صاف نظر آتے ہین تارے دنکو
یار جو گوندھتا ہے موتیون سے سر گیسو

باندھ کر خط کا لٹکا سر پہ گیا ہے قاصد
اب نہ الجھین گے کبھی یار کے سر پر گیسو

زلف کی چھائی گھٹا موتیو نکا مینھ برسا
قطرے ٹپکے جو پسینے سے ہوے تر گیسو

اے حبیب اب نہ روان ہوگی طبیعت تیری
کشتے بحر تفکر کے ہین لنگر گیسو

حامد تخلص منشی مرزا آغا جان صاحب شاگرد خواجہ حیدر علی آتش متوطن شہر لکھنؤ اکثر تصانیف انکے یادگار ہین ذہن رسا طبیعت عالی رکھتے ہین شعر اچھا فرماتے ہین عرصہ دراز سے اس مطبع سے تعلق رکھتے ہین نسخ اور نستعلیق مین خوشنویس بے مثل ہین

وہ جو بگڑے ہین تو بگڑے ہین سراسر گیسو
کوڑے تانے ہوئے ہین آج تو مجھپر گیسو

ناز سے کہتا ہے دکھلا کے وہ دلبر گیسو
مار ڈالین گے تجھے پیچ مین لا کر گیسو

رات بھر رہتی ہے اس وجہ سے الجھن دلکو
یاد آجاتے ہین اوس ماہ کے اکثر گیسو

صبحتک مینے عجب خواب پریشان دیکھے
شام سے یاد وہ آیا کیے شب بھر گیسو

ہتھکڑی ہاتھ مین اس جرم پہ پہنائی ہے
مین گنہگار ہوا یار کے چھو کر گیسو

یاد کاکل مین سر شام سے غش ہے مجکو
ہوش آے جو سنگھاے وہ معطر گیسو

دھیان آیا ہے کہو کس کی پریشانی کا
آج بکھرے ہین جو اے رشک صنوبر گیسو

خفقان دلکا مٹا اور وہ سودا اترا
پی لیے مینے جو اوس شوخ کے دھوکر گیسو

کسکے پہلو مین کہو رات رہے تھے صاحب
چولی مسکی ہوئی ہے اور ہین ابتر گیسو

سیری آنکھوں کے تلے ایک اندھیرا چھایا — وصل میں بکھرے جو اوس ماہ کے رخ پر گیسو
سنبل تر پہ پڑی اوس چمن میں کیا کیا — آج اوس گل نے نہا کے جو نہا کر گیسو
نزع میں یاد جو آئے تو بچی جان مری — کشتیٔ سرو رواں کے ہوئے لنگر گیسو
آج گلزار سے کیوں مشک کی بو آتی ہے — کھولے گلگشت میں کس گل نے معنبر گیسو
پیچھے بھی سنتے ہیں کہ ظلمات میں ہے آب بقا — یار کے رخ سے ہٹا دیجیے کیونکر گیسو

اے صنم دور سے لیتا ہے بلائیں ہمدم
چوم لینے دے اسے پھیر کے گیسو

ردیف ر

رعد تخلص مولوی محمد رحمت اللہ صاحب اور کچھ حال معلوم نہوا

ہوتے نصرانی جو ہیں دیکھ کے ششدر گیسو — کیا چلیپا ہیں ترے اے بت کافر گیسو
جب بکھر کر کبھی آئے ترے رخ پر گیسو — ہو گئے صاف ہیں زیب مہ انور گیسو
جوش میں آئے گا جس روز ترا بحر شباب — کشتیٔ عمر کے بن جائیں گے لنگر گیسو
بارش چشم مری دیکھ کے رخ پر اوس کے — اور بن جاتا ہے اک ابر کی چادر گیسو
کیوں نہ سودا لیے سب تجھکو کی آرایش ہو — جب عروس رخ جانان کے ہیں زیور گیسو
انکی کیونکر میں شب تار سے نسبت لکھوں — روشنی بخت سیہ کے ہیں مقرر گیسو
اوڑ چلے گا ترا حسن اور بھی آئندہ شباب — طائر خوبی کے بن جائیں گے شہپر گیسو
ہاتھ عنقا کیطرح آئی نہ دلبر کی کمر — گرچہ پھیلایا کیے جال مکرر گیسو
فرق و پیشانی جانان کو ہے زینت تجھسے — واہ کیا خوب ملا تجھکو مقدر گیسو
کشمکش ہو ہی ہر شخص سیہ دل کو نصیب — بند ہے جسطرح ترے جو ہیں پیچکر گیسو
ترے رخسار کو ہے شوکت شاہی حاصل — زیر پا تخت خط سبز ہے افسر گیسو
جوش طوفان یم حسن تو وہ آفت ہے — جسمیں آتے ہیں نظر موج سمندر گیسو

زور دکھینگے تری طبع رسا کا ہم رعد
بل پہ آجائینگے جسدم وہ سنبھالکر گیسو

ریحان تخلص منشی دیا کرشن صاحب ولد گنگا بشن صاحب قوم کایستہ سکسینہ وطن قدیم شاہ آباد حال وارد لکھنو شاگرد لالہ موجی رام صاحب موجی تخلص شاگرد حضرت میان مخفی عہد شاہی مین راجہ الفت رائے بہادر بخشی الملک کی دیوانی کا سررشتہ باختیار رہا اب نئدرت شیو دین صاحب وکیل عدالت کے یہان منصرمی کا سررشتہ ہے

کھینچے کیا کیجیے گا اور بڑہا کر گیسو — داخل وضع ہین کانون کے برابر گیسو

دم اولجھتا ہے پریشان ہوا جاتا ہون — کھولدو پھر خدا بکھر ہمپر گیسو

باندھیے دیکھیے تعزیر چڑھاوا سین یہہ — ظلم عشاق پہ کرتے ہین سراسر گیسو

شوق بھی بال بنانے کا نہین ہے تجکو — خود بخود ہوگئے پر خم ترے کیونکر گیسو

تیری ٹوپی مین ضرور آئے گا دھبا اکثر — ہوگئے روغن خوشبو سے بہت تر گیسو

ایک عاشق کا ہے دل سات ہین خواہان اسکے — خال خط چشم دہن لب رخ انور گیسو

طول اتنا بھی لگا ہون سے نہین گذرا ہے — پاؤن تک سر سے چھپائے ہین بدن بھر گیسو

اتنوا ورون کو بھی تاکا ہے خدا خیر کرے — دل مرا لیکے ہوئے خوب دلاور گیسو

دیکھ کے کیون نہ ڈرے یار دم آرایش — سانپ بن جاتے ہین آئینے کے اندر گیسو

شانہ کرنے مین اولجھنے سے ملا کیا تمکو — ہین پریشان ہوا ہوگئے ابتر گیسو

کج ادائی سے ابھی پیش نہ آئین کہدو
پہلے ریحان کی طبیعت مین کرین گھر گیسو

رعد تخلص محمد عابد صاحب مدرس دوم مدرسہ حیدر گڈہ شاگرد غلام حسنین صاحب قدر بلگرامی مولد و مسکن انکا بلگرام ہے یہہ غزل اس تذکرہ کے لیے بھیجی تھی

ماہ رخ ہے تو ہین ہالے کے برابر گیسو — سورۂ نور پڑہا کرتے ہین اوسپر گیسو

مجھکو معلوم یہہ ہوتے ہین ستمگر گیسو
کاٹ کرتے ہین یہہ خنجر کے برابر گیسو

جب ہوا چلتی ہے یہہ اوڑکے چھپا لیتے ہین
گرد کے روکنے کو آتے ہین منھہ پر گیسو

جسکا دل چاہین پھنسا لین وہ نہین فن سے باہر
جانتے سارے زمانے کے ہین منتر گیسو

بار بار آتے ہین چہرے کو چھپانیکے لیے
ایسے دیکھے نہین ہمنے کہین خودسر گیسو

رخ کی تعریف مین اک بیت کہا کرتے ہین
مجھکو معلوم یہہ ہوتے ہین سخنور گیسو

کالے آنکے جو زلفونکی لہر کو دیکھین
بل نکلجائین اوٹھائین جو کہین سر گیسو

جو یہی حال رہا انکے اوچکنے پن کا
دل کو لیجائینگے یہہ صاف اوڑاکر گیسو

روز و شب ایک جگہہ جسنے نہ دیکھے ہون کبھی
دیکھ لے جاکے وہ اب رخ کے برابر گیسو

دلتون سے ترے دیدار کے طالب ہین اڑے
ہین در حسن کے یہہ دو تو قلندر گیسو

پابزنجیر ہوا جسنے پھنسایا دل کو
اپنے عاشق کو پنہاتے ہین یہہ زیور گیسو

صحبت یار مین تعظیم و ادب سیکھ گئے
سر سے کھلتے ہین تو گرتے ہین قدم پر گیسو

رعد کسطرح تڑیدار نہ مضمون لکھین
مجھکو تڑپاتے ہین کسطرح یہہ اوڑکر گیسو

ریاض تخلص منشی ریاض احمد صاحب متوطن خیرآباد یہہ غزل اس تذکرہ کے لیے بھیجی تھی

ہمین رکھتے ہین لگے بال برابر گیسو
لگتے آئینہ جو رخ کے ہو ہر گیسو

تھی جو اپنے دل گم گشتہ کی حسرت باقی
دیکھتے پاس سے تھی ہم تہ خنجر گیسو

لوٹتے سانپ ہین دلپر ہے کیسے قاتل
ہم بغل شانہ سے دیکھے ہین جو اکثر گیسو

برق کو ابر سیہ مین جو لپٹتے دیکھا
ناز سے کھولدیے اوسنے بھی ھنسکر گیسو

شوق دیسے وہ کرین ہردمک چشم سپید
دیکھ پائین جو کبھی دیدۂ اختر گیسو

سر چڑھانے سے ترے خوف بھی ہے مجھکو
آستین کا نہ بنین سانپ ستمگر گیسو

حسرت دیدہ و دل اشک تمنا بھرے
آرزو ہے کہ کرین خواہش گوہر گیسو

کیا قیامت ہین رہائی کے توقع سے کیجے
ہین طلسم نظر فتنۂ محشر گیسو

نہ رہی کوئی دل وحشی کی خواہش باقی
بنگئے غنچۂ گلبند ادسکے جو سر گیسو

ہے یہہ مطلب شب ہجر انکی مصیبت کھینچین
دل دکھا دیتے ہین وہ روز دکھا کر گیسو

وحشت آباد سے زندان ستم کا غم ہے
ماتم دل مین سیہ پوش ہین یکسر گیسو

دیکھین اب سر کشیے جو ر دکھاے کیا رنگ
سبزۂ خط جو زمرد ہے تو اژدر گیسو

گر کبھی میری سیہ بختی کا سایہ پڑ جاے
موجۂ باد صبا ہو رخ گل پر گیسو

کچھ تو ہو اس دل وحشی کو افاقہ غش سے
پھر سنگھادے تو ذرا عنبر گیسو

آجتک عارض زلیخا سے ہے خواب یوسف
کھل گئے تھے کبھی اوسکے سر بستر گیسو

اے جنون ضعف مین کچھ کشمکش جو رہنے دے
دے رہے ہین دل پر درد مین نشتر گیسو

آتش شوق سے ٹھہری ہے یہہ ضد باہم
دل سمندر ہے تو ہین موج سمندر گیسو

کیا او بکھین سنبل پیچ سے نسبت دیجے
موجۂ نکہت گل ہین وہ معطر گیسو

عرش پرواز ہے آرایش کاکل سے ریاض
بن گئے ہین نگہ ناز کو شہپر گیسو

راسخ تخلص منشی مصطفے حسین صاحب رئیس بلہور وارد حال خیرآباد صاحب تالیف و تصانیف کثیرہ ہین انکو مہارت مرثیہ گوئی مین مثل مرزا دبیر صاحب و میر انیس صاحب مرحوم کے حاصل ہے نثر فارسی مین بے مثل نظم فارسی و قصیدہ گوئی جمیع فنون مین کامل ہمدان مجمع فضائل و محامد بیکران ہین یہہ غزل اس تذکرہ کے لیے ارسال کی تھی

اے پری لاے کہانسے پر شہپر گیسو
اوڑکے آتے ہین جو منھ پر ترے اکثر گیسو

منزل سیر قمر ہے ترے رخ پر گیسو
صاف جوزاے دو پیکر ہین دو پیکر گیسو

خود بخود جانب صیاد کھنچا جاتا ہے
بنگئے آج کمند دل لاغر گیسو

مردم چشم پرستش مین رہا کرتے ہین
منہ سے ہے بتخانہ تمھارا بت آذر گیسو

سرفرازون نے چڑھایا ہے سر و پر اپنے
کیا ہے ظل شب معراج ہمیشہ گیسو

موسم بادہ پرستی کا سما بندھ جائے
جھوم کے آئے گھٹا کھول دے دلبر گیسو

خون نکلے گا شریان سر رو سے میرے
نوک ہر مو سے لگائین گے جو نشتر گیسو

نافۂ گل ہو نسیم سحری کی جھولی
اوس گل اندام کے سونگھے جو معطر گیسو

اے پری کیون نہو دنرات کے رہنے سے یقین
آتش حسن کے ہین مرغ سمندر گیسو

پاؤن زنجیر سے کسطرح نکالین قیدی
سنتے ہین آپ کے ہین سلسلہ پرور گیسو

خال منھ پر ترے صیاد ستم کیش نہین
دام مین لائے ہین کعبہ کے کبوتر گیسو

نیچہ شانہ کے کیا بخت ہین اللہ اللہ
مجکو ہوتے نہین افسوس میسر گیسو

شوخی چشم سیہ پست نہین زلفون مین
باندھ کے لائے ہین ترکان ستمگر گیسو

اوسکے دام مین کیا آئے ترا سودائی
کیون پریشان ہو تم کس لیے ابتر گیسو

نقش محراب جو ابرو ہے تو منبر بینی
خطبہ پڑھنے کو اب آئے سر منبر گیسو

گلشن حسن مین ہے اوس پری سنبل یہ
اوس پری پیکر کے پسینے سے نہین تر گیسو

سنبل گلشن فردوس کہین ہم کیونکر
زلف معشوق سے ہین آپ کے بہتر گیسو

زہر باطل ہو ابھی سانپ بنے پانی کا
سونگھ جائے کوئی کالا جو معنبر گیسو

سویدیون سے نظر آتے نہین جانب سوتے
ابروے یار جو بچھو ہین تو اژدر گیسو

گردش بخت سیہ کی ہین بلائین ہم پر
گرد رخسار کیا کرتے ہین چکر گیسو

خضر لب چشمۂ حیوان ہے وہی ای راسخ
راہ ظلمات کی جوئی ہین سکندر گیسو

رخصت تخلص منشی سوہن لال صاحب شاگرد دیوان دیا کرشن صاحب
ریحان متوطن قدیم لکھنؤ

بل کی کیا لیتے ہین ہر بار او بگڑ کر گیسو
حال میرا ہے پریشان ترے اکثر گیسو

سادہ وضعون کے لیے بنتے ہین زیور گیسو
طوق بن جاتے ہین گردن مین لپٹکر گیسو

خوش دماغون کو نہ مرغوب ہو کیونکر گیسو
مشک سے خوب ہین عنبر سے ہین بہتر گیسو

سرکشی کرتے ہین بل کہاتے ہین طراری مین
اپنا دنیا مین نہین رکھتے ہین ہمسر گیسو

چشم بد دور یہ دو بال نکالے اچھے
طائر حسن جوانی کے ہین شہپر گیسو

پھر ترقی ہے تو اس سے بھی زیادہ ہوگی
بڑھتے بڑھتے ہوے شانون کے برابر گیسو

دور نظارہ کے طالب کی سیہ بختی ہو
جلوہ دکھلائیے چہرے سے ہٹاکر گیسو

میری آوارہ مزاجی سے نہین واقف ہین
جال مین لاتے ہین دیکھون مجھے کیونکر گیسو

اسکے ہر بال نکالے ہین زبا نین اپنی
کسطرف لیکے چلے سانپ کا لشکر گیسو

راہ باریک محبت کی بنائی اسنے
رخ خدا حسن کا اوسکا ہے پیمبر گیسو

بت ترے سامنے کس شکل کو لیکر ہوگا
سخت حیرت ہے کہان پائے گا پیکر گیسو

صورت مار سیاہ اوسنے بہت بل کھایا
ہر عصب سست ہوا سانپ کا منتر گیسو

خیریت راہ روون کی نہین ہوتی معلوم
بام پر آج وہ بیٹھے ہین بناکر گیسو

کج ادائی کی صفت سب مین نہین ہو سکتی
دل کو کسطرح گرفتار کرے ہر گیسو

سنبل باغ جنان کا ہوا رحمت کو یقین
کھولے اوس گل نے جو گلشن مین معطر گیسو

ردیف ز

زید تخلص سید احمد صاحب بلگرامی اور کچھ حال انکا معلوم نہوا

چہرہ گیسو سے سوا چہرے سے بڑھ کر گیسو
گل رخسار معطر ہین معنبر گیسو

چشم میگون کے قریب آتے ہین اڑ کر گیسو
جب تو یون جھومتے رہتے ہین برابر گیسو

سر چڑھا کر انہین مغرور کیا خود تو نے
بل کی لینے لگے تجھسے بھی ستمگر گیسو

کیون ترے کانون پہ پھبتی نہ کہون بابنی کی
نکل آئے ہین یہہ دو سانپ نہین ہین گیسو

گیسوون پر جو دھرے دست نگارین تمنے
ہاتھ انگر ہین تو دو دو تہِ انگر گیسو

تم جو سر رکھکے دھرے ہاتھ پہ سو جاتے ہو
آستین کے ہین دھرے سانپ مقرر گیسو

رخ ترا سورۂ والشمس ہے از سر تا پا
ہوگئے سورۂ واللیل سراسر گیسو

کفر و اسلام مین کچھ فرق نہین رہتا ہے
جب قرین ہوتے ہین رخسار کے آکر گیسو

کیا پریشان ہے مجموعۂ خاطر میرا
دیکھکر بکھرے ہوئے تیرے معنبر گیسو

اوڑ چلین چشم کے آہو جو ترے کیا ہی عجب
دو تو بازو مین لگے ہین صفت پر گیسو

ہوگیا ہے رخ سیمین سے ترے یہہ ہمدوش
اسلیے سانپ خزانے کا بنا ہے گیسو

انکو بکھرا کے عبث لاتا ہے تو ابرو تک
دیکھ کٹ جائینگے ظالم تہِ خنجر گیسو

دیکھکر سینے کہا خوب ملے دونو وقت
ملنے جلنے لگا رخسے جو ترا ہے گیسو

یاد گیسو مین جو طرارئ طبیعت میری تھی
سانپ کیطرح سے لوٹے مرے دلپر گیسو

ترے قامت سے بڑھے ہین شب محشر بنکر
شب یلدا کی درازی سے ہین بڑھکر گیسو

شانہ سنگ انکو جو لکھتا ہون بجا لکھتا ہون
ہوگئے مملکت حسن مین خود سر گیسو

رخ ہے قرآن تو آیات ہین وہ حلقۂ چشم
اور واللیل کی تفسیر سراسر گیسو

کنکھجورا ہے اگر مانگ تو بچھو ترے تل ہین
ابروِ یار جو بچھو ہے تو اژدر گیسو

کیا پریشان ہوئے دیکھکر اپنا ہمسر
اتنے آئینہ سے رہتے ہین مکدر گیسو

واہ کیا پیار تھا سبطین سے اللہ اللہ
چوم لیتے تھے محبت سے پیمبر گیسو

سامنے کالے کے جلتے نہین دیکھا ہے چراغ
پھر ترے رخ کو ہین گھیرے ہوئے کیونکر گیسو

اوسکی بنگئے دہان دیکھکر ابتو اسے زید
بنگئے خال رخ یار سمٹ کر گیسو

ردیف س

سحر تخلص عالیجناب امیر الدولہ سعید الملک راجہ محمد امیر حسن خانصاحب بہادر والی محمود آباد وائس پریسیڈنٹ انجمن ہند جناب راجہ صاحب حشم الیہ دام اقبالہ حصول لیاقت علوم زبان انگریزی و عربی و فارسی وجودت و ذہانت خلقی کے سوا موزون طبیعت نازک خیال شیرین زبان جادو بیان بھی ہین کیسے کیسے عمدہ شعر تصنیف فرماتے ہین ایک دیوان آپکی تصنیف سے ہے

عنبرین ہین ترے اے خاصۂ داور گیسو
رخ جو کعبہ ہے تو ہین کعبہ کی چادر گیسو

مشک تر سے بھی ہین اوس غنچے کے بہتر گیسو
غیرت بوے گلستان ہین معطر گیسو

نہ چھپا مجھسے تو اے ترک ستمگر گیسو
ذبح کر ایک نظر اپنے دکھا کر گیسو

مشک چین ہیچ ہے یہان عنبر سارا کیا ہے
سنبل باغ جنان سے بھی ہین بہتر گیسو

ابر تاریک سے مہتاب نکل آے ابھی
دیکھ لو تم مجھے گر آج ہٹا کر گیسو

کیون نہ ہو رشک کہ ہین فرش زمین پر یون
اور محو اب ہون تجھسے سر بستر گیسو

کیا انھین بھی ہوس بوسے میان لائی ہے
آگئے ہین جو کمر تک ترے بڑھکر گیسو

حیف لیلے تو سنوارا کرے زلفونکو مدام
اور مجنون کے رہین خاک مین اٹکر گیسو

سانپ آئینۂ دل پر ابھی لہرا جاے
دیکھ لے خواب مین تیرے جو سکندر گیسو

عاقبت بوسۂ رخسار و گلو لینے لگے
اے پری دیکھ بہت تیرے چڑھے سر گیسو

شوق شام اور وہ صبح بنارس ہو جسے
دیکھ لے چہرۂ جانان کے برابر گیسو

اوڑ چلا سبزۂ صباحت کا سیہ زلفون سے
طائر حسن کے حق مین ہوے شہپر گیسو

آج نبضین ترے عاشق کی چھٹی جاتی ہین
رقص مین دیکھ کے بکھرے ہوے زنجیر گیسو

سیر بھی زلفونکی قسم کھاتے ہوئے مانا
سچ تو بتلا دو خدا ہین کہ پیمبر گیسو

ہوگیا مانع دیدار خدا ابر کرم
وہ جو کھولے ہوے آیا دم محشر گیسو

مست ہو جائین نہ کیون دیکھ کے عشاق ترے
چشم میگون کے بھرے رکھتے ہین ساغر گیسو

سحر لکھتا ہون غزل اور اسی مین کہ مجھے
لیلئ طبع دکھا دیتی ہے اکثر گیسو

رہتے ہین گیسو سے جھپک رخ سے معطر گیسو
دانۂ مشک ختن خال ہے عنبر گیسو

دم ہوا ہوگا نہ دیکھو نگا جو دم بھر گیسو
طائر روح کے بن جائین گے شہپر گیسو

کھینچ لین دلکو نہ کیونکر ترے دلبر گیسو
چشم صیاد ہے اور دام معنبر گیسو

اب بھی کچھ آپکو ہے یاد کہ سب جل گئے
بوسہ لینا ادھر رخ سے ہٹا کر گیسو

بسکہ ہے مصحف رخ وقف نظارہ دن رات
رکھتے ہین سورۂ واللیل کو ازبر گیسو

ان بلاؤن سے خدا ہی دل عاشق کو بچائے
فتنۂ حشر ہین آنکھین سبب شر گیسو

بال بکھرا کے جو وہ مست کرے بادہ کشی
سایۂ زلف سے پیدا کرے ساغر گیسو

ایسا ارک ہے شہانا کہ عنان کے بدلے
خود ترے ہاتھون مین دیتے [illegible] گیسو

بھول جائین اوسے پھر گیسو یوسف کی شمیم
سونگھ لین گر ترے یعقوب پیمبر گیسو

روکش آئینہ ہے روے مصفا تیرا
دام حیرت نظر آتے ہین سراسر گیسو

جا دیگا صورت دیوانہ خدا کے آگے
یاد آئین گے جو تیرے دم محشر گیسو

آج گلشن مین بھی خوشبو کی ہوا بندھ جائے
کھولدے چہرہ پہ اے شوخ سمن بر گیسو

فوق کیا گر رخ روشن اوسے ہاتھ آیا ہے
ایسے پائے گا کہان [illegible] گیسو

ہے تو انسان ہی یقین ہے کہ جنون ہو جائے
گر پریزاد بھی سونگھین ترے معطر گیسو

تیرے پیکر مین کہے اسطرح جو اے رشک پری
مجھکو دیوانہ بنائین گے مقرر گیسو

کسکو دون کسکو نہ دون کہتی ہے اس فکر مین رات
طالب اک دل کے ہین وہ تو ہین برابر گیسو

متصل صبح وطن کے ہو ابھی شام ختن
رخ پہ لٹکائے جو وہ آئنہ پیکر گیسو

مجھے دھڑکا ہے کہ اولجھین نہ کہین وقت خرام
ایڑیون تک ترے پہونچے ہین سمٹکر گیسو

فرش گل کی مجھے پروا نہین ہوتی شب وصل
عطر سے آپ بسا دیتے ہین دلبر گیسو

چشم عاشق سے وہ کیونکر اسکو چھپاتے ہین ۔ ہین نگھبان جمال رخ دلبر گیسو

اپنا افسون نہین چلتا ہے یہ تو افعی ہین
سحر مانین گے بھلا کیا ترا منتر گیسو

سیاح تخلص منشی میان داد خان صاحب نائب و مصاحب جناب نواب صاحب بہادر والی سورت حضرت غالب کے شاگرد ہین اور نہایت طباع اور ذکی و فہیم اور با مذاق اور صاحب کمال ہین اکثر جلسون مین آپکا کلام سنا گیا اور سامعین کو محظوظ و مسرور کیا شعر و شاعری سے آپکو ایک خاص مناسبت ہے اور طبیعت آپکی نہایت ہی لطیف اور ظریف واقع ہوئی ہے بذلہ سنجی آپکی بات بات مین پیدا ہے سیاحی سے آپکو اکثر شوق رہا ہے تخلص کی بھی یہی وجہ تسمیہ ہے بعض تصنیفین آپکی یادگار ہین چنانچہ تین چار سال کا عرصہ گذرا جب آپ بتقریب سیر و تفریح لکھنؤ مین تشریف لائے تو ایک بہت بڑا مشاعرہ آپ ہی کی وجہ سے لکھنؤ مین ہوا تھا جسکی طرح یہ تھی ع اوس بحر نے زمین سے کیا آسمان مجھے ٭ اس زمین مین آپ نے نہایت خوب غزل لکھی تھی جو سیر سیاح ایک رسالہ ہے اوسمین مندرج ہے طرح حال پر بھی آپ نے اسندرجہ ذیل غزل تحریر فرما کر عنایت فرمائی ہے جو واسطے ضیافت طبع ارباب سخن کے درج ہوتی ہے

تجھ پہ پیدا کو عنبر و ش ہر گز گیسو ۔ دیکھ تو کتنا پریشان ہے ترا سر گیسو

دل حیران نے کیا پھنس کے اوسی بھی حیران ۔ پائے مصری کو ہوا اور بھی سرشار گیسو

کسقدر پیچ مین لا لاکے مجھے جکڑا ہے ۔ ہتکڑی ہاتھ مین ہے پاؤن مین لنگر گیسو

عشق پیچان کو بنی ہے جو تمہارا چہرا ۔ حلقۂ امت عاصی کا ہے پیمبر گیسو

پاؤن مین پڑتی ہین ہر روز نئی زنجیرین ۔ اپنے قیدی کا بڑھا دیتے ہین نمبر گیسو

قہر ہو پھر نہ دم سیر بلا نازل ہو ۔ باغ مین کھولو نہ تم زیر صنوبر گیسو

ہون وہ بسمل مری آنکھون مین اندھیر چھایا
سر قاتل پہ جو دیکھے ترے خنجر گیسو

زینت حسن ہوئی اور زیادہ دم زیب
بنگیا پاؤن مین خلخال لٹک کر گیسو

بس اسی شغل مین کٹتے ہین مرے لیل و نہار
چہرہ دن بھر ہے تصور مین تو شب بھر گیسو

خانۂ چشم اس دل پہ دردین کثرت سے نہین
تعزیہ خانہ مین رکھے ہین برابر گیسو

قید جاکر جو ہمارا دل پر داغ ہوا
دام بھی ہوگئے گلدام سے بڑھکر گیسو

بوسہ اوس رخ کا لے وصل مین کیا ای ستیاح
چھاگئے ایسے کہ ہین سد سکندر گیسو

آپ جب ہنسے گئے مجکو دکھا کر گیسو
خواب مین بھی نظر آجاتے ہین اکثر گیسو

کیون نہ بن جائین حجاب رخ دلبر گیسو
گیسوے حور سے ہین یار کے بہتر گیسو

گل سے تشبیہ ہے مشک سے ہے اوسکو مثال
چھوٹ کر رخ پہ ہوے اور بھی ابتر گیسو

نارسائی نگہ شوق کی یہ بھی ورنہ
آپڑے رخ پہ ہوا سے ترے کیونکر گیسو

لذت وصل کہان عشق سے ہو کیونکر حسرت
خط ترا مشک فشان اور معنبر گیسو

کھیل سمجھے ہوے بیٹھا ہے تصور انکا
سانپ سے کم نہین سمجھا ہے دل مضطر گیسو

مژدۂ مرگ رقیب آج سمجھتا ہون اُسے
کس کے ماتم مین یہ کھولے ہین ستمگر گیسو

دل عشاق بھی لیکر نہ گیا بل اُنکا
آپنے آپ چڑھا رکھے ہین سر پر گیسو

ہالہ جسطرح سے گرد مہ کامل آجاے
اسطرح چھاے ہین گرد رخ انور گیسو

اب نظر مین مرے اندھیر جہان ہوتا ہے
یون ہی چھوٹے رہے عارض پہ جو دم بھر گیسو

آپ ہی کا ہی یہ گیسو کہ ہے دام خاطر
ورنہ وابستگی دلکو نہین سر گیسو

وجہ بربادی عشاق ہے آرایش حسن
اور الجھاتے ہین خاطر کو سلجھ کر گیسو

دل مجروح پھنسا ہے کہین میرا انمین
ورنہ ستیاح ہوے خونمین کیون تر گیسو

سلیمان تخلص جناب حسین علی میرزا صاحب عرف منجھلے صاحب خلف دوم نواب ناظم مرشد آباد کا ہے یہ غزل بغرض اندراج گلدستہ جناب مستطاب معلے القاب شجاع الملک آصف الدولہ نواب محمد زین العابدین خانصاحب بہادر رئیس مرشد آباد نے ارسال مطبع فرمائی تھی وہو ہذا

آگئے جب تری آنکھون کے برابر گیسو
پاسے مردم مین پڑے بیڑیاں بنکر گیسو

چار رہا ند آسنے افشانسے لگائے اونکو
روشنی دین نہ کہین اے مہ انور گیسو

بوسہ مانگا جو کبھی وصل مین اونسے ہمنے
تارسے اپنے ہٹانے لگے منھ سے گیسو

سانپ لوٹین نہ کلیجے پہ ہمارے کیونکر
جب بنائین ترے اغیار ستمگر گیسو

وصل مین ہمکو رہا شغل یہی تا بہ سحر
اپنی آنکھونسے ملے یار کے شب بھر گیسو

خانہ کعبہ مین جسطرح ہے سنگ اسود
دل عشاق مین کرتے ہین یونہین گھر گیسو

چمن حسن مین تیرے ہین برابر دونون
قد صنوبر ہے تو سنبل کے برابر گیسو

اے صبا آج تری بو کا ہے کیسا عالم
یار کے آئی ہے شاید ہے چھوکر گیسو

نفس عمارہ کا تابع تہوا اتنا اے بت
مار ضحاک نہ بن جائین لٹک کر گیسو

آتشین رخ کا ترے عکس پڑا جب اونپر
حلقے حلقے تھے بنے صورت اژدر گیسو

سر چڑہایا ہے بہت تونے انہین اے ظالم
تیغ ابرو سے ستم ڈہائین نہ بنکر گیسو

خیر ہو دیکھیے پھر کسپہ بلا آتی ہے
آج نکلے ہین غضب سے وہ بناکر گیسو

اے سلیمان وہ ہم حسن کا صرف زینت
کشتے شانہ کو بن جائین نہ لنگر گیسو

سرور تخلص سید کاظم حسین رضوی بن سید ظفر علی حسین رضوی از خاندان سید خضر خان رایات اعلی جنکو امیر تیمور ہندوستانکی سلطنت دے کے آپ ولایتکو چلے گئے تھے چار پشت تک اس خاندان مین سلطنت ہندوستان کی قبضہ و تصرف مین رہی یہ صاحب شاگرد مہدی حسین خان آباد کے ہین

ایک دیوان اور ایک رسالہ علم قرأت میں تالیف کیا ہے

رخ شفاف سے ہٹتے نہیں دم بھر گیسو | ہیں مگر آئینہ سد سکندر گیسو
مر گیا دیکھ سکے ہیں چاند سے رخ پر گیسو | منزل ملک عدم کے ہوئے رہبر گیسو
کبھی ہو جاتی ہے زینت کبھی اذیت کا سبب | کھینچے لیگئے یوسف کے برادر گیسو
ہر گھڑی دل عاشقوں کے پھنستے ہیں خود جا جا کے | دام تزویر بچھا ہے ہیں سراسر گیسو
ایکدن عاشق جانباز سزا پائیں گے | پھانسی دیوینگے ہزاروں کو برابر گیسو
مشک نافہ بنا ہر ایک حباب دریا | ہاتھ سے اوسنے نچوڑے جو نہا کر گیسو
ہم بھی مشتاق ہیں ہوسی کسطرح جلوہ کے | رخ پر نور دکھاؤ تو ہٹا کر گیسو
رخ روشن پہ تو والفجر کا ہوتا ہے گمان | کیوں نہوں سورہ واللیل کے ہمسر گیسو
نامہ بر کہنا زبانی کہ پریشان ہوں کمال | کبھی تو آکے دکھا جب [illegible] گیسو
عجب مشکل ہے کہ جانبر ہو کوئی موذی سے | اسیرو سے یار جو عقرب ہیں تو اژدر گیسو
ظالموں کو نہ کبھی پھولتے پھلتے دیکھا | گلشن دہر میں سرسبز ہوں کیونکر گیسو
دل سے جاتا نہیں زلفوں کا تصور دم بھر | ہیں مگر مجکو رگ جان کے برابر گیسو
عشق زلفوں کا ہے دلمیں سدا چھایا ہے | ہیں مگر طول شب ہجر سے مقرر گیسو
قتل پر عاشق جانباز کے تیار ہیں کچھ | تیر مژگان ہیں اگر ابرو ہے تو خنجر گیسو

ہو گیا طائر دل اپنا گرفتار سرورؔ
دام کیطرح نظر آئے جو رخ پر گیسو

سرورؔ تخلص مولوی سرور علی صاحب شاگرد مولوی غلام حسنین صاحب قدر بلگرامی کے ہیں مولد و مسکن انکا موہان ہے ضلع خیرآباد یہ غزل اسنے کہکے بھیجی تھی

سیہ سودا مری الجھن ہے ترا ہر گیسو | سلسلہ ہے مری وحشت کا سراسر گیسو
کیوں معطر نکرے بزم ترا ہر گیسو | دونوں ہیں ایک سے مشک اک ہے تو عنبر گیسو

طائر دل کے لیے دام گرفتاری ہے | کون کہتا ہے کہ ہیں آپ کے سر پہ گیسو
کتنے دیوانے ہوئے کتنے ہوئے سودائی | آج وہ شوخ نکھارا کیا دن بھر گیسو
بے گنہ لاکھوں کو ہر روز ڈسا کرتے ہیں | مار ضحاک سے موذی ہیں یہ پیچ کر گیسو
ہم نے سمجھا یہ کبھی چاند گھرا بدلی میں | آئے رخسار پہ جب آپ کے اڑ کر گیسو
سو ہیں دریا کی نظر آئیں مجھے پیاسا سانپ | جب نہانے میں پریشان کرے دلبر گیسو
رو نہ فرقت میں ترے رخ کا رہا ذکر مدام | شب تاریک میں یاد آ گئے اکثر گیسو
پابہ زنجیر کیا کیوں ترے سودائی کو | کیا نہ کافی تھے سلاسل کی جگہ پہ گیسو
ہو گیا دشت جنوں خود مجھے صحرائے ختن | یاد وحشت میں جو آئے وہ معطر گیسو
آ کے اسلام سے خود کفر ہوا ہے شامل | اوس پریوش نے کہاں چھوڑے ہیں خبر گیسو
کیا نسیم سحری آج مہکتی آئی | چھو کے آئی ہے مگر اوسکے معطر گیسو

وحشت دل سے بیابان میں نکل جاتا ہوں
یاد آتے ہیں جو اوس شوخ کے سحر گیسو

سحر تخلص مولوی محمد عبد المجید صاحب ابن شیخ غلام سینا تخلص ساحر ساکن قدیم قصبہ کاکوری فی الحال ناظر محکمہ ڈپٹی مجسٹریٹ لکھنؤ کے ہیں فارسی بھی کہتے ہیں یہ غزل اس تذکرہ کے لیے ارسال کی تھی

آ گئے عارض تابان پہ جو اڑ کر گیسو | بن گئے آئینہ ماہ کے جوہر گیسو
دل کے ڈسنے کو بلا ہیں یہ ستمگر گیسو | ایسے ناگن کی طرح اوڑتے ہیں جا بجا گیسو
کج روی سخت مزاجوں سے نہیں چل سکتی | خوب سیدھے ہوئے شانے سے الجھکر گیسو
چشم بد دور کہ مجمر ہے رخ آتش رنگ | خال اسپند ہے دود سر مجمر گیسو
بوئے گل بن کے زمیں پر نہیں بکھرے ہیں ہم | آج پوشاک معطر ہے معنبر گیسو
ہر جگی زلف شکار دل وحشی کے لیے | ہے سر چاہ ذقن دام کبوتر گیسو

زلف آنکھوں نے جو دیکھی تو یہ سوجھا مضمون، چشم ساغر ہے سواد خط ساغر گیسو
روز ہجران شب فرقت مری تقدیر میں ہے، رات بھر رخ ترا یاد آتا ہے دن بھر گیسو
جلوۂ حسن مہ روز کی صورت نہ نما، منھ دکھاتا نہیں وہ شوخ منڈا کر گیسو
آئے پیشانی سے زلفوں میں عرق کے قطرے، گر ہیے حسن سے ہیں رشتۂ گوہر گیسو
عمر وابستہ بسر کی ہے بنا کر اسنے، دوش پر شانہ بدوش نکیلی طرح گھر گیسو
عشق سے نے کلبۂ تاریک میں اندھیر کیا، صورت غنچۂ سنبل ہے ترا ہر گیسو
ہرا ہے تری قاتل مرے جی کی دشمن، موج نکہت سے لیے پھرتے ہیں خنجر گیسو
چین غفلت میں بھی دیگی نہ محبت مجکو، لائے گا خواب پریشان میں مقدر گیسو
دیکھ ابھی ہیں یہ نشو و نما موذی کی، بڑھتے بڑھتے کہیں ہو جائیں نہ اژدر گیسو
ہیں مقابل جو خط مصحف رخ سے زلفیں، فوج اسلام وہ ہے کفر کا لشکر گیسو
سلسلہ زلف سے مضمون کا دکھاتا ہے اثر، سطر ہر شعر کی بلدہ جاتی ہے بنکر گیسو
ہو گئے قید محبت میں پریشان دونوں، شیفتہ میں ترے گیسو کا تو مجھپر گیسو
ہر گھڑی آئینہ رخ کا تماشا ہے نصیب، پا گئے روز ازل بخت سکندر گیسو

کم نہوں سانپ کے منتر سے مضامین تیرے
باندہ ہر شعر میں اسے سحر سخنور گیسو

سالم تخلص ایک صاحب کا ہے اور حال کچھ معلوم نہوا

مر گیا دیکھ کے میں عاشق مضطر گیسو، جان مجرمون کے لیے بنگئے اژدر گیسو
ایک چھپر کھٹ میں خونریزی کے جوہر کیا کیا، تیر مژگان ہیں نگہ تیغ ہے خنجر گیسو
جان اوڑ جاتی ہے اس پل میں جو بھنچ جاتا ہے، بیگان ہیں ملک الموت کے شہپر گیسو
کہیں کل جنگ میں نہ آجائے زحل کا دورہ، سر پہ رکھا نہ کرو اپنے او لنگر گیسو
جب سرا پا شب تاریک میں یاد آتا ہے، آسمان ڈھاتے ہیں ظلم کا ہر سر گیسو

جان دیتا ہون جسے انکی پریشانی سے — پھانسی بنتے ہین مرے حق مین اوجھگڑ گیسو
صاف ہوجاتا ہے جب چاند گہن کا دہوکا — نکھرے آتے ہین نظر جب ترے رخ پر گیسو
سب کو سودائی بنایا نہ رہا خوف حساب — حشر مین اوسنے قیامت کو دکھاکر گیسو
جان دیتے ہے فدا ساری خدائی انپر — ہوگئے اصل علا ہوے سمبر گیسو
حق ہے اسلام کو مرہچا کیا کفر کے ساتھ — رخ ترا کعبہ ہے بتخانہ آذر گیسو
دم نظارہ رخسار ہوا سے اوڑکر — مری آنکھون کو بنے سد سکندر گیسو
عمر بھر گذری ہے الجھن مین گنہگارونکی — بنگئے ہین مرے اعمال کا دفتر گیسو

پیچ مین جب سے پھنسی ہے آئے سالم
روز اک طرفہ بلا لاتے ہین سر پر گیسو

سلطان تخلص نواب اشرف الدولہ محمد سجاد علیخانصاحب بہادر خلف چھوٹی شاہزادی نواب افسر بہو بیگمصاحبہ دام اقبالہا رئیس لکھنو شاگرد تدبیر الدولہ منشی مظفر علیخانصاحب اسیر

کیا پریشان ہین ترے اے مہ انور گیسو — حال عشاق سے بھی بڑھکے ہین ابتر گیسو
مطلع حسن ہین تیرے نہین دلبر گیسو — دونو مصرع نظر آتے ہین برابر گیسو
عذر کچھہ کرتے ہین شاید کہ مری جانب سے — پاؤن پر اوسکے جھکائے ہوئے ہین سر گیسو
بارہا تول کے میزان خرد مین دیکھا — شب ہجران سے ہین ظلمت مین برابر گیسو
ترے سینے مین نظر آتے ہین گرمی کے سبب — کچھہ تو دہوئین سے ہوے عرق تر گیسو
گرد جب حشر کے دن میرے گناہونکی اوڑی — کیسے حورون نے چھپائے تہ چادر گیسو
خط عنبر کے جو شیشہ نظر آتے ہین حباب — کسنے دھوئے تھے لب نہر معنبر گیسو
بلکی گلزار مین ہے سنبل گلزار ہزار — کب سمجھتے ہین اوسے اپنے برابر گیسو
ناخنون سے مرے ماتم مین جو نوچینگے وہ بال — پھر کے باندھینگے مرے قتل پہ خنجر گیسو

لامکان سے دو ہین سنگ کا رتبہ نہیں کم
قدر مین ہین شب معراج کے ہمسر گیسو

الفت ہیں سے سمجھیں کہ مجھے لازم ہے
مجھ پریشان سے عبث کھنچے ہین [illegible] گیسو

دل عشاق کی کھینچی ہین جو شکلین کیسا
اسکا نظارہ بھی کیجئے ہین جگہ سے مڑکر گیسو

پتلیان کوئی نہ سمجھے کہ یہین سنگ سیاہ
ہو گئے جھک کے مری آنکھوں مین پتھر گیسو

چشمہ آب بقا چاہ ذقن ہے تیرا
صورت سبزۂ خط لہلہاتے ہین لب کوثر گیسو

سانپ کیونکر نہ مرے سینے پہ لوٹین سلطان
یاد آتے ہین شب ہجر مین [illegible] گیسو

سماجت تخلص لالہ بخت بہادر خلف منشی [illegible] صاحب متخلص [illegible]

کون کہتا ہے کہ بکھرے ہین رخ پر گیسو
جام واژون ہے وہ عارض خط ساغر گیسو

شوق گیسو مین ملا مصحف رخ کا بوسہ
لا کے اسلام مین عاشق کو بنایا کافر گیسو

تیرگی دور ہو گیسو کا جو باندھین جوڑا
دن کی ہو رات وہ بکھرائین جو رخ پر گیسو

حورین کھلتی ہین مجھے ہر بار ترے گیسو کو
سنبل باغ جنان سے بھی ہین بہتر گیسو

کھلتے بندھتے ہین بکھرتے ہین سنورتے ہین مدام
کیا نہین رنگ بدلتے ہین مقرر گیسو

ہم سلیمان ہوے صاحب کی انگوٹھی پاکر
آپ بلا سے پری جیب بنے مسخر گیسو

چاہتے مجھ کو بھی ہین پر کوئی دیوانہ ہو
سانپ صندل پہ لٹکتے ہین برابر گیسو

پھانستے ہین ابھی پھندے مین دل کشتی کو
جال پھیلائے ہین [illegible] گیسو

ہو گیا مجکو بھی سودا انگرا ان بالون کا
دل مین الجھن ہے سماجت تو زبان پر گیسو

ردیف ش

شاعر تخلص سید فضل حسین صاحب خلف جناب منشی سید فضل رسول خان صاحب واسطی شاگرد جناب تدبیر الدولہ منشی سید مظفر علیخان صاحب اسیر

کیا پریشان ترے رخ پہ ہیں دلبر گیسو
آئینہ دیکھ کے بنا اے مرے دلبر گیسو
دشمن ہو گئے تجھکو ترے یار معنبر گیسو
حور و غلمان کے بھی ایسے نہیں دلبر گیسو
کر دئے ہیں ساری خدائی کو معطر گیسو
صبح پیدا ہوئی جب ہٹ گئے پیشانی سے
باغ عالم میں بھی خوشبو کہیں دیکھی ایسی
مشک چین نافۂ تاتار سے نسبت ہے غلط
قتل عالم کو کیا کرتے ہیں کیوں حیران ہوں
عطر عنبر کی مہک کرانے سے خوش آتی گی
چھوڑ کر پردۂ ظلمات کو آتا نہ کبھی
پہونچے کیا زلف سیہ تجکو کہا اے گیسو یار
نقطے خورشید پہ ہیں یا ترے عارض پہ ہیں خال
کسکو ہیں سانپ کہوں کسکو کہوں میں افعی
چشم انصاف سے دیکھے تو فلک بھی ہے یہ
حق عشاق میں کثردم ہیں دم آتش
عمر بھر خواب پریشان نظر آئے گا اسے
ور سے افشان کے درخشندہ نہیں یا گوہر
بال کھولے ہوسے آ گئے جو تم سر فرمرا
ہو مطول یہ بیان مختصر اتنا ہی سخن
کیوں ترے گھر میں نہ عاشق کی ہو مشغولیاں

بزم کی بزم بنا دیتے ہیں ششدر گیسو
دل پریشان ہے ترے دیکھ کے ابتر گیسو
ہے یقین دل کو کہ کاٹے ہیں اژدر گیسو
کسی انسان کے کیا ایسے ہوں بہتر گیسو
سنبل باغ جنان سے بھی ہیں بہتر گیسو
ہو گئی شام جو آئے ترے رخ پر گیسو
ہنسے اے گل ترے سونگھے ہیں معنبر گیسو
گل جنت سے زیادہ ہیں معطر گیسو
نہ تو شمشیر ہیں اے ترک نہ خنجر گیسو
جسنے سونگھے ہیں کبھی تیرے معنبر گیسو
دیکھ لیتا جو کبھی تیرے سکندر گیسو
حور جنت کے نہ ہوں گے ترے ہمسر گیسو
ماہ پر ابر ہے یا ہیں ترے رخ پر گیسو
رخ انور پہ تو دونوں ہیں برابر گیسو
کہ زحل سے بھی سیاہی میں ہیں بڑھکر گیسو
ڈنک شانے سے لگاتے ہیں برابر گیسو
جسنے اکبار بھی دیکھے ترے دلبر گیسو
توڑ کر لاتے ہیں یہ چرخ سے اختر گیسو
ہونگے سر بہم زن نہ ہوگا نہ محشر گیسو
ہیں کہیں رند گئے غیض سے ابتر گیسو
ہاں شب قدر تیرے اسکے منور گیسو

دن کی شب ہو گئی تو کچھ نہیں اسکا ہی عجب | رخ پہ اوس یار نے چھوڑے ہیں معنبر گیسو

شاعر اب اس سے زیادہ تر کیا وصف لکھے
ہیں حسینان جہان سے ترے بہتر گیسو

شوق تخلص شیخ مراد علی صاحب شاگرد منشی سید فضل رسول خانصاحب واسطی

میرے ہاتھ آئے تو ایسے ہوئے اسیر گیسو | مو بمو پھنس گئے جنجال میں لیکر گیسو
بے زبان تو نہیں بیشک ہیں سخنور گیسو | بیدہن لکھتے ہیں حال دل مضطر گیسو
دام میں لائیں گے عاشق کو مقرر گیسو | بیطرح بیٹھے ہیں وہ آج بنا کر گیسو
بڑھتے آئیں جو گلے تک ترے دلبر گیسو | پھیر دیں میرے گلے پر ابھی خنجر گیسو
الفت زلف مسلسل جو رہے گی یونہیں | طوق و زنجیر بنیں گے مقرر گیسو
دونوں عارض ہیں ترے سورۂ والشمس اگر | دونوں ہیں سورۂ واللیل کے ہمسر گیسو
کیوں نہ پامال سے اوس شوخ کے محشر برپا | قد قیامت ہے تو ہیں فتنۂ محشر گیسو
کیوں نہ اونکو شب معراج سے پھر دوں نسبت | شب قدر سے ہوں قدر میں بڑھکر گیسو
نقش حاصل کا اثر دل نے کیا جب پیدا | تب ہوئے جذبۂ دل سے مرے مسخر گیسو
رہزنی کرتے ہیں سودا نہیں رہتا باقی | لوٹ لیتے ہیں وہ بازار دکھا کر گیسو
کاٹ تلوار کا کرتے ہیں یہ ابرو کیطرح | فرق رکھتے نہیں کچھ بال برابر گیسو
جانتے ہیں یہ اوسے کعبۂ مقصود مگر | روز کرتے ہیں طواف رخ دلبر گیسو
بے سبب قتل نہیں عشاق کے اوپر مائل | کچھ تو پڑھتے ہیں اوس شوخ کے منتر گیسو
ہو گئی صبح ہٹی رخ سے جو زلف مشکین | پھر ہوئی شام جب آئے ترے رخ پر گیسو
عشق میں ابروئے خمدار کے کھائی تلوار | پھانسی پائی جو نظر آئے معنبر گیسو
شام سے آکے دبا تی ہے سیاہی تا صبح | چشم عاشق میں پھر آئے ہیں شب بھر گیسو
کیوں نہ خوشبو سے معطر ہوں دماغ عشاق | نافۂ مشک ہے یا سوختۂ عنبر گیسو

گل شاداب ہین عارض تو ہے نرگس چشم — قد صنوبر ہے تو ہین شاخ صنوبر گیسو

خار دیتے ہین گلونکو بھی تمھارے عارض — دون کی لیتے ہین سنبل سے بھی اکثر گیسو

ہو بہو کھینچتے ہین اوس شوخ سے حال عاشق — کام ہر کارونکا کرتے ہین سراسر گیسو

عکس آئینہ مین وہ دیکھ کے کرتے ہین بحث — تیرے اچھے ہین بتا یا مرے بہتر گیسو

خاک برباد ہوئی کسکی کہ پایا یہ عروج — مجھے تمھارے نظر آتے ہین مکدر گیسو

سنبل مشک سے اسے شوق ہے ناقص تشبیہ
سنبل باغ جنان سے بھی ہین بہتر گیسو

شیفتہ تخلص جناب سرافراز علی صاحب شاگرد جناب تدبیر الدولہ مدبر الملک منشی مظفر علیخان صاحب اسیر

چاند سے منھ پہ جو چھوڑا ہے مہ انور گیسو — پیچ مین لائے نہ عاشق کو لٹک کر گیسو

سر چڑھایا ہے بہت آپنے ای جان جہان — بل کی لین خاک نشینون سے نہ کیونکر گیسو

میرے مرنے سے رہی ایک نہ زینت باقی — وہ ہی دشمن ترے دونون ہوئے ابتر گیسو

سانپ سا لوٹ رہا ہے مرے سینے پہ جو آج — تم نے اوسکے بنائے ہین معطر گیسو

باغ مین سنبل بیچا نکو بڑے وحشت ہین — چھوڑ دیئے دوش پہ ای رشک گل تر گیسو

جان مجھے نظر آتی نہین خالق کی قسم — زہر ہین حق مین مرے اسکے بہت دو پیکر گیسو

بال پڑ جائے گا آئینہ دل مین میرے — غیر اگر تیرے سنواریگا معنبر گیسو

دھوپ ہے تیز ابھی آپ سے ہو جاتے ہو کہان — شہر و صاحب ہین لپیٹے ہین بہت تر گیسو

قید زندان مین ہون یا پا مین زنجیر پڑے — دیکھون لاتے ہین بلا کیا مرے سر پر گیسو

مجھسا دنیا مین نہین کوئی پریشان خاطر — حال ابتر ہے جو دیکھے ہین وہ ابتر گیسو

بال بھر بھی نہین کاٹے کیطرح مجھ سے کبھی — دونون پہلو مین لٹکتے ہین برابر گیسو

دیکھی میری شب فرقت کی سیاہی کی جو سیر — عرق شرم مین کیا کیا ہوئے تر گیسو

لوگ اوڑتی ہوئی ناگن کا کرینگے شبہ
کھل کے آجاتے ہیں جس دم سر دوش پہ گیسو

چلنے لگتی ہے اوسی وقت چھری سینہ پر اونکی
دیکھتا ہوں جو نہیں آپکے دم بھر گیسو

بال جب کھلتے ہیں پیٹھ کے نیچے ہو جاتے
خواب راحت میں ہیں شب بھر کے بستر گیسو

پھر اوس ترک کا ہے پاکی میدان گھٹا
ہو جو لشکر کی سیاہی تو ہیں افسر گیسو

مانگ ہے اوسکی ہویدا نمایاں سطر
دونو جانب ہیں نشان بلا کے رہبر گیسو

کون ہے آج گرفتار بلا ہو جو حسین
چاہے جو اوسکے پریشان ہیں ہوا سے گیسو

کون ایسا ہے کہ جا کر وہاں کھینچ لائے
کشور حسن میں ہے وہ امر بلا سر گیسو

اسکا ہے رشتہ سے طین کہ عشق کے روز
اپنے ہاتھوں سے بنا لیتے ہیں تجھے گیسو

قتل کرتے ہیں جسے کس طرح مجھے حیرت ہے
پاس رکھتے ہیں نہ تلوار نہ خنجر گیسو

پاؤں تک پہنچے تو چلنا انہیں مشکل ہوگا
صاف ہیں جاتے ہیں سنگ زنجیر کا لنگر گیسو

شیفتہ ایسے سوا اور کرے کیا تعریف
سنبل باغ جناں سے بھی ہیں بہتر گیسو

شاداب تخلص منشی رنگین لال صاحب متوطن نواب گنج کانپور ملازم محکمہ بندوبست ضلع کانپور مدت دراز تک اس مطبع سے خوشنویسی میں تعلق رہا یہ غزل اس تذکرہ کے لیے بھیجی تھی

آپ جل دے کے سنوارینگے جو بگڑے گیسو
افشاں زلفوں میں لگیں کیا کیا ہوں سر پر گیسو

ہیں یہ تو ہوں نامۂ تقدیر سے بڑھکر گیسو
کچھ بال ہیں لگے ہیں ہوا نہ تر گیسو

رخ روشن سے ہیں صاحب کشور گیسو
سیکھے آتش سے آئین سکندر گیسو

حسرت زلف میں دم تن سے روانہ ہوگا
کشتے عمر کو ہو جائیں گے لشکر گیسو

مانگ میں کب ہے یہ سیندور کا قشقہ ظالم
سانپ نے کھینچ کے لا رکھے ہیں خنجر گیسو

سر کے تقبل بیان کریں عشاق پریشان ہو کر
روش ناز سے وہاں لٹکے جو گیسو

دم جو نیستی جو آجائے خیال کاکل
صاف بنجائے خود حلقۂ ساغر گیسو

چشمۂ آب بقا چاہ ذقن آب عرق
خط ریحان ہے خضر سوختہ گوشۂ گیسو

جلوۂ کاکل محبوب سے غش آئے اگر
کیا عجب ہے جو بنا لین مجھے پیکر گیسو

شام کا صبح سے رہتا ہے خیال رخ یار
رات کو یاد مجھے آتے ہین اکثر گیسو

زلف محبوب ہین پھرتے ہین کیون ڈھونڈتے بیت
آتش رخ سے ہین گر بال سمندر گیسو

سامنا چہرۂ پر نور سے تجھے سہل نہین
پیچ و تاب سے لیے صد انور گیسو

منتشر زلف ہین کیونکر نہ اڑین ہوش و حواس
طائر روح رواں کو ہوئے شہپر گیسو

شوق سے پیچ ہے اور لپٹا ہین لگتے ہین
کہین بچتا ہین نہ بچتا نہ آذر گیسو

گوش محبوب ہین پیغام زبانی کہہ دین
پھر عشاق جو ہو جاتا ہین ہمسر گیسو

دل عاشق کی طناب کبھی چھٹی یا اتی ہین
دو ڈرتے ہین وہین دو نو برابر گیسو

خشک ہوتا ہے لہو تازہ کیسو رت شاداب
یاد آجاتے ہین عنبر وہ معطر گیسو

شکوہ تخلص آغا شکوہ صاحب شاگرد نسیم دہلوی متوطن لکھنو خوش باش کلکتہ حضرت سلطان عالم واجد علیشاہ والی اودھ کے ملازم ہین یہ غزل اس تذکرہ کے لیے بھیجی تھی

آپ بل کرتے ہین کیا مجھکو دکھا کر گیسو
ہر سے پھر یہ زلفین ہین سر بسر گیسو

بال بڑھ جاتے ہین سگے آئینہ دل مین لاکھون
سامنے آؤ نہ للہ بنا کر گیسو

عقد سے کھولو نگا ہر اردن اگر و مجھے
اس زمانے کے ولی ہین نہ پیمبر گیسو

ایسے رو کھو نیے یہ حیرت ہو نئے گی کیونکر
ہر گھڑی یا بچھو لیتے ہین مجھے بگڑ کر گیسو

بل بے وحشت کہ کسی سے نہین بنتی وہ تو
اک خدائی سے بگڑتے ہین یہ کافر گیسو

مجھکو کس بات کا بل ہوگا بنا سے کوئی
نہ ہین ابرو نہ ہین سرگشتہ مقدر گیسو

وہ اودھر کھینچے ہین اودھر ہین اپنی جا بجا
کس کشاکش مین پڑے ہین سر محشر گیسو

آپ کٹتے ہین پہ کٹنے نہین دیتے گردن
دست قاتل سے ہین لپٹے تہ خنجر گیسو

قطع امید ہوئی بال بھی سلجھانے سے
رکھ لیے یار نے کانون کے برابر گیسو

کسطرح سانپ نہ جاؤن کہ ہزارون بل ہین
گھورتے ہین مجھے تیوری کو چڑھا کر گیسو

ٹھوکرین کھائین الجھکر جو حسینان جہان
اتنے بڑھ جائین سرتا بقدم اکثر گیسو

جب نظر کھینچے پیا ہین ہزارون شکنین
آستینونکو چڑھاتے ہین پئے سیر گیسو

منتظر حشر پہ دیدار ہے بہم ہین
کیا غضب ہوگا اگر آ گئے زیر گیسو

خوشحالی سے مجھے بعد فنا بھی صد شکر
سر اوٹھایا ہے قاتل نے پکڑ کر گیسو

کہتے ہو جاو نگار روشن سے بال شکوہ
سانپ کاٹین جو چھوے ہون کبھی آکر گیسو

شوق تخلص جناب مستطاب معلے القاب عالی خاندان رئیس ابن رئیس نواب فضل علیخان بہادر عرف لاڈلے صاحب نبیرہ نواب اقتدارالدولہ بہادر شاگرد منشی امیراللہ تسلیم مولد و مسکن لکھنؤ شعر گوئی کا نہایت شوق ہے عالی طبیعت ذی فہم ہین جناب ممدوح نے یہ غزل اس تذکرہ کے لیے بھیجی تھی

ٹل گیا مرگ دم یاد معنبر گیسو
کشتۂ عمر رواں کو ہوسے لشکر گیسو

اک بگڑ جانا فقط یار پہ موقوف نہین
وصل کی رات بگڑ جاتے ہین اکثر گیسو

پاؤ ہین اوسکی نہین عاشق ناشاد کو چین
سانپ کیطرح سے لہراتے ہین دلبر گیسو

اونہین نادانی سے پھنس جاتا ہے اکثر کمبخت
مرغ دل کے لیے ہین دام مقرر گیسو

حلقے حلقے مین گرفتار ہے دل ہے پنہان
دام ہین پائین کھلے دوش کے اوپر گیسو

سمجھو صورت قیامت رخ روشن تیرا
تیرگی مین شب یلدا کے برابر گیسو

شوق بھی مجکو قیامت نظر آجائے گی
جب وہ کھولین گے مری لاش پہ آکر گیسو

جب کمر تک تھے بلا لانے مین کیا کچھ کم تھے — ہو گئے اب تو ترے قد کے برابر گیسو
وصل مین سونگھے ہین جسنے کوئی اوسسے پوچھے — عنبر و مشک سے بو دیتے ہین بڑھکر گیسو
طائر دل مرا اوس زلف سے اولجھا اوسمین — جب سے منت کے رکھے یار نے سر پر گیسو
غش جب آتا ہے مجھے دیکھ کے صورت اونکی — ہوش مین لاتے ہین وہ مجھکو سنگھا کر گیسو
مار ڈالین جو بگڑ کر تو جلا دین بوسے — کیا کمون رکھتے ہین اعجاز بہیمبر گیسو
مار ڈالا اوسے الفت ہوئی جسکو اونکی — اپنے کاٹے کا نہین رکھتے ہین منتر گیسو
مار گنجینۂ حسن و ستم ایجاد ہین یہ — بوسہ کسطرح سے لون رخ کا ہٹا کر گیسو
مار ڈالین گے مجھے ایک ہین کافر دونون — شل افعی کے ہے خونخوار ستمگر گیسو
تیرہ بختی مری دیکھو جو میسر بھی ہوئی — کاٹ دی وصل کی شب اوسنے بنا کر گیسو
بات بھی بگڑی ہوئی اپنی بنا ہی لونگا — مینے سلجھائے ہین اولجھے ہوئے اکثر گیسو
خوف کسطرح نہو مجھکو سنور کر اکدن — لائین گے سر پہ بلا میرے مقرر گیسو

کعبہ رہتا ہے سیہ پوش عجب کیا اے شوق
اوسنے رخسار پہ چھوڑے جو معنبر گیسو

ردیف ص

صبر تخلص منشی سیتارام صاحب شاگرد شیخ امیر اللہ تسلیم دیوان سرکار نواب مرزا محمد تقی خان بہادر تخلص افسر دام اقبالہ مولد و مسکن لکھنؤ شعر اچھا کہتے ہین

دست رنگین سے جو سلجھاتے ہین اکثر گیسو — خون عشاق کا کرتے ہین سراسر گیسو
کم نہ اولجھن ہوئی اوسکی نہ اوسے نیند آئی — مین نے سلجھائے بہت یار کے شب بھر گیسو
کی تری زلف کی تقلید بہت سنبل نے — پر بنائے نہ بنے بال برابر گیسو
بوسے آئینہ رخسار کے لیتے ہین مدام — واہ رکھتے ہین مجب بخت سکندر گیسو
یون ہی دل ڈسنے کو کچھ کم نہ تھے یہ سیارہ — اور بھی تمنے کیا قہر بنا کر گیسو

ایک دل کے لیے دونوں نے کمر باندھی ہے
ضد پہ کمر کا کل پیچاں تو ہی عقب گیسو

ہیچ وہ موذی ہیں کہ کاٹا نہیں جیتا پیچکا
سانپ پالے ہیں کہ ہیں سر پہ ستمگر گیسو

اسقدر بار نہ چھوڑو کمر نازک پہ
پاؤں پڑ کر یہی کہتے ہیں مقرر گیسو

سر بسر قاتل عشاق ہے وہ فتنۂ دہر
تیغ ابرو ہیں مژہ تیر ہیں خنجر گیسو

کیوں نہ بادن ہیں ترے بگڑے ہوے بالوں کو
نہ مزاج دل نازک نہ مقدر گیسو

سانپ کیطرح سدا لوٹتے ہیں چھاتی پہ
چین لینے نہیں دیتے ہمیں دم بھر گیسو

بل کیا کرتے ہیں دنرات رخ جاناں پہ
کہتے ہیں منھ چڑھے اسے صبر معنبر گیسو

۸ صولت تخلص فاضل قمقام کامل طمطام مقبول بارگاہ لم یزلی ناصر الاسلام مولانا محمد عمر صاحب مولد و مسکن رام پور وارد حال لکھنؤ فی الحال مطبع میں صحیح کتب عربیہ فرماتے ہیں مولانا صاحب انصاری نسباً حنفی مذہباً صابر مشرباً ہیں ہر علم میں قدرت تام ہر فن میں ملکہ عام رکھتے ہیں

آنچنان گشت انیس رخ انور گیسو
کہ زخش آتش جانسوز و سمندر گیسو

نیست افتادہ ز رخسار قد دلبر گیسو
سر برافراختہ از فتنۂ محشر گیسو

بسکہ در تیرگی بخت من آورد فروغ
طالع تیرہ کیم کرد منور گیسو

گر بسنبل کدہ از ابر بہاری پیداست
دود آہ دل بیتاب ستمگر گیسو

باد پیما بہوا دارے تا تار عیاست
ورنہ ہر دشت و چمن کرد معطر گیسو

عاشق آئینہ از کوکب بخت اغیار
پے پابوس نظر سد سکندر گیسو

در سر باد صبا چیست ہوا ریاطل
کہ کند ہیچو خود آشفتہ و مضطر گیسو

تیر بخت زحل از اثر شمس منیر
زدہ داغ حسدش در مہ انور گیسو

شعلہ از نار دخان لیک عکسش انجا
روید از راس نہ از عارض احمر گیسو

خواستم من کہ کنم غرق بطوفان شکر — از پئے فلاک فلک آمدہ لنگر گیسو

بسر لعل رخان کرد جلوس اجلال — بسر سنگ عدم زد سر ہمسر گیسو

رگ جانم چو سنان در شکم ہوشش بشکست — گو زہے موے تنم ساختہ نشتر گیسو

اینک از جان صبا گرد ہے آرم کہ فشاند — مشت خاکم زند بترک ادب بر گیسو

ظلمتش حاجب انوار عذارش گردید — طرفہ تر اینکہ عذارش خور و شپر گیسو

لمعۂ ازبسکہ زلفش ز رخش بر من تافت — کشتہ کرد آتش و بگذاشتہ اخگر گیسو

چہ سلاسل کہ نہ بنہاد اختہ بر قامت یار — چہ زلازل کہ نیفگند بمحشر گیسو

تار موئیش بمیان سلسلہ جنبان عدم — پئے شبخون عدم تاختہ لشکر گیسو

سبزۂ خط بہ لبش خضر رہ آب حیات — سوے ظلمات ضلالت شدہ رہبر گیسو

دود آہم بزمین راہ ہوا را بربست — تا نسازد ز خطا برہم و مضطر گیسو

چونکہ از ہر کنز عالم بمحیطش پیوست — نزد ارباب نظر آمدہ محور گیسو

حافظ مصحف رخسار و پیاش از کفر — رہبر جادۂ کفر است و پیمبر گیسو

گاہ ریزد بزمین رنگ سجود و اغلاط — گہ ز تشبیہ سیہ مست قلندر گیسو

گاہ از طول حمل صورت ریش زاہد — گہ ز تقصیر سواد دل آذر گیسو

گاہ چون پیل دمان حملہ بر شخصے برد — گہ ز حال سیہش مور سیہ بر گیسو

باش از وحشت خود دست و گریبان صولت — کہ ز تشویش تو شد مضطر و ششدر گیسو

آپڑے سبزۂ خط کے جو برابر گیسو — آپ کو خضر سمجھتے ہیں بھٹک کر گیسو

گو کہ جاروب کش خاک قدم ہیں دائم — خاکساری سے چڑھا لیوے وہ سر پر گیسو

دیکھ کر جلوۂ آئینہ رخ کو اپنے — شکل تصویر وہ خود اور متحیر گیسو

نفس یار پس دل بسمل بن جائے — گر کرے باد صبا برہم و مضطر گیسو

گو جگہ پاتین تجھے نعلین پہ لیکن مانند سپر
ہین تو محروم بغل مین ترے اژدر گیسو

کھلتے ہین تیرگی طالع عشاق کا حال
آے ہین تا بلب گوش لٹک کر گیسو

وہان تو ظلمات پڑی ہی سنگ رہ آبحیات
لعل لب پر ہین یہان سد سکندر گیسو

فرط غفلت سے فغان دل صولت نہ سنا
گوشمالی پہ ہین آمادہ سمٹ کر گیسو

صمد تخلص جناب مولوی محمد عبد الصمد صاحب وکیل عدالت دیوانی و رئیس ضلع غازیپور شاگرد جناب مولوی محمد عبد العلیم صاحب متخلص بہ آصی یہ غزل اس تذکرہ کے لیے بذریعۂ خط کے ارسال مطبع کی تھی

لے ہی لیتے ہین دل عاشق مضطر گیسو
اے دل آرام غضب ہین تری دلبر گیسو

قتل کا رکھتے ہین عشاق کے جوہر گیسو
گو چھری ہین نہ کٹاری ہین نہ خنجر گیسو

ہین تو جب ہاتھ لگاتا ہون بگڑ پڑتی ہین
دست مشاطہ سے بن جاتی ہین کیونکر گیسو

گیسوے سنبل فردوس پری بھی دیکھے
کب ہین وہ آپ کے گیسو کے برابر گیسو

جو نہ پامال ہو گردش مین نہ ڈالین جسکو
سر چڑھے ہین صفت چرخ ستمگر گیسو

مشک نافے کیے خاک کف پا سے بقدر
اب خطاوار ختن کے ہین سراسر گیسو

دشمن جان ہین کوئی اور کوئی دل آزار
ابرو یار ہین سفاک ستمگر گیسو

پیچھے پہ کیسی روز سیہ بختون پہ
کیا ترے دل کیطرح ہو گئے پتھر گیسو

کیا ہی لپکا جو پڑا ہے انھین خونریز کا
نہ تو برچھی ہین نہ ہین تیر نہ نشتر گیسو

دیکھو اوس نکہت جان بخش سے مجبور ہے کو
سارے اعضا ہین معطر تو معنبر گیسو

سمجھے ہم کھیل کے سوتے ہین بغل مین شب وصل
ساتھ سوتے ہین جو بکھرے سر بستر گیسو

کم نہیں سے ہین صیاد کمینگاہ ای دل
دام الجھاتے ہین ہین ذبح مین خنجر گیسو

پیچ مین سنبل تر خم مین ہین افعی بلا
رنگ مین مشک سیہ بو مین گل تر گیسو

دھیان کس گیسوؤنکا سینہ پر داغ ہے
اوڑھے ہین اے گل تر پھولونکی چادر گیسو

تیرے گیسو کو نکیون رشک مسیحا سمجھون
جان آئی جو سونگھا یا وہ معنبر گیسو

دو دو دل اپنے بھی بڑھ جائین کہین کر ہی سے
ہونٹھ ہونسے تا بہ کمر پہونچے ہین بڑھکر گیسو

کوچہ آمد و رفت نفس سینے سے ہے
ای صمد نکہت جان بخش سے وہ ہر گیسو

صغیر تخلص چھوٹے خانصاحب مولد و مسکن لکھنؤ شاگرد جناب افضل الدولہ سید افضل علیخان صاحب بہادر ابن جناب تدبیر الدولہ مدبر الملک منشی مظفر علیخان صاحب اسیر

چاریاری نہ بنائین سمجھے کیونکر گیسو
چار ہنت کے ہین اوس طفل کے سر پر گیسو

سلسلہ دیکھ کے ہین دونون جہان کا الجھا
جلوہ افروز ہین گیسو کے برابر گیسو

شہرہ ہے کس کے قد زلف سے ماتم خانہ
کہ علم خانہ بخانہ ہین تو گھر گھر گیسو

دیکھتے ہی انھین اڑ جاتا ہے ای حور لقا
طائر ہوش بلا ایک کے ہین شہپر گیسو

سحر ہے آئے اگر یہان ہستی کی صورت
پر کبوتر کو کرے پر کو کبوتر گیسو

تشنہ مے ہین ہوا وصل کا سامان صد شکر
ہاتھ مین اوسنے دیئے ہیں ہی ساغر گیسو

حور کو تو جو کرے اپنی کنیز ہین طلب
لائے رضوان اوسے جنت سے پکڑ کر گیسو

بت ترے چہرے سے چہرے کو ملائین بالفرض
ایسے شبرنگ کہان پائین کہ بہتر گیسو

سرخ ہو باف جو چوٹی ہین پڑا اوس گل کے
کیسے اترائے ہوئے جامے سے باہر گیسو

چنچلے غیر کو چھرا دینے لگا دزد حنا
دوڑے اک روز لگائین گے مقرر گیسو

قید مین دو سری بلا و محن ہو افت صغیر
مری شامت کہ چھوٹے پیچھے مقرر گیسو

ردیف ض

ضو تخلص سید آغا علی صاحب متوطن کانپور تلامذہ جناب مستطاب معلے القاب

نواب سید علی حسن خان صاحب بہادر تمنا شعر اچھا کہتے ہین یہ غزل الہٰ کرہ کے لیے بھیجی تھی

بل کی اب لیتے ہین اونسے بھی سراسر گیسو
ایسے بے باک ہین چڑھنے لگے سر پر گیسو

اوڑ چلے اور بھی ہیسے وہ بنا کر گیسو
اوس پہ پڑا وے کے حق مین ہوے شہپر گیسو

مختصر ہونے یہ بیحد ہین ستمگر گیسو
پڑہ کے لائین گے قیامت کوئی سر پر گیسو

وصل کی رات جو آجاتے ہین منھ پر گیسو
لطف سہرے کا دکھاتے ہین معطر گیسو

بل کی عشاق سے لیتے ہین بچہ خود سر گیسو
ہو گئے ہین بہت ان روزون ہر اوپر گیسو

انتہا انکی ملے گی نہ کسی صورت سے
ہو گئے ہین شب فرقت کے برابر گیسو

باڑہ پر آئے ہین اب نام خدا جوبن ہے
قتل کیونکر نہ کرین صورت خنجر گیسو

انکی خوشبو سے کسی دن جو معطر ہو باغ
نذر مانی ہے چڑھاؤن سر منبر گیسو

وصل کی رات بسر ہو گئی زینت مین اوفیہ
کسی تدبیر بھی سلجھے نہ اونجھکر گیسو

اپنے جاسے ہین نہ پھولا ہین سماؤن اوسدن
تار جس روز ہون گردن کا لپٹ کر گیسو

دیکھ لیتا ہون تو کچھ جان ٹھہر جاتی ہے
کشتۂ عمر کو ہو جاتے ہین لنگر گیسو

کسی صورت سے نکلتی نہین قسمت کی کجی
سیدھے رہتے نہین عشاق سے دم بھر گیسو

دُرِ خوش آب مین قطرے بچہ نہین پانی کے
تم نہائے تو بنے رشتۂ گوہر گیسو

روز روشن نظر آیا شب تاریک مجھے
اوڑ کے آئے جو ہوا سے کبھی رخ پر گیسو

کم سنی کا یہ سبب ہے کہ وہ ڈر جاتے ہین
دیکھتے ہین اگر آئینے کے اندر گیسو

زینت یار سے اس روز قیامت ہو گی
ایک عالم کو بگاڑین گے سنور کر گیسو

دم فنا ہو جو کبھی بال ہو بیکا انکا
رشتۂ جان کے برابر ہون نکیو نکر گیسو

رشک عیسیٰ لب جان بخش تکلم اعجاز
عارض یار سمیبر ہین تو قنبر گیسو

دور سے دیکھ کے احوال پریشان اے صفو
بل کی لینے لگے کچھ دوش کے اوپر گیسو

ردیف ط

طرز تخلص لالہ کنج بہاری لال صاحب عرف راجو خلف رائے رام دین صاحب شاگرد رشید لالہ بنسی دہر صاحب ہمت یہہ شاگرد رشید منشی منیڈو لال صاحب متخلص بہ زار کے ہین مولد و مسکن لکھنؤ

بل کی لین اہل دول سے نہ یہ کیونکر گیسو
موتیون سے ہین گوندھے اونکے سراسر گیسو

رنگ لائے ہین سیہ ہو کے وہ دلبر گیسو
کالے کھتے ہین بلا کے ہین ستمگر گیسو

آگیا ناک مین دم چھوتے ہی مشاطہ کا
جکا جنجال ہوے اونکے اولجھکر گیسو

ہے بچا یار کو مجموعہ کہون خوشبو کا
خال رخ مشک اگر ہے تو ہین عنبر گیسو

بد معاشو نسے اگر ربط نہین ہے انکو
صورت گنجفہ پہر کیون ہین یہ ابتر گیسو

سر چڑھا جو ترے اے یار ہوا سرگردان
شکل عاشق ہون پریشان نکیونکر گیسو

بل نکی لیتے مگر اے یار دل وحشی کے
ہتکڑی بنگئے ہاتھون مین لپٹ کر گیسو

شوق مین عید کے اللہ رے سنوار نا اونکا
آئینہ لیکے بنا یا گیے شب بہر گیسو

زلف کیطرح کمر اونکی بھی بل کہرتی ہے
ٹڑھکے آجاتے ہین جب اونکی کمر پر گیسو

یاد گیسو مین پہرون وادی وحشت مین اگر
ہو وین زنجیر مرے حق مین مقرر گیسو

دیکھیے طرز جو ہوا اونکی چمک بالون پر
آب گوہر سے وہ دھوتے ہین مقرر گیسو

طاہر تخلص بابو نیجاب رائے خلف منشی جھکن لال صاحب مرحوم زمیندار ضلع ترہٹ وموطن موضع گھٹون پرگنہ پرپنسا ضلع مذکور وارد شہر عظیم آباد پٹنہ دیوان سرکار جناب راجہ درگا پرشاد صاحب متخلص بہ شاد والد ودمان مہاراجہ رام نارائن بہادر ناظم صوبہ بہار یہہ غزل اس تذکرہ کے لیے ارسال کی تھی

ماشاء اللہ یہہ کیا تیرا ہے طرہ گیسو
نافہ مشک ختن سے بھی ہے بہتر گیسو

کیا کرون وصف کہ کیا ہے ترا دلبر گیسو / سنبلستان ارم یا کہ معنبر گیسو
لب سے آنکھونسے زنخدانسے رخسارونسے / سب سے خوبی مین بڑھا ہے ترا امبر گیسو
سورج گرھن کا گمان ہووے منجم کو ابھی / رخ خورناب سے ملجائین جو دم بھر گیسو
عکس تاج مرصع سے یہہ ہوتا ہے گمان / دشت ظلمات مین ہے معدن گوہر گیسو
آج کیا ہے کہ پریشانی ہے چھپ لیسے عیان / کیون سراسر یہہ نظر آتے ہین ابتر گیسو
کیون اوداسی ہے یہ بشرہ پہ کہو حال ہے کیا / رخ کے فق رنگ ہین کیون اور ہین ابتر گیسو
دست رس کیسے ہوے ارض و سما کی دوری / آپ کے پانون تو ہین آج فلک پر گیسو
یہہ خطا اپنی ہے خود کردہ را یان علاج / خود پشیمان ہون چڑھا کر تجھے سر پر گیسو
بال کھولے نہ لب بام تم آؤ ہرگز / کہین بن جائین نہ اوڑجانے کو شہپر گیسو

کیا اولٹ پھیر ہے کیا شان خدا ہے طاہر
شانہ گیسو پہ کبھی شانے کے اوپر گیسو

ردیف ظ

ظہور تخلص شاعر نازک خیال منشی شیخ ظہور حسین صاحب ابن جناب منشی علیم اللہ صاحب فارسی و عربی و انگریزی دان مرحوم و مغفور شاگرد رشید جناب تدبیر الدولہ منشی مظفر علی خانصاحب بہادر اسیر

قصد تسخیر نہین ہین اوس خط کو ملا کر گیسو / کشور دل پہ چڑھے ہین مع لشکر گیسو
آئینہ ہے وہ رخ صاف تو جوہر گیسو / کیون نہون لائق تحسین سکندر گیسو
آئے اعجاز پہ جسدم وہ فسونگر گیسو / کبھی موسیٰ کا عصا ہو کبھی اژدر گیسو
گل شبو سے زیادہ ہین معطر گیسو / تاجر مشک ہین سوداگر عنبر گیسو
دیکھین اوس آئینہ رو کو جو مکدر گیسو / رکھین سر سایہ صفت اوسکے قدم پر گیسو
سبزہ کیا مال ہے سنبل کی حقیقت کیا ہے / خط جو دلش بین پہ بھاری ہے تو سو پر گیسو

عین وعدے پہ حجاب رخ روشن ہو کر — اور ڈھائے گا قیامت دم محشر گیسو
خوف کیا مجھکو نہ مضر ہوگا تصور اسکا — مار آبی ہے مری آنکھوں کے اندر گیسو
حسرتیں یوں دل صدچاک کی نکلیں یارب — جیسے شانے سے نکلتے ہیں بہت اکثر گیسو
لینے پایا نہ بلائیں شب وصلت ہیہات — رہ گئے دست تمنا میں الجھکر گیسو
ہم ہیں دونوں کے غلام احمد و حیدر کی قسم — ہے بلال انکا اگر خال تو قنبر گیسو
لامکاں وہ ہیں یاریں پائی ہے جگھہ — عرش اعلےٰ کی بھی چوٹی سے ہے بڑھکر گیسو
بخیطا مجھسے پھرے ہیں تو بلا سے پھر جائیں — توبہ توبہ نہ خدا ہیں نہ پیمبر گیسو
پاؤں لینے اونکے نہیں غیر نے کئیں آنکھیں — ہاتھ رکھکر ہی کھڑے ہیں مرے سر پر گیسو
گریۂ اشک کے طوفان سے بچایا کیسا — ہیں جہاز دل عشاق کے لنگر گیسو
ضد سے خاشاک شہ سر ہی مری پھیلیں تو سہی — میری آنکھوں پہ وہ مژگان ہیں سر پر گیسو
خوب پڑھو نہیں لیا دلکو تماشا کرکے — بالکا بھانمتی کا ہے فسوں گر گیسو
دلکو کسطرح سے قابو میں یہ کر لیتا ہے — جانتا ہے نہ کوئی سحر نہ منتر گیسو
سر گند ہانے میں جو لی یار نے منھ میں چوٹی — آ گیا موج میں اپنے لب کوثر گیسو
لمعۂ عارض تاباں نے اوڑایا ایسا — بن گئے طرۂ تاج شہ خاور گیسو
کھڑکے رستی شب وصلت یہ ڈرایا مجکو — چھٹ گئے ہاتھ سے گجھرا کے برابر گیسو
خاک پر پھینکدیا موئے شکستہ کیطرح — اس دل زار کو شانے نے بنا کر گیسو
سو دہن حلقوں میں رکھتا ہی مگر کیا حاصل — نہ سخن داں نہ سخن گو نہ سخنور گیسو
لاکھ شانے نے بگاڑا بھی بنایا بھی مگر — حرف شکوہ کبھی لایا نہ زباں پر گیسو
خوف ہے خرمن دل پر نہ گرائیں بجلی — چھائے ہیں ابر کے مانند ہوا پر گیسو
سحر عید سے بہتر ہے جبین روشن — ہے فضیلت میں شب قدر سے بڑھکر گیسو
طاق مسجد میں سر شام جلاؤ نہیں چراغ — گر مہتم شب ہجراں کو کریں سر گیسو

کیا صفائی ہے کہ حال اپنی پریشانی کا | صاف کھدیتا ہے آئینہ کے منھ پر گیسو

جنکی توصیف مین ہے سورۂ واللیل ظہور
سائبان حشر کو وہ ہون مرے سر پر گیسو

ردیف ع

عاقل تخلص منشی بھگوان دیال صاحب صاحب تصانیف کثیرہ سررشتہ دار مطبع منشی نولکشور صاحب شاگرد منشی گوبند لال صاحب متخلص بہ صبا سر ونیگ ماسٹر نارمل اسکول لکھنؤ

رباعی

میل دنیا و فکر عقبیٰ دارم | عشق بتاو اشتیاق مولی دارم
ترسم **عاقل** کہ من نہ دیوانہ شوم | یکسر دارم ہزار سودا دارم

ایضاً

بس شوارے و سخت مشکل دارم | گفتن نتوان غمیکہ در دل دارم
عاقل از دوش بار سر فرت وے | بار احسان تیغ قاتل دارم

ایضاً

مملو ز خطاست سر بسر دامن ما | گرد عصیان نشستہ بر دامن ما
اے گرمیٔ آفتاب رحمت مددے | گر آب گناہ گشتہ بر دامن ما

غزل طرح

ہست در گشتنم از بار فزون تر گیسو | کم بود زہر در و پیش بود در گیسو
زو پریشان شدہ شیرازۂ جمعیت دل | از پے بربہےمن شدہ خوگر گیسو
ہست در آئینہ تصویر خوش ما سیاہ | نیست بر روے صنم عکس معنبر گیسو
اے شب ہجر سیہ بخت سیہ روے تو باد | کہ نباشد بہ سیاہی تو ہمسر گیسو
پا بزنجیر چرا نیست فتار موےیش | سو چہ بر چرخ ثقیل ہست سراسر گیسو
بود تقدیر کہ پابند بلا ساخت مرا | راست الزام در و غم نبود بر گیسو
بسکہ تقدیر پریشانئے من طول کشید | یاد راز شپ نگہ دید برابر گیسو

سرخ سو باف بزلف سیہ انگل نیست — بود سنبل شدہ خوش لالۂ احمر گیسو
کردہ زلف پریشان و پریشان گشتم — جمع عشاق تو برہم زدہ یکسر گیسو
نیست محتاج سلاسل بجنون عاشق زلف — گر دو سو صورت زنجیر بود ہر گیسو
گر گہے سبزۂ رخسار تو بیند واعظ — خاک آلودہ کند بر سر منبر گیسو
بال پرواز کشادست سوی اوج کمال — طائر حسن تو تا یافتہ شہپر گیسو

طرفہ بازیست کہ بشکستہ بگنجینۂ حسن
نیست عاقل برخ یار سمن بر گیسو

گشت در خواب نہان روی صنم در گیسو — شد پی دفع مگس صورت چادر گیسو
مغزم از نکہت خود کرد معطر گیسو — ہست چون نافۂ تاتار معنبر گیسو
مو بمو حال پریشانی من ظاہر ساخت — کرد آنشوخ چو وا عقد معنبر گیسو
تا کہ شد جلوہ دہ آئینۂ روی صنم — یافت با ظلمت او بخت سکندر گیسو
میکند حال پریشانی من گوش گذار — پیش آنشوخ ہمہ گشت پیمبر گیسو
نو شگافان چو درین عقدہ پریشان بودند — کرد وا سورۂ والیل سراسر گیسو
شد مصون کشتیٔ حسن تو ز طوفان و بلا — ناخدا ای قدرش ساختہ لنگر گیسو
قطرۂ آب ز ہر موی دم غسلش بچکید — ابر نیسان شدہ در بارش گوہر گیسو
داشت سودای سر ہمسریش سنبل از آن — در رگش از سر ہر مو زدہ نشتر گیسو
جان عشاق حزین بند کمند مو کرد — ساخت خوش عالم ارواح مسخر گیسو
جان گر بیند ہزاران دل عشاق درو — بین کہ دود دلیست پر از شعلہ و اخگر گیسو
روشن است این کہ بود روی تو شمع پر نور — تیرہ دود دلیست بران شمع منور گیسو
رنگ و بوی گل من چیدہ دکان عطار — صندل تر تن و مشکین خط و عنبر گیسو
بخت تاریک مرا نور سعادت عاقل — چون سپیدیست بسی زشت نماید گیسو

عیش تخلص منشی شیخ فدا علی صاحب المشہور با چھے صاحب ابن شیخ منور علی صاحب مرحوم و نبیرہ شیخ محمد علی خانصاحب شیخ فقیر صاحب مرحوم رئیس و زمیندار قدیم شہر لکھنؤ مولد و مسکن انکا خاص شہر لکھنؤ ہے شاگرد رشید ہیں جناب سید حسن عسکری صاحب عرف میر کلو صاحب مرحوم متخلص بعرش کے اور وہ خلف الصدق ملک الشعرا میر محمد تقی صاحب میر تخلص کے تھے ایک دیوان اور مثنوی سحاب درفشان اور مثنوی نجم طالع معروف بہ مہر درخشان اور ایک مخمس مسمے بہ طلسم غیرت اور ایک واسوخت اور ایک مسدس مسمے بہ فغان عیش اور ایک قصہ مسمے بہ فسانہ دلفریب نثر اور چند مرثیہ و سلام و دیگر متفرقات کلام انسے یادگار ہے

تاب خوردہ نہیں آپکے کیونکر گیسو
رہتے ہیں شعلۂ عارض کے برابر گیسو

ہمنے دیکھے سر پہ وہ حور کے اکثر گیسو
تیرے گیسو سے نظر آئے نہ بڑھکر گیسو

تا کمر آئے جو اسے یار لٹک کر گیسو
دام میں لائینگے عنقا کو یہ تقدیر گیسو

بل کی لیتے ہیں عبث آپکے خود سر گیسو
کیا بنا لینگے بھلا مجھسے بگڑ کر گیسو

کیوں جگہ پائیں نہ محبوب کے سر پر گیسو
قدر میں ہیں شب معراج یہ ہمسر گیسو

کیا ملے ہیں تجھے اے حور معنبر گیسو
سنبل باغ جناں سے بھی ہیں بہتر گیسو

سر تربت جو حسین آتے ہیں ماتم کے لیے
نوچ کر قبر پہ رکھ جاتے ہیں اکثر گیسو

چاند کا یار گہن میں نہیں رہنا اچھا
مہر وش منھ تجھے دکھلا دے اوٹھا کر گیسو

ہمکو الجھن سی رہی نیند نہ آئی شب بھر
کھولدیں حال پریشان کا جو دفتر گیسو

رات دن آئنہ رخ پہ پڑے رہتے ہیں
مانگ لائے ہیں مگر بخت سکندر گیسو

دلمیں آنکھوں میں کلیجے میں رہا کرتے ہیں
ہو کے آوارہ پھرا کرتے ہیں گھر گھر گیسو

اونکے بالونکی رقم وصف جو دیوانہیں ہے
خط سنبل تو بنا خط خط مسطر گیسو

روے پرنور ہے والشمس کی تفسیر اگر
شرح واللیل ہے ریحان سراسر گیسو

چوم لو نگا انھین بے خوف و خطر یاد رہے ۔ ہین ابھی موسے ہون جو ہین صورت اژدر گیسو

پاس ہین زر ہین وہ سانپ پھرا کرتے ہین ۔ کالے کالے نہین لہراتے ہین رخ پر گیسو

ہے دہن چشمۂ حیوان اگر اے قلزم حسن ۔ موجۂ آب بقا ہین یہ معنبر گیسو

یاد گیسو سے پریشان ہین نہین نیند آتی ۔ رات بھر ہجر مین گنواتے ہین اختر گیسو

یاد اون بالون کی چھاتی سے نہین ٹلتی ہے ۔ ہوگئے کیا مری تقدیر سے بہتر گیسو

کیون نہ پابند ہو مرغ دل وحشی میرا ۔ خال دانہ ہے تو ہین دام سراسر گیسو

کوڑیالا مری تربت پہ نہ کسطرح او گے ۔ یاد آتے ہین مجھے قبر کے اندر گیسو

اونکے گیسو سے جو تا زیست محبت تھی مجھے ۔ موت بھی آئی دم نزع تو بنکر گیسو

رد کیے انکو جو بے طور بڑھے جاتے ہین ۔ مجھکو جامے سے نظر آتے ہین باہر گیسو

شش جہت مین نہین رکھتے ہین بیا اپنا جواب ۔ چشم و ابرو و قشقہ خال و خط و سر گیسو

عاشقین کس دھوم سے جاتا ہے جنازہ میرا ۔ تا لحد ساتھ ہین کھولے ہوئے دلبر گیسو

عالی تخلص مرزا غلام مرتضے شاگرد رشید نسیم دہلوی فن نستعلیق مین مہارت تام اور ملکۂ عام حاصل ہے شاگرد رشید مرزا علی رضا جواہر رقم مرحوم کے ہین مولد و مسکن لکھنؤ ہے یہ غزل اس تذکرہ کے لیے ارسال کی تھی

گرد عارض نہین گیسو کے برابر گیسو ۔ ہالۂ ماہ بنے ہین وہ معنبر گیسو

قتل عاشق کے لیے یہ بھی ہے انداز ترا ۔ ہر گھڑی بنتے بگڑتے ہین جو رخ پر گیسو

انھین بھی ہے تری آشفتہ مزاجی کا اثر ۔ بات کرنے مین بگڑ جاتے ہین اکثر گیسو

کچھ نہ کچھ آج رقیبون نے لگایا ہے ضرور ۔ کہ خفا آپ ہین برہم ہین معنبر گیسو

کبھی خالی نہین رہتے یہ پریشانی سے ۔ واقعی ہین کسی عاشق کے مقدر گیسو

بڑھ گئی اور بھی شوریدہ سری کچھ اپنی ۔ کیون احبا نے بلائے ترے دھو کر گیسو

سیکڑون خط نظر آنے لگے دم بھر جسدن	سو گئے عارض نازک پہ وہ رکھکر گیسو

ہے پریشانی خاطر کا سبب یہہ عالی
خواب مین مجکو نظر آتے ہین شب بھر گیسو

عقیل تخلص محمد حسن خانصاحب باشندے قدیم لکھنو کے ہین شعر اچھا لکھتے ہین یہہ غزل اس تذکرہ کے لیے بھیجی تھی

دام مین تجکو پھنسائین گے مقرر گیسو	دمبدم دیکھہ نہ تو اے دل مضطر گیسو
ہاتھہ غیرون کا سر یار پہ پہونچا ہیہات	چھونے پائے نہ ہمین اے دل مضطر گیسو
جو تشبیہ سرو سے ہے قامت موزون صنم	گل سے عارض ہین تو سنبل سے ہین بہتر گیسو
خوف ہے قافلۂ صبر نہ لٹجائے کہین	راہزن ٹہرے ہین اے دل مضطر گیسو
پھر ہوا زلف پریزاد کا سودا دلکو	بیڑیان مجکو پنہائین گے مقرر گیسو
شام اور صبح کو اکجا وہ دکھا دیتے ہین	لب بام آتے ہین جب چھوڑکے زنجیر گیسو
اے پری کیون نہ دیوانہ سودائی پھرے	سحر کرتے ہین بلا کا یہہ فسونگر گیسو
کیون نہون زہرہ جبین تجھہ پہ فرشتے عاشق	سنبل باغ جنان سے بھی ہین بہتر گیسو
آج تک دام محبت سے رہائی نہ ہوئی	ایکدن دیکھے تھے اوس شوخ کے دم بھر گیسو
وصل کی شب بھی نکچھہ دل کی تمنا نکلی	آئینہ مین وہ بنایا کیے شب بھر گیسو
پاس سے چہرۂ روشن کے ہٹا کر بیٹھو	لیتے ہین بوسۂ رخسار منور گیسو
قصۂ ظلمات کے جانے کا نہ ہرگز کرتا	اے صنم دیکھتا تیرے جو سکندر گیسو
جوڑا لپٹا ہوا بالونکا جو کھولے وہ صنم	صورت مار نظر آئین سراسر گیسو
الفتے زلف صنم کا مجھے سودا ہوگا	خواب مین مجکو نظر آتے ہین اگر گیسو
سحر وصل ہے پہلو مین شب ہجر انکے	اے پری یا ہین ترے رخکے برابر گیسو
ہے خطا مشک ختن سے ہین گر دون تشبیہ	کہین عنبر سے ہین نکہت مین فزونتر گیسو

گالیان دین کبھی کوسا کبھی مارا اوسنے
کیا ہوا ہو نہین تحمل یار کا چھوکر گیسو

دیکھکر مردم آبی کو بھی سودا ہو جاے
دھوے دریا مین جو وہ شوخ ستمگر گیسو

ہے غضب سر اوسی سردار کا ہو زیر سنان
حیدر کو ہاتھ مین دین جسکے پیمبر گیسو

اے عقیل آٹھ پہر وصل سے خورسند ہون مین
دنکو رخ دیکھتا ہون یار کا شب بھر گیسو

عاجز تخلص ایک صاحب متوطن حیدرآباد دکن کا ہے یہہ غزل بذریعہ خط کے
اس تذکرہ کے لیے بھیجی تھی اور کچھہ حال معلوم نہوا

صاف ہوتا نہین رہتا ہی جو بل پر گیسو
سر چڑھانے سے ہوا یار کے خود سر گیسو

دام و زنجیر ہے اور افعی و اژدر گیسو
خوب تو نے تو نکالے ہین یہہ جوہر گیسو

روبرو آئینہ رہتا ہے رخ روشن کا
ہے مگر اپنے زمانے کا سکندر گیسو

موبمو اس مین چمک ہے جو رخ روشن کی
ہوگیا رشک شعاع خور خاور گیسو

دو طرف گیسو ہین اور اوسمین رخ روشن ہے
ہے وہ رخ نور خدا اوسکا ہی مظہر گیسو

وہان صبا کا بھی گذارا نہین ہوتا ہرگز
حق نے بخشا ہے تجھے یار مطہر گیسو

عشق گیسو مین رہے گا نہ دلا تو آزاد
دام مین لائیگا اک روز مقرر گیسو

عارض شعلہ صفت کی جو ہی حلقو نسے نمود
ہے یہہ حیرت کہ ہوا صورت مجمر گیسو

دل جو گیسو سے نکل چاہ زنخدان مین گرا
آب حیوان کا ہے ظلمات مین رہبر گیسو

ملک ہستی و عدم مین جو ہے شور ظلمات
تا کمر آے نگر اوسکے لٹک کر گیسو

کھینچتی ہے دل عشاق پر ابرو شمشیر
مارتا ہے فقرۂ یار سے خنجر گیسو

صاف ثابت ہی رہا محفل اغیار مین تو
ہے تری چشم جو مخمور تو ابتر گیسو

تیری نکہت کی تمنا مین ہین سب اہل ختن
آہوے چین ہوے دیوانہ سراسر گیسو

دسترس اپنی نہوا ور تو رہے عارض پر
کیا شکایت ہے تری اپنا مقدر گیسو

بوسہ کا بخل اوسے ہے نہیں نکہت کا بخیل
تنگدل ہے دہن یار مخیر گیسو

توسن طبع رواں کیوں نہو اپنا عاجز
تازیانہ ہو لگاوے مرے دلبر گیسو

ہے جو حاصل تجھے قرب رخ انور گیسو
تو ہوا مطلع خورشید کا ہمسر گیسو

کبھی کافر کو نہو رغبت قرب قرآن
تو ہے برگشتہ رخ یار سے یکسر گیسو

روے روشن کے تقرب سے ہیں ہوں حیران
روے روشن پہ ہے سنبل کہ مسخر گیسو

دونو جانب سے مسلط ہے رخ روشن پر
یاد رکھتا ہے کوئی سحر کہ منتر گیسو

اس سے حسن رخ دلدار کی ہے زیبائش
کیوں نہ کہیے کہ ہوا حسن کا زیور گیسو

روز و شب روز ازل سے ہوئی لازم ملزوم
ہو قیامت جو نہو رخ کے برابر گیسو

پیچ لاتا ہے نئے ہیں کہیں مار و افعی
تو کہیں دام بلا ہے کہیں اژدر گیسو

پھنس گئے سارے دل مومن و کافر جس میں
کھل گئے یار کے جب بر سر منبر گیسو

عشق ہے انکو بھی شاید کہ رخ روشن سے
یہہ صبا سے نہیں اوڑتے ہوے مضطر گیسو

دود و شعلہ کا ہوا ساتھ ازل سے لازم
کیوں نہو آتش رخسار صنم پر گیسو

قد موزوں کمر نازک و دست رنگین
چشم جادو لب شیریں و معنبر گیسو

آب حیواں کا نظلمات میں جو یا پھرتا
دیکھہ پاتا ترے رخ پر جو سکندر گیسو

اسکے حلقو نہیں نمایاں جو ہیں رخسار صنم
ہو گیا ہے مرے نظارہ کو منظر گیسو

ہے برابر رخ و عارض کے بھی بے ادبی
اس ندامت سے گرا اوسکے قدم پر گیسو

خط جو آیا تو اوڑا حسن عدم کو اوسکا
زیور حسن تھا اب ہو گیا شہپر گیسو

ہیں یہہ صیاد دل کافر و مسلم کافر
کیوں بتوں کو دیے اے خالق اکبر گیسو

اور پڑھتا ہوں غزل اک مسلسل عاجز
چھوڑتا دل کو نہیں ہو گیا دلبر گیسو

مشک چین نافۂ تاتار سے بہتر گیسو
نکہت قدرت حق سے ہے معطر گیسو

انکے پھندوں میں ہیں لاکھوں دل عالم قیدی
ہائے کیا رکھتے ہیں خوبان ستمگر گیسو

ہے غضب عارض گلرنگ پہ سرخی شراب
عکس سے جسکے ہوے غیرت اخگر گیسو

آب حیوان ہے وہ رخ اوسکی حفاظت کے لیے
ہوے ظلمات خط و زلف معنبر گیسو

تار ہر مو میں جو پاتا ہوں نہیں ستم اسکے
کیا ہے ماران سیہ کا کوئی لشکر گیسو

کیا کہیں باد صبا نے اوڑی تیری نکہت
تیرے جویاں جو ہیں آفاق میں گھر گھر گیسو

کیا ہی دھوکا تھا در گوش صنم سے واللہ
میں سمجھتا تھا کہ ہے معدن گوہر گیسو

میرے ہی خون سے ہے یہ سرخ دوپٹہ قاتل
عکس سے جسکے ہوا لالۂ احمر گیسو

دل تو ہے نذر تری پہ میں ہوں تجھسے نادم
واسطے تیرے یہ ہدیہ ہے محقر گیسو

یہ در گوش چمکتا ہے ترے سایہ میں
یا ہے روشن شب تاریک میں اختر گیسو

لالہ رویوں کی بہاریں ہیں تری قسمت میں
ایک اک عارض خوبان ہے گل تر گیسو

کوہ و صحرا میں پھرے دیر و حرم بھی دیکھا
ہیں تمنا میں پریشان ترے در در گیسو

اسمیں لذت وہ کہاں گو کہ ہے یہ دام و کمند
نوک مژگان سناں ہوگا کبھی نشتر گیسو

فیض اسکا بھی حیات ابدی سے دل ہے
دیکھ لیتا رخ انور پہ سکندر گیسو

شاعروں کے ہیں یہ مضمون تجھے بل ہے جسپر
در حقیقت تو نہ تو مشک نہ عنبر گیسو

ہم سخن سنج نہیں اور نہ شاعر عاجز
باندھتے ہیں مگر اسطرح سخنور گیسو

عاشق تخلص مرزا محمد مرتضے عرف چھجو بیگ مولد و مسکن لکھنؤ شاگرد جناب مرزا اصغر علیخان متخلص نسیم دھلوی

ہمسے تقدیر میں دو ہاتھ ہیں بڑھکر گیسو
کبھی شانونپہ ترے ہیں کبھی رخ پر گیسو

کیا بلا ہے کہ کچھ حد ہے نہ پایان جسکا
طول میں ہیں ہجر کے شکوونکا ہے دفتر گیسو

۷۶۰۱

گستیاں وہیں ہوں اسطرح تو سکھلا و بالا
بنگئے جانکا جنجال الجھکر گیسو

اے بت ان کافروں کا غش ہے ہی اپنا تو دماغ
سر چڑھے اسقدر اللہ و اکبر گیسو

پلکیں غارت گر دین خال ہے جلاد فلک
آنکھیں قتال ہیں جہاں ہیں ترے کافر گیسو

ناگنوں سے نہیں کم بال وہ گھونگر والے
اور سکے ڈسنے کو نکالیں نہ کہیں پر گیسو

کیا بلا اور کوئی فتنہ بپا ہوتا ہے
عطر مل ملکے وہ کرتے ہیں معطر گیسو

سانپ کی دوستی اچھا نہیں ہمدم خیال
مجھکو ڈر ہے کہیں ڈسلیں نہ کریں گھر گیسو

اس سیہ بخت کی قسمت کی قسم کھاتا ہے
اے تری شان قریب رخ انور گیسو

رشک سے لوٹتے ہیں سانپ مرے سینے پر
اپنے شانوں سے لٹک آئے ہیں جو جھکر گیسو

اس دو رنگی نے دکھایا ہے عجب لیل و نہار
خوشنما چاند سے چہرے کے برابر گیسو

پیچ شانے کے اٹھائینگے تو سیدھے ہونگے
بل کی لیتے ہیں ترے بل پہ سمن بر گیسو

جوڑا باندھا تو کھلا حال ختن کا سارا
نافۂ مشک بنے صاف سمٹ کر گیسو

انکے کاٹے کو کبھی لہر نہ آتے دیکھی
مار او تار ہیں گے بلا ہیں یہ معنبر گیسو

حد سے بڑھنا نہیں ہرگز مری جان یاد رہے
ٹھوکریں کھائینگے لٹکے جو زمیں پر گیسو

دلکا عاشق کے ہوا جاتا ہے ابتر احوال
آپ سب کھیل بگاڑینگے بنا کر گیسو

عصمت تخلص مرزا امجد علی ولد مرزا حسین علی ابن انشاء اللہ خانصاحب ہم عصر جانصاحب و شاگرد حکیم محمد علی خان صاحب مسیحا

چھونکے جو نگی ترے شانوں پہ بل کھا کر گیسو
سر کی چوٹی سے اگر پاؤں برابر گیسو

مرے بالوں سے نہیں ہوتے کمتر گیسو
بلکی سی سوت تو کاٹو نہیں ہیں یہ گیسو

رات چندے نے سنوارے تھے جو دلبر گیسو
ناگ ناگن کا ہوا ہو سکے ابتر گیسو

منہ پہ انکے جو پڑے فرق سمجھا نہ ہوا
ہو نہ ڈالو گی ترے اونچے صنوبر گیسو

اوڑھنا سر پہ دوپٹے کا نہ آیا ہو — جتنے اندر ہیں بلا و ستنے ہیں باہر گیسو
چاند خان نے مرے بالو نپہ جو چھڑکی افشان — ہو گئے اونکی بدولت یہ تو نگر گیسو
باجی شکل کو اوڑاتا ہے سمن بو کیطرح — جب سے شمشاد نے سونگھے ترے دلبر گیسو
شکل پہچانے نہ ماموں وہ بگاڑیں نقشہ — رنج سے اوڑ نا گنی آئی جو بنا کر گیسو
دودہ پیتے ہیں یہ دو سانپ کٹوریں میں — چھاتیوں پر نہیں آتے ہیں لٹک کر گیسو
گر کسی ہاتھ جو انکی ترے ماموں آجاے — مارنا خوب سا موزے کے پکڑ کر گیسو
چھپتی ضحاک کی اپچان کہے گی سنبل — شبکو شانو نپہ نہ چھوڑا کرو دلبر گیسو
چندیا دیتی ہے دکھائی نہیں جڑہ جاے — کھینچ لے دائی تو بچے کے پکڑ کر گیسو
چوٹیاں اتنی لگاؤں نہ ہے چاند یہاں — اے مداری مرے چھوٹے تو جھنڈر گیسو
دل پھنسا لیتے ہیں مردوں کا ابھی سے باجی — اس سے کیا اور ستم ڈھائینگے ہا بڑھکر گیسو
چار قل پڑھکے ہیں یار کے کنگھی کرتا — بفضل پڑ جاتا ہے گر جاتے ہیں دلبر گیسو
چھڑکی جب مانگ میں افشان تو یہ غصہ چکا — مفلسی دور ہوئی بنگئے اختر گیسو
ماموں رستی کیطرح منھ پہ پڑا آتے ہیں — باجی زلفوں نے چڑھائے ہیں یہ سر پر گیسو
ساتھ عنبر کے جو میں راتکو سوئی کلو — باجی سنبل کیطرح ہو گئے ابتر گیسو
رکھے منت کے ہیں اسوجہ سے پٹے ہیں — سر پہ رکھتی نہیں سستی ہوں میں گیسو

نوچ عصمت کے ہیں جوڑے کا تصور کرتی
خوابیں دیکھتی ہوں رات کو اکثر گیسو

عالی تخلص منشی محمد جعفر صاحب بجیر آبادی انکی تصنیفیں متعددہ نظم و نثر فارسی میں ہیں گلدستہ مجاہد بطرز سہ نثر ظہوری ہفت منظر جواب ہفت اختر مصنفہ قاضی محمد صادق خان اختر وغیرہ لکھا ہے

روز ایمان بہ بشارت زدہ علم بر گیسو — شب بسر آرد بکشش شانہ بکن بر گیسو

عطر سنبل بنر دو دیدہ بیدار بخواب — عطر بند بدو دم خوابت بہ نسیم ار گیسو
خون من ریزد ببین شانہ چو در آئینہ — چہرہ گلرنگ بخون من و احمر گیسو
چشم بد دور عذار تو ہر روز امید — چہ کند گر دل من شب نکند در گیسو
جوے در سایۂ سنبل چمن از اشک من — رنگ خضر است خطت سازدت اخضر گیسو
سیر خورشید بہ عقرب بارہا است دیدم — بخت گشت پریشان سہ من گر گیسو
صبح ننہم بہ پریشانی کاکل امشب — مگرت رنگ نصیب است مقدر گیسو
چارہ خستگی دل ز مسیحا چہ شود — زندش گر ہر ذرات ناوک نشتر گیسو
جست و جوے ہمہ احباب بہ پہلوے سود — عرض آمد دل آشفتہ دو جوہر گیسو
زآتشین رخ من سوختہ انگر بفروز — خود بپروزم منشان ز آتش و اخگر گیسو

بہ تمناے شمیمے دل عالی از دید
زد و جانا بہ فشان بعبیر گیسو

ردیف غ

غنی تخلص نواب غنی بہادر خلف نواب حامد حسین خانصاحب بہادر ابن
نواب امین الدولہ بہادر مرحوم

ہے مناسب کہ چھپا تو تہ چادر گیسو — گل نہ کیوں دے جو چراغ رخ انور گیسو
ماہ رویوں کے نظر آتے ہیں اکثر گیسو — گیسوؤں سے نہیں اوس سبھی کے بہتر گیسو
عاشق زلف کا ہے نامۂ اعمال سیاہ — بن گیا صفحۂ قرطاس کا مسطر گیسو
وحشت گر دیکھیں تصور جو ہوا ہے مجکو — صورت سایہ ہے ہمراہ ترا ہر گیسو
طائر دل کی اسیری کو نہے ہیں پھندے — بے سبب رکھتے نہیں یار کے گھونگھر گیسو
آپ کی شکل و شمائل سے بھلا کیا نسبت — کان رکھتا ہے نہ خورشید نہ منور گیسو
بیٹھتے اوٹھتے کمر آپ کی بل کھانے لگی — چار ہی دن نہیں ہو گئے دو بھر گیسو

میرے رونے کی حقیقت تمہیں ظاہر ہوگی
گر نہاؤگے نچوڑو گے کبھی تر گیسو

دست مشاطہ سر دست بریدہ ہونگے
اور الجھے کنگھی میں اگر بال برابر گیسو

ہے دھوان دھار گھٹا ماہ منور پہ نہیں
یا سراسر ہے یہ گرد رخ انور گیسو

ماہ و خورشید سے عارض ہیں اپنی تنویر
مشک و عنبر سے زیادہ ہیں معطر گیسو

اوس پری رو نے نہیں بالوں پہ افشاں چھڑکی
شب تاریک میں دکھلاتے ہیں اختر گیسو

بوسۂ عارض گلرنگ سے جی ڈرتا ہے
نظر آتے ہیں مجھے صورت اژدر گیسو

آہیں کرتا ہوں تو جھنجھلا کے یہ وہ کہتی ہیں
نہ پریشان کرے میری یہ صرصر گیسو

آتش رخ سے جلے کیا سر مو فرق نہیں
اے صنم ہے صفت بال سمندر گیسو

جسطرف دیکھتا ہوں ہے یہی کچھ مذکور
آج بیٹھا ہے وہ جلاد بنا کر گیسو

ردیف ق

قضا تخلص منشی گوبند پرشاد صاحب مولد و مسکن لکھنؤ عمر ستره سال سے مطبع [illegible] سے تعلق انکا ہے خوشنویس نستعلیق کے بے بدل ہیں اکثر تصانیف مثل بیاض نظم وغیرہ انسے یادگار ہیں

مجھکو بھولے نہ ستمگر کے جو مر کر گیسو
گور میں آئے نظر صورت اژدر گیسو

دولت حسن رخ یار ہو کسطرح نصیب
صورت مار خزینہ پہ ہیں سراسر گیسو

مجھکو پروا نہ اوڑا کر کہیں لیجائیں صنم
وو شہپر ہیں پری کے نظر آتے ہیں دو پر گیسو

مری فریاد ترے کان تک آئے کیونکر
ہیں یہ دربان در گوش ستمگر گیسو

شعلۂ آتش رخ سے جو نہیں ڈر انکو
سانپ سمجھو نہ انھیں ہیں یہ سمندر گیسو

دیکھیں کس کس کے گلے کٹتے ہیں اوس کج کلہ سے
باڑھ پر یار کے ہیں صورت خنجر گیسو

واہ کس وار کی تعریف کرون اے قاتل
تیغ ابرو ہوئے مجھکو ہوئے جوہر گیسو

اک سر مو بھی نہین سنگدلی سے خالی
سنگدل تم ہو تو کیون نہون پتھر گیسو

سانپ لوٹا کیے سینے پہ مرے وصل کی رات
آپ جو اپنے بنایا کیے شب بھر گیسو

کھلنے کی نہین حاجت مجھے اے رشک مسیح
باعث زیست ہوے تیرے معنبر گیسو

لکھو فضا ایک غزل اور مقابل اسکے
دوسری ایسی ہو گیسو کے برابر گیسو

اسی دوری مین بھی یاد آتی ہین اکثر گیسو
خود بخود پہنچ جاتے ہین مجھ تک ترے اڑکر گیسو

چھوٹتے ہین جو یہہ مانند سیہ مستون کے
چشم میگون کے پیا کرتے ہین ساغر گیسو

میری نظرون مین نہین عطر کی انکے ہے چمک
صاف اوڑا لاے ہین عکس رخ انور گیسو

یک قلم دونون طرف میری پیشانی کا
تجھسے لکھتے ہین یہہ مضمون مکرر گیسو

رقص مین باندھکے دل پھیرا اک حلقے سے
نٹ کے مانند کیا کرتے ہین چکر گیسو

ظالمو حیلۂ شیطانسے کرو خوف ضرور
شکل ضحاک نہون دوش پہ اژدر گیسو

کیون سراپا نہ بلا سمجھون مین اوس کافر کو
سرسے بڑھکر ہین پڑے اوسکے قدم پر گیسو

دونو عارض ہین ترے رشک بہار جنت
سنبل باغ جنان سے بھی ہین بہتر گیسو

عشقبازی مین فضا سیکھیے کوئی افسون
چھو سکے گا تو کبھی یار کے کیونکر گیسو

فدا تخلص فدا حسین صاحب وکیل عدالت دیوانی ضلع علیگڈہ ایک دیوان انکی تصنیف سے ہے شعر اچھا نظم فرماتے ہین یہہ غزل اس تذکرہ کے لیے ارسال کی تھی

آفت جان ہین ترے اے بت دلبر گیسو
مجھکو رکھتے ہین شب و روز جو مضطر گیسو

شب ہجر ایسے مین ڈرتا ہون خدا خیر کرے
نظر آتے ہین مجھے خواب مین اکثر گیسو

تو سفر کو ہے مری اے بت وارستہ مزاج
ہے ترے حسن خداداد کو شہپر گیسو

بہر حسن و نزاکت کا جو مضمون ہے تو
کان خوبی کے سنور رہین وہ [illegible] گیسو

کیون وہ ہلتے ہین صبا سے گر نہ پتیا ہو تمہین
ظلم کرتے ہین نہ کیا کیا مری جان پر گیسو

ہر نفس نامۂ تاتار کی گویا ہے شمیم
کسقدر رچی ہین بسے ہین ترے کافر گیسو

گو رہین بھی نہ مری جان سے چھوٹا جنجال
بعد مردن نظر آتے ہین سر اپر گیسو

تیرگی شب ہجر سے نسبت کیا ہے
ہے مرے نامۂ اعمال کا دفتر گیسو

داغ سودا ہی مرا نافۂ مشک اذفر
بس رہے ہین مرے سر مین جو معطر گیسو

ظلمت گور بھی ہے سایۂ سنبل مجکو
یاد آتے ہین پس از مرگ جو اکثر گیسو

بے تکلف جسے سمجھا ہون غلاف کعبہ
کسقدر زیبا ہین ایجان ترے زیر گیسو

بچگیا ہون جو غم خال رخ تابان سے
مار کر چھوڑین گے مجکو یہ معنبر گیسو

قد قیامت ہے تر زلف بلاے جان ہے
گو کج بالی کی جو عقرب ہے تو اژدر گیسو

ابر نیسان کی ہے بارش جو نہایا ہے تو
ہاے کس شان سے ٹپکاتے ہین گوہر گیسو

دلبری کے ہمہ اسباب فراہم ہین وہان
خال و خط چشم فسون ساز معنبر گیسو

سنبل باغ جنان بھی ہے مگر شرمندہ
کیسے اوس شوخ پریچہ کے ہین معطر گیسو

لاکھہ زنجیر طلائی سے ہے بھاری یہ بھی
اے پری رو تجھے کافی ہے یہ زیور گیسو

تیرگی مین جو برابر ہے یہ طولانی مین
کب ہے میری شب ہجران کے برابر گیسو

اسے فدا اوس بیت کرو کے بقول استاد
سنبل باغ جنان سے بھی ہین بہتر گیسو

فخر تخلص سید فخر الدین حسین صاحب مولد دہلی طبع عالی رکھتے ہین فی الحال صدر ریاست اودہ مین وکالت کرتے ہین

جان لینے کو یہ آفت ہین وہ کافر گیسو
مار ہی ڈالتے ہین دام مین لا کر گیسو

فتنہ زا چال اگر ہے تو قیامت قامت
دلربا اوسکے جو عارض ہین تو دلبر گیسو

گر نہین غیر کے گہر آپ نے آرام کیا
کیون پریشان نظر آتے ہین سراسر گیسو

رات دن ایک زمانے میں نہوتا ہر گز / گر نہوتے ترے قامت کے برابر گیسو

ناز کرتے ہیں اوسے پر جو اوٹھاتا ہے ناز / بلکی کب لیتے ہیں شانے سے اولجھکر گیسو

تحریر پیری نے لگا مادۂ سودائی
پھر نظر آنے لگے خواب میں اکثر گیسو

فروغ تخلص مرزا کاظم علی صاحب شاگرد جناب منشی احمد حسن خانصاحب بہادر عروج مولد و مسکن کانپور ایک غزل اس گلدستہ کے لیے بھیجی تھی اور حال کچھ معلوم نہوا

ایڑیوں تک گئے سو بار سے کھلکر گیسو / بے حجابانہ بنے یار کی چادر گیسو

مرغ دل کیسے گرفتار ہو دیکھا ہی بلبل / ہاتھ میں دام ہے صیاد کے زنجیر گیسو

چھاسنے پر دل عشاق کے آجائیں اگر / لگ رکھیں نہ کبھی بال برابر گیسو

تاج سر کیسے ہیں کچھ فرق نہیں اچھے نہیں حسن / فرق لیجائیں نہ کیون بال ہما پر گیسو

دلربائی میں نہ کچھ پیچ مژگان کم تھے / اور اندھیر ہوا ہوگئے دلبر گیسو

لحد تیرہ سے افزون ہے مرا ویرانہ / ہجر میں پیش نظر رہتے ہیں شب بھر گیسو

سانپ کا زہر اوتر جائے ہی بارگہ ہے / ایک قطرہ جو پلا دے کوئی دھوکر گیسو

ہے تقدیر شب وصل تو کم تھے لیکن / رات کو طول دیا تمنے دکھا کر گیسو

مانگ پر پیچ پڑا کچھ تو حجاب آیا انھیں / عکس سے جیسے ہوے اک نور کی چادر گیسو

سیتیوں سے جو بھرین مانگ وقت سخن / آبرو پائیں جو ہوں رشتۂ گوہر گیسو

رخ و پیشانی کے بوسے جو لیا کرتے ہیں / کیا حسد ہیں جو نصیب میں سکندر گیسو

صبح تک نہ شب وصل میں آئے اونکو / اے نسیم سحری چھوڑ دے زنجیر گیسو

عشق کرنے ہی لگے اور کبھی بل کی لینے / ہم تجھے تھے کہ رکھتے ہیں یہ جوہر گیسو

شب دیجور کی اور سانپ کی تھیمتی جو سنی / ہاتھ سے چھوڑ دیئے یار نے ڈرکر گیسو

پوچھیئے اہل العشق کے دماغوں سے فروغ / عطر مٹی ہے وہیں اونکے معطر گیسو

فصاحت تخلص استاد زادۂ عالی طبیعت جناب سید عباس حسن صاحب خلف اصغر جناب سید آغا حسن مرحوم تخلص امانت مولد اور مسکن انکا شہر لکھنؤ ہے نسب اور سلسلۂ شاعری انکا وہی ہے کہ جو نسب اور سلسلۂ شاعری جناب سید حسن صاحب لطافت کا ہے اسواسطے کہ یہ برادر عینی جناب لطافت کی ہین ولادت انکی بارھوین تاریخ ماہ شعبان ۱۲۸۱ ہجری مین ہے اس سال تک اکیس ۲۱ برس کا سن ہے شغل درس روز و شب ہے شیعۂ اثنا عشری اصولی مذہب ہے پانچ برس کے تھے کہ فلک نے داغ یتیمی دیا والد ماجد نے انتقال کیا چھٹے ۶ برس ۱۲۸۷ ہجری مین اپنے برادر عالیقدر کے ساتھ سفر زیارات عتبات عالیات کیا کم سنی مین ثواب اخروی لیا اڑھائی برس تک خاص مدرسہ کربلاے معلا مین علوم پڑھا کئے پانچ برس اس سفر مین بسر ہوئی گیارہ برس کا سن تھا کہ پھر کے وطن مین آئے ظل عاطفت برادر مین شفقت والد ماجد کے مزے پاے پڑھنے لکھنے سے کام رہا معلم نوکر رہے تحصیل علوم کا اہتمام رہا سترہ برس کے سن سے شعرگوئی شروع کی اسطرف طبیعت رجوع کی عروض و قافیہ و شعرگوئی مین شاگرد اپنے بھائی کے ہین ابتداے شاعری سے حوصلہ طبیعت آزمائی کے ہین چنانچہ کلام انکا یہ ہے

زلف دوتا کا وصف غزل مین رقم ہوا — پہلے ہی سے شگاف میان قلم ہوا
چھوڑا جو دیر داخل بیت الحرم ہوا — بت ہو گئے خفا تو خدا کا کرم ہوا
پیری مین کیا عجب ہے جو وصل صنم ہوا — سیدھا تو ہے نصیب مرا گو مین خم ہوا
کہتا ہے مرغ قبلہ نما آ کے دار پر — مجھ سا نہ دوسرا کوئی ثابت قدم ہوا
وان عیش ہے جنان مین فرشتو نہ لیچلو — مین جسطرف گیا ادھر انبوہ غم ہوا
حسرت وہی کہ دل مین جو تھی گفتگوے عشق — قصہ گیا جو بیچ مین تیشہ حکم ہوا
لاکھون کے جسم بعد فنا کھاے اس زمین — ابتک نہ سیر اسپہ بھی تیر ستم ہوا

ہوں زار اوسکے کوچے میں روندا ہے غیر نے
اب کون اوٹھائے گا کہ میں نقشِ قدم ہوا

میری فروتنی کا ملا مجکو کیا جواب
میں جھک گیا تو ساتھ ہی سایہ بھی خم ہوا

معشوق کے ستم کو سمجھتے تھے ہم بہت
دیکھا تو اپنے حوصلۂ دل سے کم ہوا

کعبہ میں قبل اسکے پرستش بتوں کی تھی
پیدا ہوے علی تو یہ بیت الحرم ہوا

اوگتے ہیں سر بتوں کی لحد سے درخت سرو
مٹی میں گڑ گئے پہ اکڑنا نہ کم ہوا

نام خدا ملا ہے فصاحت عجب امام
باب جنان پہ نام علی کا رقم ہوا

غزل طرح

آبرو بالوں کو دے تو جو بنا کر گیسو
لے بلائیں ترے جوبن کی اوتر کر گیسو

جب طرف سے وہ نکلتے ہیں بنا کر گیسو
مدتوں رکھتے ہیں آنکھوں کو معطر گیسو

رخ محبوب زیادہ ہے مہ عید سے
حسن و خوبی میں شب قدر سے بہتر گیسو

دولت بوسہ ملی عاشق محتاج کو کیا
سانپ لپٹے ہیں جسے اس طرح ہیں زر پر گیسو

حسن عارض گل کو دکھاتا ہی اگر گلشن میں
گل ہے رخ مانگ ہے سنبل ہے صنوبر گیسو

عاشق زلف بتاں مر کے جو سمجھے تھے مجھے
سانپ بھی آئے مری قبر میں بن کر گیسو

بیگنہ قتل ہوا کون پریشان خاطر
اسکے غم میں ہے سیہ پوش سراسر گیسو

رحم کھا کر دل عاشق کو جگہ دیدی تھی
لٹکے رہتے ہیں [illegible] گیسو

سنبل باغ ہی اون بالوں سے ہمسر ہوتا
تا ثریا نہ لگائیں [illegible] گیسو

دل مرا شیشہ سے نازک ہے نہ بال آجائیں
کنگھی دیتا ہوں نہ باندھا کرو کس کر گیسو

اے فصاحت مجھے دیدار ہو کیونکر حاصل
رخ جاناں سے نہیں ہٹتے دم بھر گیسو

ذوق تخلص احمد مرزا صاحب شاگرد منشی امیر اللہ تسلیم مولد و مسکن لکھنؤ

معرکہ میں مرے دلبر کے رہے ور گیسو
لاکھ معشوقوں نے دکھلائے سنوار کر گیسو

کھولدے ہوکے جو بے تاب ہم بت [illegible] گیسو
[illegible] گیسو

تازہ گو کرتے ہین اے دل یہ مشام جانکو
پھر مجھے پیچ مین لائینگے معنبر گیسو

سنبلستان ہو ہر اک سو یہ پر صدقے
جائے گلشن مین جو کھولے وہ گل تر گیسو

کیا کہین باد صبا مشک کی لپٹین خوشبو
رکھتے ہین روز دماغ اپنا معطر گیسو

شوق ہی جب ہین شب وصل انھین چھوتا ہون
مارے جاتے ہین ہر بار بگڑ کر گیسو

سر بکف شوق شہادت مین ہین پروانے سے
پھانسی دیدین مجھے یا پھیر دین خنجر گیسو

جان ہم جائے مریض تپ فرقت کی ابھی
ہوا کے بدلے سونگھا دو جو تم آ کر گیسو

خواہش وصل مین عاشق ہے ترپتا شب بھر
ہوتے سجدا ہین اوس بت سے لپٹکر گیسو

تجکو خورشید ہے کہلا یہ گمان ہوتا ہے
رخ روشن سے جو رکھتے ہین برابر گیسو

دل پریشان ہوا جانیے آفت آئی
چھپ گئے یار کے جسدم تہ چادر گیسو

خوف سے ہون نظر بد کے پریشان جانان
رکھو آنچل سے دوپٹے کے بنا کر گیسو

حوصلے کس کے نکالے ہین لپٹ کر مجنے
چولی مسکی ہوئی ہے اور ہین ابتر گیسو

انکو ہر بار ہین لیتے ہین قسم بالونکی
سر پہ رکھدیتے ہین وہ مجکو بلا کر گیسو

طالب نکہت فردوس ہون باد صبا
وہ سونگھا دے جو تجھے اپنے معنبر گیسو

ذوق تو انکا ہے پردہ کہ جنھین طفلی مین
اپنے دیتے تھے محبت سے پیمبر گیسو

ردیف ق

قدیم تخلص لالہ جواہر لال صاحب شاگرد نسیم دہلوی ساکن لکھنو فی الحال محرر اول سررشتہ تعلیم ضلع کھیری مین یہ غزل ارسال کرکے بھیجی تھی

ناوک نوک مژہ کے ہین برابر گیسو
ایک کیا سیکڑون بار یہین ہین بھر گیسو

چین ابرو سے بلاکیش ستمگر گیسو
دل شکن دل بکف آزردہ دلبر گیسو

چھین تو سکتے ہی نہین اچھے فسونگر گیسو
دیکھتے دیکھتے مرجاتے ہین اژدر گیسو

اونکا جھومر سے جو یاقوت کا گچھا لٹکا
سرخ بادل کی صفت ہو گئے احمر گیسو

سر پہ سر وحشت خاطر نے دیا زلف کو پیچ
مو پریشان تجھے دیکھا ہوئے ششدر گیسو

چوٹ جس دل پہ پڑی توڑ دیا سر اوسکا
نام کو بال ہیں پر ہیں یہ پتھر گیسو

نکہت مشک کی شہرت پہ جو ہو اندہا رہے
چشم بد دور رہا دانۂ عنبر گیسو

موتی موتی کے رگ جاں میں گذر جاتے ہیں
کار الماس کریں صورت نشتر گیسو

بال موتی میں جو پڑ جاے نکما ہو جاے
بیجاں پڑا ہوتا ہے پر رشتۂ گوہر گیسو

کبھی اولجھے کبھی سلجھے کبھی سیدھے کبھی خم
پیچ سے آپ کے نکلا کوئی کیونکر گیسو

ایک مجھ خستہ جگر پر یہ قیامت ہے بپا
جوہر عکس بنا ہے دم خنجر گیسو

صاف ہو جاے زمانے کا یہ شب رنگ نشو
چھوڑ دو صورت دنبالۂ اختر گیسو

بازیگر سانپ نکالے تو تماشا کیا ہے
کھیلتے ہیں مرے سینے پہ عجب گر گیسو

مانا مینے کہ وہ پر پیچ بھی ہیں ناگن ہیں
ایسے پابند کہ کماں سے وہ پیچا پیچ گیسو

مین گلے ملکے جو روتا ہوں مجھے عیب نہیں
چشمۂ دیدۂ تر دھوتے ہیں اکثر گیسو

عشق پیچاں کو سنا سنتا ہے گر وہ نیا
ہم نے دیکھے نہ سنے ایسے معنبر گیسو

زلف و کاکل نے تو گمراہ کیا لاکھوں ہیں یا
ایک ہے آہ رسا کا مرے رہبر گیسو

یار سر قع کو اوٹھانے کی ضرورت کیا ہے
ہیں خدا داد حجاب رخ انور گیسو

بال اوس بت کے جو یہ سر پہ لٹکتے ہیں قدیم
خوش بیانی سے کہو کہدیں سخنور گیسو

قومی تخلص محمود حسین صاحب ولد محمد حسین شاگرد محمد رضا صاحب صبر شعر اچھا کہتے ہیں مولد و مسکن انکا قصبہ کاکوری توابع لکھنو سے ہے یہ غزل اس تذکرہ کے لیے بھیجی تھی

ڈر گئے سانپ جو دیکھے ترے کافر گیسو
ایسے موذی ہیں کہ طرہ ہیں بلا پر گیسو

خوش نہو اسے بت رقاص جو ہاگر گیسو
اک نہ اک دن تجھے کھلوائینگے ٹھوکر گیسو

تجھسے وہ آئینہ رو کیا ہے مکدر گیسو
ہو بہو یوں جو ترا حال ہے ابتر گیسو

چشم بیمار کی صحت نہیں آتی ہے نظر
تو اسی سے ہے پریشان سراسر گیسو

جب سے مسکن یاں ہی ہے کعبہ کی غلافِ پوشش
طاق ابرو سے اوٹھاتا نہیں اکبر گیسو

تیرے سودائے گیسو جو ہیں چھٹے زندانسے
سانپ پکڑا کیے جنگل میں سمجھکر گیسو

دل ہے اللہ کا گھر اوسمیں کیا گھر اپنا
کس بلا کے ہیں رسا ہیں ترے کافر گیسو

اوس سے پانی جو برستا ہے تو اسکے گوہر
ابر نیساں ہے گہر ریز ہوئے تر گیسو

چاند بدلی سے نکلتا نظر آجاتا ہے
جب سرک جاتے ہیں رخ سے ترے اکثر گیسو

فوج مژگاں کی چڑھائی جو ہوئی عاشق پر
تب یہ ٹھہرے ہو علمدار مقرر گیسو

تجھسے برہم جو ہوا اپنا سر کا رغراج
کچھ کچھ کھسکے ہیں کانپ کے بجھکر گیسو

وسے چکے تجھے وسمہ کا بھی ہستی کا
رکھتے ہوتے جو کہیں سرو صنوبر گیسو

سب یہ ہیں شاعرونکی فکر رسا کے مضموں
مشک ہے خال رخ یار نہ عنبر گیسو

بیم طوفان حوادث ہے مگر اسکو بھی
کشتیٔ حسن کے ٹھہرے ہیں جو لنگر گیسو

عفو کر عفو خطا یار خطاوار ہوں کی
عذر کو رکھتے ہیں سر پیش قدم پر گیسو

رنگ میں پیچ میں خوشبو میں دلاویز ہیں
سنبل باغ جناں سے بھی ہیں بہتر گیسو

سانپ کا لہر ہوئی آپ کی ہر صبح قوی
یاد آئے جو کسی سے اب کے شب گیسو

تخلص اسیر فراز حسین صاحب باشندہ ... کی ہے یہ غزل انکی طرف سے بھیجی تھی

سر سے تا پیچ تیرے ہو قدموں برابر گیسو
آفتیں لائیں گے اسے فتنۂ محشر گیسو

وسمہ آکے جو مل کھاتے ہیں پیچ گیسو
لائیں گے کوئی بلا کیا سر پیچ گیسو

تیرے نہانے جو دریا میں لگایا غوطہ
ناف گرداب بنے اور ہوئے بھنور گیسو

غم ہے کس کا جو یہ حالت ہے تمھاری پیارے
زرد چہرہ ہے پریشان ہیں سر پر گیسو

مشک و عنبر کی مری جان حقیقت کیا ہے
اسقدر عطر کی بو سے ہیں معطر گیسو

بیچ خوبی جو بنائے گا کبھی دریا میں
مار دریا کے ہیں ہونگے شناور گیسو

یاد رکھنا کہ گلے سیکڑوں کٹ جائیں گے
بس سنوارو نہ مرے اے ستمگر گیسو

اژدہا بنتے ہیں گہہ سانپ کبھی بنتے ہیں
قتل عشاق پہ مائل ہیں ستمگر گیسو

آئے ہیں پاؤں تلک پیچان پہ بڑھتے بڑھتے
نہیں معلوم کہاں جائیں گے بڑھکر گیسو

زلف پیچان کا شب ہجر تصور جو رہا
اژدہا بنکے ڈرایا کیے شب بھر گیسو

جعد مشکین ہیں جو اوس گل نے لپیٹے شب وصل
ہوگئے پھولوں کی خوشبو سے معطر گیسو

پاؤں تک اور بڑھاؤ انھیں اے جان پنا
خون لاکھوں کا تو اب کر چکے سر پر گیسو

باغ میں سنبل و سوسن کو ہوئے لاکھ الم
جب سنوارے مرے گل نے ہنسی پاکر گیسو

جب کبھی مانگتا ہوں ساقی سے جام مے وصل
سانپ کے زہر سے بھر دیتے ہیں ساغر گیسو

ہے یقین ماہ شب دیجور سے بہتر شب بدر
اے قمر آئین جو اوس شوخ کے رخ پر گیسو

ردیف ک

حیوان تخلص شیخ بدلی صاحب شاگرد مرزا کلب حسین خانصاحب بہادر نادر ڈپٹی کلکٹر سے بلگرام کے مختار ہیں وطن انکا بلگرام ہے کانپور میں قیام پذیر ہیں طبیعت شعر گوئی کیطرف بہت مائل ہے

خال ہے کعبۂ رخسار میں سر پر گیسو
کیسے ہو دور انس سے تو ہیں دام کبوتر گیسو

پھول کنگھی کے فدا ہوں گے تصدق سنبل
وہ جو کھولیں گے کبھی باغ کے اندر گیسو

عید کے روز ہے تعویذ طلائی سر پر
آج آئے ہیں نظر صاحب زیور گیسو

ہاتھ میں یار کے رہتا ہے وہم شانہ کشی
انگلیوں کو ڈستے ہیں سانپ بنکر گیسو

یون پریشان نظر آتے نہ کبھی آشفتہ
صورت آئینہ رکھتے جو کوئی گھر گیسو

خود گرفتار رہین کسطرح کرین لاکھ اسیر
پیچ مین آگئے سرباف کے گھنا کر گیسو

آئینہ کو نہین معلوم حقیقت اسکی
جانتے ہین ترے سودائی کے جوہر گیسو

فرق اک مو کا نہین عرض مین مقبول ہوی
طول مین ہین یہ ہین خط موزون کے برابر گیسو

پشت پہ نور کی لیتے ہین بلائین کیوان
ہمکو معلوم ہے عاشق ہین کمر پر گیسو

کامل تخلص لالہ سوہن لال صاحب خلف سادھو رام صاحب وکیل شاگرد دیوان دیاکرشن صاحب ریحان قدیم باشندہ لکھنو کا ہین

ہم نہ سمجھے تھے کرین گے ہمین مضطر گیسو
مفت ہین جان مسیحائی ترے چھپکر گیسو

حشر مین ہون گے پریشان ستمگر گیسو
پابہ زنجیر چلے آئین گے بڑھکر گیسو

پیچ و تاب شب فرقت کا نہ پوچھو احوال
سانپ سے لوٹ رہے ہین مرے دل پر گیسو

پاس آنے مین مجھے خوف یہی ہے واشگیر
پابہ زنجیر کرین گے ترے گلگر گیسو

سرکشی کی جو خطا ہو اوسے فرماؤ معاف
اب تو سر تجھ سے رکھے ہین قدم پر گیسو

آئیگی کوئی بلا عالم بیداری مین
آتے ہین پیش نظر خواب مین اکثر گیسو

نکہت گل سے پریشان دماغ اپنا ہے
کھولدے باغ مین للہ معنبر گیسو

زلف سنبل سے ہوئی نافہ کی خوشبو پیدا
کسنے کھولا ہے گلستان مین معنبر گیسو

بہرہ کے خورشید سے ہے پرتو عارض اسکا
خشک کرتا ہے عبث دھوپ مین لیکر گیسو

جو بلا سامنے آئیگی اوسے جھیلین گے
چھوڑ دے شانہ نہ اے یار ستمگر گیسو

کوئی بگڑے تمھین کیا واسطہ کیا مطلب ہے
بیٹھو تم شوق سے اے جان بنا کر گیسو

کچھ ہر ایک مین پریشان نہ ہو دل کیونکر
منہ دیکھے تھے ہم ترے وہ اسیر گیسو

کسنے لپٹا کے کیا پیار بتا سچ سچ
بال بکھرے ہین پریشان ہین کیونکر گیسو

سانپ لازم ہین خزانیکی حفاظت کیلئے
دو نو جانب ہین ترے رخکے برابر گیسو

آکے نزدیک لب پھر بوسۂ شیرین نہ لیا
تجھے دہن چشمۂ حیوان تو سکندر گیسو

یون زبانی تو نہ مانینگے کسی کا کہنا
ترے گیسو سے دکھا دے کوئی بہتر گیسو

حلقہ ہائے خم کاکل سے بنا ہین محضر
کیا عجب ہے کہ بنا لے کوئی محضر گیسو

آپکے بندۂ الفت ہین عبث وحشت ہے
کر سکیگا نہ گرفتار ہمین ہر گیسو

خلد مین یار کی تعریف کرونگا کامل
سنبل باغ جنان سے بھی ہین بہتر گیسو

کمال تخلص منشی عباس مرزا صاحب ابن مرزا غلام مرتضےٰ شاگرد منشی امیر اللہ تسلیم متوطن لکھنو محلہ جھوائی ٹولہ یہ صاحب فی الحال مطبع سے تعلق رکھتے ہین

کس بلا کے ہوے ہین آج معطر گیسو
مشک و عنبر سے بھی خوشبو مین ہین بہتر گیسو

بل جو رخسار و نہ کھاتی ہین یہ دلبر گیسو
ڈسنے کو عاشق مضطر کے ہین اژدر گیسو

آجکل کیا ترے جوبن پہ ہین دلبر گیسو
قتل عاشق کو کرینگے یہ مقرر گیسو

ہوتی ہے لغزش پیہم جو انہین ہے یہ سبب
ناز کرتے ہین فقط تیری ادا پر گیسو

آئینہ سامنے رکھا ہے خدا خیر کرے
دیکھئے قتل کسے کرتے ہین بنکر گیسو

صورت آیۂ واللیل نظر آتے ہین
کیا قریب ہین ترے مصحف رخ پر گیسو

اور اوصاف سراپا مین زبان ہے قاصر
سنبل باغ جنان سے بھی ہین بہتر گیسو

جو پھنسا دل ترے پھندے مین رہائی نہوئی
کیا اثر رکھتے ہین ایجان ترے رخ پر گیسو

ٹوٹتی جاتی ہے پریشانیسے خاطر اپنی
کس بلا مین ہین پڑا ہون ترے چھوکر گیسو

آرزو وصل کی دلمین رہی ایجان افسوس
ایک بوسہ نہ دیا رخسے ہٹا کر گیسو

مرض عشق کو صحت ابھی حاصل ہو کمال
اپنے دھوکر جو پلا دے مجھے دلبر گیسو

ردیف گ

گلزار تخلص لالہ جگناتھ صاحب شاگرد خیراتی لال صاحب شگفتہ مولد و مسکن لکھنو

چھوڑتا ہے جو کبھی دوش کے اوپر گیسو
مری آنکھوں مین نظر آتے ہین اژدر گیسو

نکلے اوٹھے سیہ رنگ شب وصلت مین
ایک بلا کرتے ہین نازل مرے سر پر گیسو

آپکو گر یہی انکار رہا تو بے خوف
بوسے لونگا مین رخسار کے لیکر گیسو

اسقدر سر پہ چڑھے ہین کہ مری جانب سے
کیا ہی سرگوشیان کرتے ہین معنبر گیسو

دُر فشانی اسے کہتے ہین کہ خود غسل کے وقت
اپنے دامن سے لٹانے لگے گوہر گیسو

ہین سیہ بخت پریشان ہون بلا سے اونکی
بوسے رخسار کے لیتے ہین برابر گیسو

سانپ سے لوٹتے ہین دیکھکے سینے پہ مرے
دوش پر اونکے جو لہراتے ہین اکثر گیسو

کانپ مین حال دل زار سنا دیتے ہین
ہو گئے شان خدا سے ہین پیمبر گیسو

دیکھکر آئینۂ تیغ در مقتل پر
نظر آتے ہین برابر تہ خنجر گیسو

گردش بخت سے گلزار کے برہم ہوکر
خواب راحت مین بگڑنے لگے تنکر گیسو

ردیف ل

لطافت تخلص شاعر نازک خیال استاد عدیم المثال واقف رموز سخن جناب سید حسن خلف اکبر جناب سید آغا حسن مرحوم تخلص امانت ابن سید تقیم عرف میر آغا ابن سید علی بن سید محمد تقی بن سید علی رضوی مشہدی مجتہد و کلیددار مشہد مقدس خراسان مولد و مسکن جناب لطافت شہر لکھنؤ ہے ہمہ تن خلق ہین مروت کی خو سے تاریخ دوم ماہ ذیقعدہ ۱۲۵۱ ہجری مین ولادت ہے شیعہ اثنا عشری اصولی مذہب حضرت ہین اسسال لفضل ایزد متعال چالیس برس کا سن ہے شغل شاعری رات دن ہے چھبیس برس کے سن تک کتب درسیات پڑھتے رہتے

رسا فکر ذہن سے علوم پڑھتے رہے والد ماجد کی زبان بند ہونے سے جو معذور رہتے
اس وجہ سے علم عروض و قافیہ اور علم تجوید یعنے قرأۃ جناب قبلہ و کعبہ افضل الناس
مفتی سید عباس مدظلہ العالی بدوام الایام واللیالی سے حاصل کیا چند دن مین ذہن
و عقل نے کامل کیا تیرہ برس کے سن سے شغل شعرگوئی رہا زور طبیعت سے دریائے
مضامین بہا والد ماجد کی زندگی ہی مین ایسے مشاق ہوے کہ مشہور آفاق ہوے
چھبیس برس کا سن تھا کہ فلک نے داغ یتیمی دیا والد ماجد نے انتقال کیا اونکے ڈیڑہ سو
شاگردون نے انکی طرف رجوع کی اپنے اپنے کلام پہ اصلاح لی آج تک شغل اپنے
والد ماجد کے شعر و شاعری کا شوق ہے تحقیق الفاظ و صحت اشعار کا ذوق ہے
چھتیس برس کے سن مین کہ ۱۲۸۲ ہجری تھے زیارات عتبات عالیات کا قصد کیا
اہل و عیال وغیرہ کو ساتھ لیا قافلہ نواب ملکہ جہان بیگم صاحبہ کے ہمراہ شہر بمبئی مین
کئی ماہ اقامت پذیر رہے وہان بھی حلقہ بگوش طبیعت پر نادر رہے دریائے
مضامین بہتا تھا بازار شاعری گرم رہتا تھا طبیعت کا زور دکھایا اکثر اہل بمبئی کو
شاگرد بنایا وہان سے جہاز بادی پر سوار ہو کے سمت بصرہ روانہ ہوئے راہ مین
تیر بلا تلاطم کا نشانہ ہوے ایسا طوفان آیا کہ جہاز کو شکستہ و بے اختیار کر کے چودہ دن تک
بہایا میان طوفان اکثر اسباب اور ایک پورا دیوان دریا برد ہوا سمندر کی سیر
وہ ہوا قطع امید زندگانی تھی ہر وقت پیش نظر مرگ ناگہانی تھی تین مہینے تباہ گم کردہ
راہ رہے چوتھے مہینے سمت قریہ منگلا بے قریب کوہ جا کے کشتی لنگا کے اوس
قریہ مین جانے کا ارادہ کیا چند سپاہیون کو ہمراہ لیا اوس قریہ کو نہایت پر آشوب
پایا حبشیون کی صورت دیکھ کے دل گھبرایا قصد اقامت کو فسخ کیا پھر جہاز شکستہ کا
رستہ لیا سمندر مین پہونچکے تلاطم امواج نے کشتی کو ڈبویا سبھون نے زندگی
سے ہاتھ دھویا غوطے کھائے موت کے فرشتے پاس تھے قدرت خدا سے ایک موجہ

کنارے کی طرف سے اولٹا ایسا آیا کہ سب کو قریب جہاز شکستہ پہونچایا ناخدا اور جاشوؤن نے
غوطے لگا لگا کے سبھون کو سمندر سے نکالا اس بلا کو سر سے ٹالا آخرکار مجبور و لاچار
اوس جہاز شکستہ کو چھوڑ دیا اور جہاز بادی کرایہ کو لیا شہر عدن مین جا کے اقامت
کی فصل حج بھی گذر گئی پھر شہر عدن سے جہاز بادی پر سوار ہو کے چار مہینے مین
شہر بصرہ مین آئے پھر وہان سے چلکے ثواب زیارت نجف اشرف پاے اڑہائی برس
خاص کربلاے معلے مین رہے اکثر سلام مسالمون کے اور مرثیہ کہے وہان بھی طبیعت کا
زور تھا شاعری کا شور تھا تحصیل مسائل و فقہ کا شوق رہا کتب احادیث سے
ذوق رہا دو بار زیارت کاظمین الشریفین و سامرہ سے مشرف اندوز ہوے زہد و
تقوے مین مشہور روز بروز ہوئے پانچ برس اس سفر مین رہ کے پھر وطن کا خیال آیا
سمت لکھنؤ قدم بڑہایا وطن مین آ کے ایک مثنوی مسمے بہ سرور المنتظرین تصنیف کی
حال جناب صاحب الامر علیہ السلام مین کتب احادیث سے تالیف کی بعد اسکے ایک کتاب
نثر زبان اردو مین بفرمائش جناب معلے القاب نواب ممتاز الدولہ بہادر دام اقبالہ
وضاعف اجلالہ کہ تاریخی نام اوسکا کنوز آخرت اور لقب ممتاز المصابیح ہے کئی سو
کتب احادیث و ادعیہ وغیرہ سے تحقیق و تنقیح ہے یہ کتاب پسند خاطر مومنین ہے
جامع اصول و فروع دین ہے مسائل و ادعیہ و آداب و تعقیبات ہین تاریخہاے
سعد و نحس و اختیارات ہین جناب قبلہ و کعبہ ممتاز العلما سید محمد تقی صاحب مرحوم
اعلے اللہ مقامہ اور جناب مقدس القاب سید محمد ابو الحسن صاحب مدظلہ کے ملاحظہ مین
آئی ہے دونو صاحبونکی دستخط خاص سے زینت پائی ہے دوسرا دیوان بھی مخزن البکا
ایسا تیار ہے کہ مضامین تازہ کا ایک چمن سجا ہے مثل اپنے والد ماجد کے بھاکا زبان مین
بھی طبیعت کو ایسی رسائی ہے کہ دور دور شہرت پائی ہے اکثر ساونون اور جھولیان
دادرے اور ٹھمریان ایسی مشہور ہین کہ زبان زد نغمہ سنجان ذی شعور ہین

معما او رچیستان تاریخ اور پہیلیان بھی نہایت خوب و مرغوب کہتے ہین اسی فکر مین
رہتے ہین اہل فہم لطف اوٹھاتے ہین مزے پاتے ہین سنہ ۱۲۹۰ ہجری نبوی سے بہ تحقیق
و صحت ایک کتاب مسمّے بہ ریاض لطافت کہ حروف معجمہ سے اس نام کی تاریخ بھی پیدا ہے
تخلص مولف بھی ہویدا ہے تالیف کر رہے ہین و زر مقصود بھر رہے ہین یہہ کتاب
مرجع ہے خواص و عوام کی ایک فرہنگ ہے کل شعرائے اردو گو کے کلام کی سہل الفہم تشریح
نثر اردو مین تحریر ہے تمام ہندی لغات کا بیان ہے قبیح و فصیح الفاظ کا اعلان ہے
فارسی او پہلوی و دری و ترکی و عربی بھی وہ لغت ہین کہ جو نظم و نثر زبان اردو مین
آتے ہین روز مرہ بولے جاتے ہین ہر لفظ کے مذکر و مونث ہونے کی بھی تحقیق کی ہے
دیکھو کتب لغات وغیرہ کا نام بنام حوالہ ہے نظیر لکھہ دی ہے ہر لفظ کا اردو مین
استعمال بھی مثل بہار عجم بیان کیا ہے اشعار اساتذہ کو بھی دلیل دعوی مین لکھہ دیا ہے
اکثر الفاظ کی صفات و تشبیہات کی بھی تصریح ہے اردو کے اصطلاحات و کنایات
کی بھی تنقیح ہے امثال اردو کو بھی رقم فرمایا ہے اونکے صرف کا محل بھی بتایا ہے
عروض و قافیہ و تاریخ گوئی کا بھی بیان ہے صنایع و بدایع کا بھی اعلان ہے روز
بروز یہہ کتاب زیادہ تالیف ہوتی جاتی ہے شوق مشتاقونکا بڑھاتی ہے خدا جلد
اتمام کو پہونچائے ہر شخص نفع اوٹھائے شاعری مین سلسلہ انکا یہہ ہے کہ شاگرد
اپنے والد ماجد کے ہین اور وہ شاگرد میان دلگیر صاحب مرحوم مرثیہ گو کے ہین
اور وہ شاگرد مرزا خاقانی صاحب نوازش کے ہین اور وہ شاگرد میر سوز کے ہین
اور شاعری جناب لطافت کا فن موروثی ہے چنانچہ نانا حضرت امانت کے
سید غلام علی غلامی تخلص بن میر امیر مخاطب بہ میر کلان خان نامی تخلص فارسی
گو تھے سلسلہ انکی شاعری کا صائب تک پہونچا تھا اور یہہ کلام جناب لطافت کا ہے

ہر بلا سے سبب سودا یار کی زلف پریشان کا	سر اسر مانگ کے صورت ہے چاک اپنے گریبان کا

قریب لب ہے جلوہ حسن سے بینئے جانا نکا
عجب شعلہ اوٹھا ہے آتش لعل بدخشانکا

غضب مژگان کے تیر و نمین ہی عالم چشم جانانکا
یہ آہو شکل ضیغم رہنے والا ہے نیستانکا

پہنایا مجکو خلعت دشت مین زنگ بیابانکا
جنون نکو نذر دنیا چاہیے کنٹھا گریبانکا

نکلتے ہین شرر یہان تک دل سوزان سے فرقت مین
گمان ہوتا ہے مجکو آہ پر سرو چراغانکا

حقیقت میرے سودے کی نہو پوشیدہ جانانسے
عوض خط کے اوسنے بھیجو نکا ہین پرزہ گریبانکا

ہوا ہے زاہدونکو بھی جنون فصل بہارین
عوض تسبیح کے ہی ہاتھ مین کنٹھا گریبانکا

نظر آیا جو اوسکے کانمین یاقوت کا بندا
کہی یہ بات دل نے من ہے مار زلف پیچانکا

کہین کا بھی نہ رکھا ہمکو ضعف ناتوانی نے
بنا زنجیر آہن تار وحشت مین گریبانکا

جنون کے جوش مین فرحت ہوئی کچھ بلبل دلکو
قفس کا چاک گویا چاک ہے میرے گریبانکا

خط سبز صنم سے کرکے الفت دیکھیے لبکو
خضر سے چل کے رستہ پوچھیے آب حیوانکا

تمہارے مصحف عارض کو ہیرون یاد کرتا ہے
ہوا ہی شوق میرے طفل دلکو حفظ قرآنکا

مثال خار مین لاغر ہون ناحق اسکو کاوش ہے
پھپولا پھوٹ جاوے گا کسی دن غنچہ گریبانکا

نہین خال سیہ کا گورے گورے گال پر جوبن
لگا کر سرمہ ٹپکا ہے آنسو چشم جانانکا

دیا ہے جسکو خلعت جنون نے دشت مین اکثر
گریبان لیکے بخیہ وحشی کا اور دامن بیابانکا

غضب آغاز پستان ہی تمہارے صاف سینے پر
گمان ہوتا ہے مجکو عکس ہے سینے پہ پستانکا

خدایا آرزو ہے طوس مین پہونچا لطافت کو
بہت مشتاق ہے یہ روضہ شاہ خراسانکا

غزل طرح

بعد الحمد اولو العزم ہین دلبر گیسو
لائے ہین مصحف خط بیچ کے ہمسر گیسو

ساتھ سوتا ہے وہ اکثر جو بنا کر گیسو
تختہ سنبل کا بنا دیتے ہین بستر گیسو

خوف آتا ہے بہت رکھیے نہ کھلا کر گیسو
او بھین مشاطہ نہ آئینہ سکے جو ہمسر گیسو

پانوں میں یار کے مہندی ہے تو سر پر گیسو
ہاتھ دکھنے لگے اونکے جو بنا کر گیسو
بل کی لیتے ہیں او الجھ پڑتے ہیں اکثر گیسو
زندگی میں نظر آئے ترے دلبر گیسو
حوریں کہتی ہیں ترے پاکے معطر گیسو
کہدو رضوان سے کہ دیکھے ترے آکر گیسو
رات کو یار نے پائی ہے افشان چھڑکی
ہوئے حیران کہ ہیں پیچیدہ مضامین بطین
ق
بال کھولے جو وہ گل فاتحہ پڑھنے آیا
حسن کا دونوں کو دعوے ہی لڑائی ہوتی
روئے زیبا کیطرف فوج لگا ہوتی ہے
سیر ظلمات کی خواہش جو ہمیں ہو رہتی
فرصت وصل او غمیں آئینہ شانے ہیں
اونکی کنگھی سے جو بڑھتا ہے ہمارا سودا
جوبن اوڑ رہتا ہے جب بال بنا کی ہر وہ
پھنس گیا دام میں پاس اونکے جو طالب گیا
قتل عشاق کو بنتا ہے طمنچہ قاتل
سیس پھول اونسے جڑاؤ جو لگایا سر پر
داغ دنیا دل عاشق کو جو ہوتا ہی پسند
ربط دل سے ہے صد شکر کہ کیا تاثیر
کاکل و زلف سے بال اونکے جو رہتے ہیں

آتش رنگ حنا کا ہے دھواں ہر گیسو
پاؤں پڑنے کے لیے بڑھ کے گیا ہر گیسو
بچھڑ گئے ہیں بہت اوس مہ کے سر پر گیسو
سنبل باغ جنان سے بھی ہیں بہتر گیسو
سنبل باغ جنان سے بھی ہیں بہتر گیسو
سنبل باغ جنان سے بھی ہیں بہتر گیسو
شب یلدا کیطرح رکھتے ہیں اختر گیسو
بدلے چوٹی کے نکالے گا کبھو سر گیسو
قبر عاشق پہ بنے پھولوں کی چادر گیسو
بحث آپس میں ہے کرتا رخ دلبر گیسو
ساتھ لائے دل عشاق کے لشکر گیسو
دیکھتا گر ترے دلبر کے سکندر گیسو
سارے دن پیش نظر رہتے ہیں شب بھر گیسو
دم میں ویرانوں کو کر دیتے ہیں لشکر گیسو
طائر حسن کے بن جاتے ہیں شہپر گیسو
پھندے بالوں کے بنے پھر کبوتر گیسو
جبکہ کنگھی کو بنا لیتا ہے شہپر گیسو
ہو گئے کان جواہر سے تونگر گیسو
ہیں ترے یاقوت کے گوشے ہیں اخگر گیسو
سر چڑھا اونکے دھواں آہ کا بنکر گیسو
کنگھی کر دیتی ہے تشنا بنا کر گیسو

کشتیاں ابروئے جاناں کے تلاطم سے بچیں
ڈوبکر جان ہے دی کسنے یم خوبی پر
مچھلی بالی کی نہ پھنس جائے کہیں مشاطہ
سر پہ بیچ جو لگایا نہیں اوسنے چھپکا
کھینچکر آہ ترے حسن کو ہم دیکھینگے
کس شبیہ ستم و ظلم کا غم ہے قاتل
بال سلجھاتے ہیں دلبر کے جو غش آتا ہے
پیچ ادائی ہے معشوق کی ہے طرفہ سماں
کان تک یار کے لیجاتے ہیں عاشق پیغام
سخت دل ہیں جو رقیبوں کے بہت جمع کئے
خط سبز رخ دلدار نے ہمکو مارا
جسکو کہتے ہیں رخ صاف پہ سب خط سیہ
دل عاشق کی شکایت ہو کہ مشاطہ کا ذکر
کان تر ہے وہ دہن معدن جادو انگیز
پیچ و تاب اپنا جو موجوں نے دکھایا مجھکو
رات کو عقد ثریا کا سما دکھلایا
حسن دلدار نے رکھی ہے دکان عطار
نسل عاشق کے کیا حسن نے اونکو بھی اسیر
عشق کا کل میں سلاسل ہیں سیہ دل طول
ہرے میخانے کی افتادگی ہے جسکے ساتھ
اسے لطافت [illegible]

نکلے حسن کے دریا میں جو لنگر گیسو
غم سے کھولے ہے تو ہو جوش سمندر گیسو
دام کیطرح بہت رکھتے ہیں گھونگھر گیسو
دل عشاق کے پھانسینگے کبوتر گیسو
روئے روشن سے ہٹا دیگی یہ صرصر گیسو
جوہرون کے ہیں جو کھولے ہوئے خنجر گیسو
لخلخے مجکو سونگھا دیتے ہیں اکثر گیسو
بل بہوین رکھتی ہیں خم زلف تو گھونگھر گیسو
سر پہ معراج ہے بنتے ہیں پیمبر گیسو
ترے وحشی کو لگا ہیں گے پیچھے پتھر گیسو
نکلے سانپ بھی زہر او گل کر گیسو
پیچ تو انگن ہیں اس آئینہ کے دلبر گیسو
کانین یار کے پیچھے کہتے ہیں جھک کر گیسو
رخ مکان حسن کا نقشہ کے بنے گھر گیسو
یاد اوس حور کی آئی لب کوثر گیسو
نظر آئے جو ترے کان کے گوہر گیسو
صندلی رنگ ہے رخ کا تو معنبر گیسو
نکلے طوق گلو یار کے بڑھکر گیسو
نکلے کیا حسن اعمال کے دفتر گیسو
بال بیچا ہیں تو پیدا کرے ساغر گیسو
نکلے وحشت ہوا کیے پیچ بل و پیمبر گیسو

ردیف م

محمود تخلص منشی محمد مرزا جان صاحب شاگرد میر وزیر صبا مولد و مسکن لکھنو صاحب تصانیف ہین اوصاف حمیدہ اور خصائل ستودہ انکے بیرون از بیان ہین عرصہ دراز سے اس مطبع سے تعلق رکھتے ہین نسخ اور نستعلیق مین خوشنویس کامل ہین اکثر کتب فرمائشی اونہین کے قلم سے تحریر پاتی ہین مطبع کے نہایت دوست اور خیر خواہ ہین

دیکھیے حد سے ہوے جاتے ہین باہر گیسو
سر سے کیا پاؤن تک آجائینگے بڑھکر گیسو

کیا غضب تونے کیا یاس سے دکھا کر گیسو
لے گئے چھینکے دل کو مرے دلبر گیسو

اسقدر وصل کی شب مین ہے پیچان سر گیسو
بار بار آتے ہین منھ پر ترے اڑکر گیسو

ابر تاریک سے اک چاند نکل آتا ہے
رخ روشن سے جو ہٹ جاتے ہین دلبر گیسو

ناگہین جب کبھی سنبل پہ نظر پڑتی ہے
یاد آجاتے ہین اوس گل کے برابر گیسو

انکے پھندے مین جو آکر کوئی پھنس جاتا ہے
چھوڑتے ہین اوسے دیوانہ بنا کر گیسو

کیا درست انکو کیا مشفق بسر شانہ نے
رخ پہ چنچل کی لیا کرتے تھے اکثر گیسو

دیکھتا ہون کہیں پیدا ہوتی ہے چاند کی سحر
آگئے ہین ناگہ یار جو ہٹکر گیسو

وہ جو ہے رخ سورۂ والشمس الم نشرح ہے
ہین ترے سورۂ واللیل مقرر گیسو

آنکی تعلیم کو شانہ نہین اوستاد بنا
بن گئے کیسے جو رخ یار پہ ابتر گیسو

یون ترے دام مین ہے اس دل نالان کی تڑپ
جال مین جیسے پھڑکتا ہے کبوتر گیسو

چھین لیجاتے ہین دیوانہ بنا کر دل کو
کچھ نہ کچھ کرتے ہین افسون یہ پڑھکر گیسو

ظلم عشاق پہ کرنے کی سزا پائینگے
چھٹکے شانے سے ادھینگے اوکھڑکر گیسو

آپ جا کر کے بہم شام و سحر دکھلادو
چھوڑ دو تم رخ روشن کے برابر گیسو

ہائے انکی درازی کا ہوا انجام نہ خیر
کہین آخر کو یہ پیدا نہ کرین شر گیسو ۸

یون ستے عاشق ناشاد کا غم ہے محمود
آتے ہین پہ پریشان سراسر گیسو

	اوس سے تشبیہ جو دی ہین غلطی کی محمود ہین کہین مشک ختن سے بھی وہ بہتر گیسو	

منصب تخلص شاعر بے بدیل و نظیر جناب منشی و مولوی سید منصب علیخانصاحب برادر خورد و شاگرد جناب منشی مظفر علیخانصاحب بہادر اسیر متوطن قدیم لکھنؤ

گرم آزار رسانی ہین سراسر گیسو	کیون نہ عالم کو ڈسین صورت اژدر گیسو
گیسو ایسے ہین جنھون کے وہ ہین ہر پیکر گیسو	ہے بجا ہے جو کہو تم کہین افسر گیسو
لشکر ہوش و خرد کھاتے نہ کیون آ کے شکست	لام باندھے ہوے آتے ہین برابر گیسو
جال مین تیرے نہ آونگا مین ای جال اسیر	دیکھون لاتے ہین مجھے دام مین کیونکر گیسو
مرغ دانا ہون کبھی دام مین آتا نہین	دین کبھی اور رکھو پیچ بہ پیچ [illegible] گیسو
اے جنون ابکی مرا ہاتھ ہے دامن انکا	گھر ترا ہین کہ بہرا ئین مجھے در گیسو
دیدۂ شوق کو لازم ہے زیارت کو چلے	مانگ لاتے ہین سواد رخ قیصر گیسو
مشک کیا مال ہے عنبر کی حقیقت کیا ہے	سنبل باغ جنان سے بھی ہین بہتر گیسو
دلربائی مین نہین ایک کا پلہ کچھ کم	بے نظیر ایک تو دو دو ہین برابر گیسو
ورق مصحف یاری ہے ترا چہرۂ صاف	ہوگئی جانب خط جدول آتی ہین برابر گیسو
کشش گاہ ہے جیسے طرف کا دریا	دل کو کھینچے لیے جاتے ہین برابر گیسو
آتا ہے جو خدا کو نہ چھپا مصحف رخ	ہے مسلمان تو دکھا [illegible] گیسو

	ہو گیا [illegible] کا گیسو کچھ وہ تاج اے منصب [illegible] کہین گل کے معنبر گیسو	

منشی تخلص منشی بنا یک پرشاد صاحب سررشتہ دار محکمہ ہیول کچہری لکھنؤ منشی صاحب موصوف باشندے بنارس کے ہین طبیعت رسا ذہن عالی خداداد چند سال ہوے آپ نے دکالت کی سند حاصل کی غزل ارسال کرکے لیے بھیجی تھی

اوس قمر نے جو پرافشان کیے یکسر گیسو
ہو گئے وہ ہین ہم طالع اختر گیسو

قرب جو آئینہ رخ کا ہے حاصل اونکو
کبھی رہتے ہین پریشان کبھی ششدر گیسو

سارے عالم کو جو کرتے ہین معطر گیسو
سنبل باغ جنان سے بھی ہین بہتر گیسو

روز روشن کے لیے شب کا بھی ہونا تھا ضرور
اسلیے خلق ہوے رخ کے برابر گیسو

جلوہ روز نمایان ہے شب تیرہ سے
دیکھے ایسے رخ تابان نہ منور گیسو

گوش جانان مین کہین حال مرے سودیکا
ہو رسا بخت تو پہنچائین ہمیں گیسو

کان اوس شوخ کے بھر دین تو عجب کیا ہی بلا
گوش جانان کے قرین رہتے ہین اکثر گیسو

بنکے ظلمات یہ تا عارض جانان پہونچے
رکھتے ہین بخت رسا مثل سکندر گیسو

بال قاتل تری تلوار مین پڑ جائیگا
یاد آئین گے جو زیر دم خنجر گیسو

برسون آشفتہ رہا یاد صبا سے وہ گل
ایکدن ہو گئے چھو کے سے جو ابتر گیسو

طرہ سنبل بھی پائین کہان یہ خوشبو
مشک و عنبر کو بھی کرتے ہین معطر گیسو

خشک ہو جاتا ہے سودیسے دماغ عاشق
بلبے خوشبو اوسے کرتے ہین معطر گیسو

ہو گیا دم کے اولجھنے سے سر ظاہر
آج اوس گل نے سنوارے ہین مقرر گیسو

تا حلب ہند سے جاتی ہے ختن کی خوشبو
آئینہ مین جو بناتا ہے وہ دلبر گیسو

ہو شگافی یہ قلم کی ہے سراپا منشی
لکھے ہر شعر مین جو اوسنے مکرر گیسو

ممتاز تخلص جناب سید ممتاز علی صاحب برادر زادہ و شاگرد جناب منشی مظفر علیخانصاحب اسیر مولد و مسکن لکھنو اکثر تصنیفات انکے یادگار ہیں

حلقہ حلقہ ہے جو اوس شوخ ستمگر گیسو
حق عاشق مین ہے زنجیر کا ہمسر گیسو

حکما متعدد و رو تسلسل ہو جائین
کیا تعجب ہے جو دین عقل کو چکر گیسو

چشمہ آب بقا ہے لب جان بخش ترا
طرف پردہ ظلمات ہین رہبر گیسو

صورت شام شب وصل ہے خاطر کو پسند
دل مین آتی ہین مری آنکھون مین کرین گھر گیسو

کیا چھٹا بالین کے ڈر سے سر سے بلا فرقت کی
خود بلاؤن مین گرفتار ہین یکسر گیسو

بال کھولے ہوئے آؤ نہ کسی کے آگے
دیکھو ہوجائینگے نہ گرد نگہ سے مکدر گیسو

دیکھنے والون کے ہوتے ہین پریشان حواس
کھینچ سکینگے ترے نقاش سے کیونکر گیسو

کیون نہ روز ازل ہو درہم و برہم عالم
کھولدے رخ سے جب بت ستمگر گیسو

وصف گیسو مین کہے شعر جو مینے ممتاز
شرح مضمون کے لیے ہوگئے دفتر گیسو

مائل تخلص عبداللہ خان متوطن کول خیر سے آپ انگریزی فارسی علم موسیقی مین مہارت کامل رکھتے ہین یہہ غزل اس تذکرہ کے لیے ارسال کی تھی

کہین ناگن کہین کالے کہین اژدر گیسو
کیا کیا بن جاتے ہین ڈسنے کو یہ کافر گیسو

سر ہوا کسطرح کسی سے ترے خود سر گیسو
شکل ظلمات نصیبے کے سکندر گیسو

مار رکھتے ہین نہین مار کسی کے کھاتے
کیون نہ کہلائین نصیبے کے سکندر گیسو

تم نہین ہوتے تو آنکھون مین پھرا کرتے ہین
ہم ہین گیسو پہ فدا مرتے ہین ہم پر گیسو

سرکشی سے کہین باز آتے ہین یہ سینہ سیہ
مدت العمر سے ہین آپکے خوگر گیسو

ایک سے ایک کو کیونکر نہو صد آزار کشش
سر ہے گیسو پہ فدا مجھ سے اوسیر گیسو

مری سرتابی پہ سرکوبی سراسر تھی بجا
بے خطا مجکو سزا دیتے ہین کیونکر گیسو

پیچ پر پیچ نکالے ہے سر تو یہہ کیون
کیا کوئی تازہ بلا لائینگے مجھپر گیسو

نیچے کر کے سیہ تاب یہہ لٹکائے ہین
ہین کہان اوس بت عیار کے رخ پر گیسو

سحر و شام کے رتبہ کو گھٹا دیتے ہین
چھوڑ دیتے ہین جو وہ رخ پہ بنا کر گیسو

آتشین رخ پہ پڑے رہتے ہین بیخوف و خطر
سربسر نکلے ہان ابتو سمندر گیسو

دہوین لیتا ہی بلائین مری آہو نکاو ہوان
کون کہتا ہے کہ ہین یار کے رخ پر گیسو

دونوں ہمسر ہیں نہیں فرق سر مو مائل
حسن گیسو کا ہے رخ کا ہے زیور گیسو

ہائے کس منہ سے کہیں کہ ہیں کافر گیسو
مرے پیارے مرے جانی مرے دلبر گیسو

تیر رکھتے ہیں نہ تلوار نہ خنجر گیسو
سر اوڑاتے چلے جاتے ہیں برابر گیسو

یوں تو دیکھے ہیں بہت اور بھی اکثر گیسو
پر زمانے سے نئے تیرے معنبر گیسو

بال بانکا ہوا انکا مرے اللہ کبھی
مرے دلدار ہیں اوس بت کے معنبر گیسو

ہیں ہی سر اپنا دھنے جاؤ نگا انکے پیچھے
کیوں خفا مجھ سے بھی سر ہونگے خود سر گیسو

کچھ نہ کچھ کر کے بلا لائینگے پیچھے سر پر
آنکھ لگا لینے اوس کے بھی ستمگر گیسو

سر چڑھے ہونگے اگر بھید تو بتلا سے ہونگے
سرنگوں ہونگے گستاخ ہیں گے تیرے گیسو

خم کے ہم پانہیں چھو سکتے ہیں سر اونکا
تعلق ہیں رکھتے ہیں کیا خوب مقدر گیسو

کیا کیا بل کرتے ہیں سر ایک بلا سے مائل
جب سے ہیں حسن کی سرکار کے نوکر گیسو

مشتری تخلص ہی نجیب شاگرد منشی آغا علی شمس قصبہ یاسے لکھنؤ سے ہیں اس فن کی مشق اوستاد شمس سے بہم پہنچائی اگرچہ پوری استعداد شعر و سخن میں نہیں ہے لیکن اوستاد کی عنایت سے موزونیت کا ملکہ حاصل ہے گو صورت کتر ہی مگر سیرت نادر اسی سبب کلام ارباب سخن میں یہ غزل بھی یادگار ہے

دل کی لیں عاشق بیتاب کے بکھرے گیسو
سر چڑھے ہیں مرے آئینہ پیکر گیسو

سایہ افگن ہیں جو حسن سر پہ گیسو
صورت شمع بنا رکھے ہیں سر گیسو

شب میں چھپ نہیں اس مہ انور کے گیسو
چھپتے ہیں تیرے رخسار کو چھپا کے گیسو

دوش پر ہیں کے وہ اور پریشانی پہ ہیں
مرے شب میں ہیں سلیمان کے برابر گیسو

قلم لیکے جو لکھنے بیٹھے تحریر او
سر بسر کیا کہیں بال برابر گیسو

صاف چوٹی کی یہ ہاتھ آئی ہین تشبیہین
چہرہ آئینہ ہے آئینے کے جوہر گیسو

کیون نہو عقل رسا اسکی صفت مین کوتاہ
زلف سنبل سے درازی مین ہین بڑھکر گیسو

چہرہ یار کو نہین ہے اور پیش نظر آئینہ
گیسو مین آئینہ آئینے کے اندر گیسو

قاری مصحف رخسار ہے خال رخ یار
پڑھتے ہین سورہ واللیل ہے ازبر گیسو

پاس اغیار ہو کیا جبکہ نہین یار کا پاس
بل کی شانے سے بھی لیتے ہین الجھکر گیسو

عالم خواب مین اک رات نظر آئے تھے
سانپ کیطرح سے لہراتی ہین دلبر گیسو

رخ پہ اوڑتی ہین یہ امواج ہوا سے ہر بار
طعنہ زن کیون نہ رہین بال پری پر گیسو

سانپ پانی مین تو چلتا ہی ہمیشہ سیدھا
رخنہ گوش مین بل کھاتی ہین کیونکر گیسو

شاخ مرجان سے نمودار ہو شاخ سنبل
کف رنگین مین اگر لے وہ ستمگر گیسو

چال ہو بخیال ہے انداز و ادا قہر و بلا
قد جو محشر ہے تو ہے فتنہ محشر گیسو

کہکشان مانگ ہے خال رخ پرنور سہیل
خوشہ عقد ثریا سے ہین بہتر گیسو

اپنے کس بل ہی نہین ہین جو ہوا سے پرواز
پہلے پیدا کرین ناگن کی طرح پر گیسو

اہل تنجیم کو ثابت ہوئے آثار کسوف
مشتری دیکھے جو اوس ماہ کے زیر گیسو

مسیحا تخلص حکیم محمد علی خان صاحب ابن حکیم مصطفی خان شاگرد ناسخ مولد و مسکن لکھنؤ فن طبابت مین دستگاہ کامل رکھتے ہین اکثر مرثیہ اور قصائد اور دیوان انکے یادگار ہین

شکل سنبل جو عیان ہین تری زیر گیسو
اثر سے ہے مری ڈال سراسر گیسو

اونکا آتا ہی کبھی گر شب فرقت مین خیال
کاٹے کھاتے ہین مجھے صورت اژدر گیسو

اونکے سونگھے سے کسطرح معطر ہو دماغ
مشک مین شکل مین خوشبو مین ہین بڑھکر گیسو

مجھسے گر بل کی وہ لیتے ہین نہین غم اسکا
کیا شفاعت نہ کرینگے ہین پیمبر گیسو

حال پوشیدہ نہین میری سیہ بختی کا
تیرے کانون مین کہا کرتے ہین اکثر گیسو

سرو و شمشاد کا نقشہ یہہ دکھا جاتی ہین
لپٹے لپٹے ترے گالون سے برابر گیسو

ہر شب مو سے ہے جوبن جو لپکتا انکا
واہ کس روپ پہ ہین تیرے ستمگر گیسو

سچ سمجھنا کلمہ میرا مسلمان جو ہو
ہین یہ غارتگر دین کافر و اکفر گیسو

رات دن آج برابر ہین یہہ معلوم ہوا
پانون تک آتی ہین ایجان جو بڑھکر گیسو

ہر سر مو مین یہہ موتی جو پروئے تو نے
شب تیرہ مین دکھاتے ہین اختر گیسو

تو پریزاد جو اب ہے ترے اوڑنیکے لیے
بڑھکے شانون سے ترے نکلے شہپر گیسو

رات دن شام و سحر ہے جو تصور انکا
کیا بلا دل مین مرے کر گئے ہین گھر گیسو

غضب اندھیر ہے الفت ہے بلائے جان ہے
بھولتے ہی نہین ہرگز مجھے دم بھر گیسو

صفحہ روے کتابی پہ جو ہین پھیلے ہوئے
ابتری کا مرے لکھوے ہین یہہ دفتر گیسو

دم نکل جائے گا سودا جو رہے گا انکا
ہر سر مو سے رگ جان کو ہین نشتر گیسو

بند تامل ہے یہ چہرے کی بناوٹ کا سبب
آئینہ رخ سے تو ہین مثل سکندر گیسو

یون ہی ان موذیون سے ربط مسیحا جو رہا
سانپ بنکر مجھے مارینگے مقرر گیسو

ہلال تخلص محمد حسین صاحب شاگرد تسلیم دہلوی مولد و مسکن لکھنؤ

تیرہ راتین بناتے ہین برابر گیسو
ہین خطاوار ہوا آپ سے چھوکر گیسو

ہاتھ مشاطہ کے کٹوا دے دم آرایش
پھر گئے رخ سے اگر بال برابر گیسو

تو گرفتار ہے کون آئی ہے شامت کسکی
آج جاتے ہو کہان یار بنا کر گیسو

رہی اس لطف سے ہوتی ہے بسر شام و سحر
دیکھو رخ پیش نظر خواب مین شب بھر گیسو

شب کو مہمان ہو نہین آپ رہے غیر کے گھر
آج پھر کیون نظر آتے ہین یہ ابتر گیسو

بڑھ چلے حد سے زیادہ انہین رد کو اے جان
ورنہ لائینگے بلا کوئی مقرر گیسو

ہاتھ دوڑاتا ہے کیوں اے دل ناداں ہمدم
کاٹ کھاتے ہیں نہ کہیں صورت اژدر گیسو

آئی شامت جو بڑھا حد سے زیادہ آخر
رہ گئے پاے نگاریں میں الجھ کر گیسو

شعلۂ رخ سے مضرت نہیں ہوتی ہرگز
آگ میں پلتے ہیں مانند سمندر گیسو

جگنو رکھنا تھا اگر چوٹی میں بہر تزئین
مانگ لیتے فلک پیر سے اختر گیسو

مر مٹے وصل میں بے موت انھیں چھو کے ہلال
بن گئے جان حزیں کو مرے اژدر گیسو

موجد تخلص محمد وارث علیخان ابن مصاحب علیخان باشندۂ لکھنؤ شاگرد رشید میر قربان علی صاحب متخلص بہ شوق مرحوم خانصاحب ہندی و فارسی و عربی میں خوشنویس ہیں اور اس مطبع سے تعلق رکھتے ہیں اصلاح سنگ فرماتے ہیں

وہ پری رو جو دکھاتا ہے بنا کر گیسو
پیچ دیتے ہیں مرے دل کو برابر گیسو

چھوٹتے ہیں موسے کمر تک جو سراسر گیسو
ٹھہرے ہوتے ہیں نہ کیوں فتنۂ محشر گیسو

رخ روشن پہ جو لہراتے ہیں اکثر گیسو
ڈستے ہیں دل کو مرے صورت اژدر گیسو

نظر آتا نہیں جو اثر زلف کے سبب
دود پیچاں ہیں کہ ہیں آتش مجمر گیسو

ترے خلخال کی آواز جو سنتے ہیں صنم
قد قیامت ہے تو ہیں فتنۂ محشر گیسو

چمن حسن میں اسکے جو ہوا دل حیران
شکل سنبل ہوئے پڑھ پڑھ کے ہوا میں گیسو

فرقت یار میں جو مشغلہ ہے اپنا مدام
دل کو یاد آتے ہیں رخسار کے ہیں تر گیسو

بے سبب کیا ہیں [illegible]
شانہ سے چھوٹتے ہیں [illegible] گیسو

پیچ در پیچ پریشاں رہے سنبل کی طرح
[illegible] اگر دیکھے اگر گیسو

طالب بوسہ جو ہوتا ہوں [illegible]
نہیں کھولتے ہیں وہ اپنے بالا کر گیسو

دود پیچاں کی طرح آہ [illegible]
جب سے آتے ہیں نظر آتش سے منور گیسو

جس پہ سایا پڑا [illegible]
پیچ در پیچ ہیں کس درجہ فسوں گر گیسو

سو سو قتل پہ پیچ جو بل کھاتے ہین فرحت کا محل شبگون ہی ہین ترے یہ بال		لٹکے ہین پے عشاق یہ خنجر گیسو یا الٰہی کہین بنا ہین یہ خنجر گیسو
	دولت حسن پہ رہتے ہین سدا اسے موجد سانپ کی طرح شب و روز برابر گیسو	

ردیف ن

نساخ تخلص جامع الکمالات جناب مولوی ابو محمد عبد الغفور خانصاحب
بہادر ڈپٹی مجسٹریٹ و ڈپٹی کلکٹر و سکریٹری بانگ گنج ڈسپنسری و سکریٹری
و ممبر اینگلو ورنیکولر اسکول و اکس افیشیو ممبر آف بلوچی ڈسپنسری و افیسر انچارج
آف سب ٹریژری و آفیسر انچارج آف ابکاری و افیسر انچارج آف لاک اپ
و چیرمین آف دی روڈ سس ڈیپارٹمنٹ و سب رجسٹرار سب ڈویژن بانگ گنج
ضلع ڈھاکہ برادر جناب آنریبل مولوی عبد اللطیف خان صاحب بہادر ممبر
کونسل جناب نواب لفٹنٹ گورنر بنگالہ و مجسٹریٹ درجہ اول چوبیس پرگنہ حولی
کلکتہ شعر گوئی مین آپ کمال رکھتے ہین اور صاحب تصانیف کثیرہ ہین چنانچہ
فی الحال ایک کلیات انکا موسوم بنام تاریخی پیشکش اخوان جسمین مجموعہ زبان
فارسی موسوم بہ مرغوب دل و شاہد عشرت و دیوان اول قند پارسی و دیوان
دوم موسوم بہ اشعار نساخ و تتمہ فیض ترجمہ اردو منظوم پند نامہ عطار
(قند پارسی) و رسالہ تحقیق زبان اردو مسمی بہ زبان ریختہ و تذکرہ
مقطعات اردو موسوم بہ قطعہ منتخب و تذکرہ شعرائے اردو موسوم بہ سخن شعرا
و گنج تواریخ وغیرہ ہین طبع ہو چکے ہین طبع عالی و ذہن ثاقب رکھتے ہین
لہذا مصرع طرح پر غزل تصنیف فرما کر اس تذکرہ کے لیے ارسال فرمائی تھی
جو ہدیۂ للناظرین زیب گلدستہ ہے

دل لنساخ ہین پھر کرنے لگے ظفر گیسو
خط بھی آنے پہ اوٹھانے لگے ہین سر گیسو

نئے انداز سے بلتے ہین جو زنجیر گیسو
کچھ نئے پیچ کے ہین فکر مین کافر گیسو

دہیان ہمین ہیرے جو رہتے ہین برابر گیسو
دن بہ دن حال ہر اکر تے ہین ابتر گیسو

بجز ستم چاہین کر ہین تجھسے ستمدیدہ ہیں
ہین ستمکش ہوئے جو اپدل ہین ستمگر گیسو

جان زار اسیر جو غش ہے دل بیمار اسیر
خط اگر مشک فشان ہے تو معنبر گیسو

وصل مین کیون نہ معطر ہو دماغ عاشق
خال عنبر ہے تو ہے مشک سے بہتر گیسو

وصل مین اوس رخ روشن پہ جو غش کرتا ہون
ہوش مین مجکو وہ لاتے ہین سونگھا کر گیسو

آسمان دیکھ کے حیران ہوا جاتا ہے
آفتین لاتے ہین جو کچھ کدہر سے سر گیسو

ایک سے ایک جری جانکو یہ سبقت ہین
خال سے خط ہے سوا خط سے ہین بڑھکر گیسو

شانہ ہین مجھکو تو بتلا تو سہی وجہ سبب
کس لیے دل سے او لجھتے ہین ستمگر گیسو

خال مشکین ہے بلا سے دل احباب اگر
آفت جان عزیزان ہے سراسر گیسو

وصل مین دیجے دل اس کو نہ دیجے کسکو
دلربا ہے رخ دلدار تو دلبر گیسو

یہ اشارا ہے کہ رسوا نہو راز سودا
چھپ گئے پردہ مین جو مجھکو دکھا کر گیسو

رشک اسکا ہے کہ وہ ہاتھ مین کیون لیتی ہین
دست شانہ سے او لجھتے ہین برابر گیسو

جمع شاید دل عشاق ہوے ہین لنساخ
آج ہیو جہ پریشان نہین کافر گیسو

ناظمی تخلص محمد عظمت علیصاحب علوی متوطن کاکوری ساکن لکھنو کے ہین اور نواسہ عمدۃ الموالی مفتے الممالک علام حضرت احمد مرحوم زمیندار لکھنو و مفتی گنج یہ غزل اس تذکرہ کے لیے ارسال کی تھی

آئینے حلقوں سے دکھلاتی ہین رخ ہر گیسو
پھرتے آتے ہین کرے منہ کے ادہر گیسو

آکے اون عارض گلگون پہ معنبر گیسو
لبِ کے بھول نہین ہوے اور معطر گیسو

ہوئے جو طرح کے مصرع میں مقرر گیسو
تھے خطا وار بندھے لاکھ طرح پر گیسو

پیچ میں انکی حسینان جہان پھنستے ہیں
اپنا اقبال ہیں رکھتے نہیں ہمسر گیسو

مشک بو ہیں ابھی نافہ کیطرح چھوڑے ہیں
نکہت گل کی ہوا باندھیں گے کھلکر گیسو

لوگ گھبرائے ابھی چاند گہن سمجھیں گے
دیکھو آنے نہ دو عارض کے برابر گیسو

کانسہ شیر پہ لہراتے ہیں کالے دیکھو
مرے مہرو کے نہیں چاند سے رخ پر گیسو

بنگیا شاہ پرا جسپہ پڑا سایہ انکا
بڑھکے ہیں ظل ہما سے ترے دلبر گیسو

دام کہنے کو ہیں مچھلی نہ پھنسے بازو کی
پھیل کر آئے بہت شانے سے بڑھکر گیسو

مختصر عرض یہ ہے کون بڑھائے قصہ
خط طول شب فرقت ہیں سراسر گیسو

ق

اسمیں ایک اور غزل چھوٹی کی کہنی ہے ضرور
ہے کمند اوج مضامین کے لیے ہر گیسو

جسمیں سب قافیے مشکل کے بندھے ہوں نامی
چھوٹ جائے نہ کسی رخ سے بھی بچکر گیسو

جا بجا بکھرے ہیں چاند سے رخ پر گیسو
ورق مصحف ناطق کے ہیں مسطر گیسو

یوں چلو ناز و ادا سے نہ بڑھا کر گیسو
دیکھو کھائیں نہ کہیں پاؤں کی ٹھوکر گیسو

رات دن ایک جگہ قدرت حق سے ہیں بیان
رخ سحر ہے شب معراج ہمیشہ گیسو

انکی ظلمت سے نشان چشمۂ حیوانکا ملا
ہوگئے خضر رہ خضر ہمیشہ گیسو

شعلۂ رخکا ہے پیچیدہ دھوان عارض پر
لوگ سمجھیں ہیں جسے اے مہ انور گیسو

دست رنگین سے نہ یوں بال بناؤ صاحب
طائر رنگ حنا کو نہ ہوں شہپر گیسو

اڑ چلے اور نظر بازی سے مشتاقوں کے
پا گئے دامن نظارہ سے شہپر گیسو

پیچ اوٹھائے جو بہت قطع نظر کے انسے
چوم کر چھوڑ دئے بھاری تھے تھکر گیسو

پیچ کر کر کے مکرتے ہیں ہوا خواہوں سے
دیکھو آنکھوں میں یہ کرتے ہیں ابھی گھر گیسو

پیچ ہیں اسمیں بہت سیکڑوں دل پھنستے ہیں
سچ اگر پوچھو تو اک رنج کا ہیں گھر گیسو

موج سے کیطرح آتے ہین بہت لہرا کر
چشم مے گون کو سمجھے ہین جو ساغر گیسو

ہون نہ سیدھے نہ سہی جائین اکھاڑین بھین
کیا پلٹ دینگے مرا ابر کے مقدر گیسو

انہی ہاتھون سے ہی اوس شوخ نے افشان چھڑکی
خوب چمکا تری تقدیر کا اختر گیسو

دم بھر اٹک کے ہوا آپ گلی کی پھانسی
آ گئے یاد جو دم بھر تہ خنجر گیسو

پیچ سے گردن عاشق کے ابھی تو ہین کمند
ڈر رہے ہین خم سے کہین بنجائین نہ خنجر گیسو

آتشین رخ پہ تمہارے یہ سدا رہتے ہین
بال بیکا نہین ہوتا ہین سمندر گیسو

بستر خواب پہ بو باس سے اپنے ہر شب
نکہت گل کی بچھا دیتے ہین چادر گیسو

نوک جھونک انکی غضب لمین کبھی جاتی ہے
ہر سر مو سے رگ جانکو ہین نشتر گیسو

رخ پر نور سے چار آنکھ نہونے دیجے
آئینہ دیکھ کے ہو جائین گے ششدر گیسو

چشمۂ آب بقا چاہ ذقن کو سمجھے
گرد رخسارون کے دیکھے جو سکندر گیسو

بال بال انکا سدا مستعد شبخون ہے
بہر تاراجئ دل رکھتے ہین لشکر گیسو

ملک دل کرتے ہین دکھلا کے سیاہ غارت
ظاہرا رکھتے ہین کچھ فوج نہ لشکر گیسو

اب غریبون کیطرف انکا توجہ کیا ہو
گنج حسن آپ کا پاکر ہین تونگر گیسو

چشم جادو کو سکھاتی ہین جا کے لٹکے
آنکھ پہ آکے نیا سیکھے ہین چتر گیسو

کسی سکین کے نہ ڈسنے کو او گسنے پائین
باندھئین اسطرح وہ یار کبھی کیھمکر گیسو

خوب پھیلا دے ہین رخ پا کے پڑی ہین ترا
دام تزویر ستمگر ہی ترا ہر گیسو

انکا کاٹا نہین جیتا کہین دنیا بھر مین
مانتے ایک نہین سانپ کا منتر گیسو

دھیان مین لاتے ہین کب بوی گل نسترنکو
ہین نکھرنے سے ابھی اور ہوا پر گیسو

اڑ کے بال آئے ہوا عکس سے تیرہ بخت شب
کنوان اندھا ہی ذقن زاغ کبوتر گیسو

کھلتی ہی حال پریشان کی حقیقت انسے
سرگذشت شب فرقت کے ہین دفتر گیسو

ڈر میٔے حسن سہی چہرے کے عرق مین بھر کر
ابر سان قطرہ نیسے برساتی ہین گوہر گیسو

ہاتھ پریشانے کے کچھ زور نہیں چلتا ہے | بل کی لینے کو ہیں ایک شیر مجھے پیچ گیسو

رات ہوجائے گی دن کی یہ خطر ہے ناظمی
بڑھتے بڑھتے نہ چھپالیں رخ انور گیسو

ردیف و

واسطی تخلص جناب منشی سید فضل رسول خانصاحب بہادر شاگرد جناب منشی سید مظفر علیخانصاحب بہادر اسیر صاحب دو دیوان ستوطن سندیلہ ضلع ہردوئی خیرخواہی سرکار انگلشیہ غدر ۱۸۵۷ء میں راسخ الاعتقاد رہے اور بجلدوے اوسکے ایک علاقہ بھی سرکار سے عطا ہوا

ہے مرے حال سے آگاہ مقرر گیسو
وجہ یہ ہے کہ پریشان ہے سراسر گیسو

مو نہیں ہے جو گوندھا کرتا ہے اکثر گیسو
ہے کوئی شاخ ثمردار مقرر گیسو

مشک نافہ نہیں بھی خوشبو میں ہیں پیچ کے گیسو
نظم کی نظم کو کرتے ہیں مسطر گیسو

مجھ سے بخت کی شاید ہیں مقدر گیسو
کہ بگڑ جاتے ہیں ہر مرتبہ بنکر گیسو

زلف آئے تو ہوئی شام ہٹے صبح ہوئی
رات دن چرخ صفت کھاتے ہیں چکر گیسو

مجھ سا آشفتہ جہاں میں نہ ملے گا کوئی
ڈھونڈ ہیں تو مثل رخسار کو لیکر گیسو

دھوپ اور چھاؤں کا ہے ساتھ تماشا ہے عجیب
رہتے ہیں کیسے قریب رخ انور گیسو

خوب سمجھا ہوں مرے سر پہ بلا لائیں گے
پیچھو سمجھے ہیں پاؤں تلک یار کے بڑھکر گیسو

ہے یقین سر پہ مرے ڈھیری بلا لائیں گے
غیرت شبرنگ سے ملکر ہے بہتر گیسو

کیا کروں اونکا ... کہ یہی خوف مجھے
ہوں کہیں گرد نظر سے نہ مکدر گیسو

صاف لہرانے سے ظاہر ہے کہ ہیں مار سیہ
ایکدن مجھکو ڈسیں گے یہ مقرر گیسو

زہر رکھتے ہیں وہی پیچ وہی لہر وہی
مرے نزدیک ہیں افعی سے برابر گیسو

ایک چشمے میں نظر آگئے دو سانپ مجھے
دیکھے تیرے عرق آلودہ جو رخ پر گیسو

قتل کرتا ہے ترا خنجر ابرو قاتل — دام الفت مین پھنساتی ہین ستمگر گیسو
عطر بالون مین لگانے کی تجھے کیا حاجت — مشک و عنبر سے بھی خوشبو مین ہین بڑھکر گیسو
حسن محبوب ہے صیاد بچھے صیاد کا دام — طایر دل کو کرے قید نہ کیونکر گیسو
دانتون شانے کو دم زیب پہنا آیا — کبھی سُلجھے نہ وہ اوُلجھے ہوے اکثر گیسو
ہو بہو حال ہوا اوس سے کہینگے اکدن — نہین رکھنے کے لگے بال برابر گیسو
سب یہ سمجھے کہ سیہ ابر سے موتی برسے — اوس قمروش نے چھوڑے جو نہا کر گیسو

سنبلستان سے ذرا کم نہین میری یہ غزل
واسطے مینے جو باندھے ہین سراسر گیسو

وقار تخلص راے کنور کشن کمار صاحب رئیس مرادآباد مہین فرزند راے پدوم کشن صاحب رئیس مرادآباد و تعلقدار اضلاع مرادآباد و بدایون مورث اعلا کو محمد شاہ بادشاہ دہلی نے خطاب راے سے سرفراز فرمایا اور عہدۂ وکالت پر مرادآباد مین اعزاز بخشا اوسوقت سے قیام مرادآباد کی بنیاد ہوئی حالات اولوالعزم انکے ثبت ہین مگر اس مختصر مین گنجائش نہین ایک دیوان انکی تصنیف سے ہے

دیکھنا حضرت دل خوب سمجھ کر گیسو — دام تزویر ہے عاشق کو سراسر گیسو
اوسنے جب کھول دیے شانونکے اوپر گیسو — اوڑ چلا اور ہوے حسن کو شہپر گیسو
آئینہ کی ہے ہوس تو رخ تابان دیکھے — چاہے ظلمات تو لے سد سکندر گیسو
دانۂ خال پہ اے طایر دل کر نہ نظر — یاد رکھ جال ہے پھنسنے کی ترے سر گیسو
سورۂ نور کو دم کرکے و رخ پڑھتا ہون — پھونکتا ہون سورۂ واللیل کو پڑھکر گیسو
بال کھولے تو ہوئی اوس بلندی پہ نظر — طرفہ ہے آہو ہوئے وہ کو ہوے پر گیسو
کیچلی ہین یہ سمجھا کہ ہین وہ مار سیاہ — دیکھے جالی سے وہ پٹکے جو اندر گیسو
قطرے پانی کے نہانے مین نہین گرتے ہین — شب تاریک مین دکھلاتے ہین اختر گیسو

ذکر وصف رخ جاناں میں لکھا کرتا ہوں
شب کی تصنیف میں موزوں ہیں اگر گیسو

شب تاریک نہ ہو جائے یہ ڈر ہے مجھکو
رخ تاباں سے ذرا چھوڑ دو ہٹا کر گیسو

مجھ مہر میں جلجا ہیں وہ مانند سپند
چشم بد سے تو نکلیں دیدۂ اختر گیسو

تار گیسو کے بھلا ہوے بیاں کر تو ذرا
کھولے آج ادھر بیٹھے ہیں مشاطہ کہ سر گیسو

تیرے کس سے ہوا آج غبار خاطر
کپڑے میلے ہیں کھلا سر ہے مکدر گیسو

لکھیے اس قافیہ میں ایک غزل اور وقار
تا کریں صفحۂ دیواں کو مسطر گیسو

کرتے ہیں یوں جو پریشان دل مضطر گیسو
سچ ہے تم نے ہی چڑھا رکھے ہیں سر پر گیسو

یوں تو دنیا میں حسینوں کے ہیں اکثر گیسو
سچ تو یوں ہے کہ نہیں تیرے برابر گیسو

مجھ میں اور چاند میں تکرار تیرے حسن پہ ہے
دور کر رخ سے ذرا اے مہ انور گیسو

تجھ کو تاریکیٔ شب ہی سے بنا دیتا ہے
شب کے بگڑے ہوئے اپنے خسر خاور گیسو

نہیں لہراتے ہیں بے وجہ رخ تاباں پہ
بحر میں حسن کے رہتے ہیں شناور گیسو

مو شگافی تو بہت کی نہ ہوا یہ معلوم
گیسو میں ہے کمر یا ہیں کمر میں گیسو

بل ہووے تو بچے اوس سے بھلا کیونکر دل
نوک مژگاں ہیں سناں تیغ دو پیکر گیسو

غمزۂ ناز سے چہرے پہ نہیں بلتے ہیں
مارتے اور حسینوں پہ ہیں ٹھوکر گیسو

عقدۂ نافۂ تاتار کو وا کرتے ہیں
کیا عجب ملک ختن کو بھی کریں سر گیسو

ہے عیاں شام غریباں میں ہے صبح امید
کرتے تصدیق ہیں اس قول کو زیر گیسو

پردۂ ابر میں مہتاب نظر آتا ہے
چھوڑ کے کرتے پریشاں ہیں جو رخ پر گیسو

دود آہ دل عاشق کا ہے مسطر جسے وصف
ایسے ہی روئے حسیناں پہ ہیں زیور گیسو

جنکو دعوے سخن ہو یہ کہو ان سے وقار
دیکھو اسطرح بناتے ہیں سخنور گیسو

وحید تخلص غلام حسین خانصاحب شاگرد رشید نواب عاشور علیخان مرحوم و عزیز قریب و استاد راجہ نانپارہ دو دیوان و مرثیہ و سلام و منقبت وغیرہ انکے تصنیفات سے ہین بارہ برس کے سن سے آپکو شوق شاعری کا ہے تیس برس سے نظم فرماتے ہین ستوطن قدیم لکھنؤ کے ہین فی الحال وجہ معاش کے لیے نانپارہ مین قیام پذیر ہین

اے گل اندام نہ سونگھون ترے کیونکر گیسو
ایسے فتنے نہین بے عطر معطر گیسو

ہم سیہ کار نہ کیون آئین زیارت کو صنم
رکھتے ہین مرتبۂ موئے پیمبر گیسو

سحر عید و شب قدر کو باہم سمجھین
واجو دیکھین ترے چہرے پہ سنور کر گیسو

حسن دیتا ہے بہت سے کمر بل کھا کے
چھوڑ دے یار دگر اے پری پیکر گیسو

انقلاب فلک ایسا اسے کہتے ہین
ہم جو اوترے ترے دیدے تو چڑھے سر گیسو

بوسہ مانگا تو وہ پہلو سے بگڑ کے اوٹھے
بیٹھکے دو دو بنا پائے شب بھر گیسو

کیا دہوین سے انہین شیشہ دون اے سحر جمال
کھنچے حسن کے لا ریب ہین لنگر گیسو

پیچ قسمت کا یہ سمجھو کف افسوس ملین
پاؤن چومین ترے ہیہات لٹک کر گیسو

دل گم گشتہ کا بہید انسے اگر پوچھین
سو بھو کھولین عقدے ترے منھ پر گیسو

مارا پڑتا ہے وہ بہوت پہ سودی ہین
چھوہی لیتا ہے قضا راہ فسونگر گیسو

اے وحید اوسکا رخ صبح ہے تا صبح قیامت
اور شام شب فرقت کے برابر گیسو

وہبی تخلص منشی شیو پرشاد صاحب شاگرد رشید افتاب الدولہ بہادر قلق تخلص رئیس قدیم لکھنؤ منشی صاحب عرصہ ۱۷ سال سے مطبع سے تعلق رکھتے ہین اور عمدہ منشی بھی کہتا ہین نستعلیق مین خوشنویس بے بدل ہین مطبع کے خیر خواہ دلی ہین اور مطبع سب سے زیادہ انکو عزیز رکھتا ہے صاحب تصانیف ہین

طبیعت کی زکی ذہن فہم اور ذی ہوش شعر اچھا فرماتی ہین اوصاف انکے اس مختصر مین گنجائش نہین رکھتے

آئے جب وے کتابی کے برابر گیسو
لوگ سمجھے کہ ہوے آج پیمبر گیسو

اونکے گیسو سے بھلا کس کے ہون ہمسر گیسو
سنبل باغ جنان سے بھی ہین بہتر گیسو

ایتو دونوکی محبت مین ہے یکسان حالت
مین پریشان ہون تو ہین اونکے بھی ابتر گیسو

اونکے منھ کو جو چھپایا مین ہوا پاس قتل
وصل مین میرے لیے بنگئے خنجر گیسو

صاف آتا ہے نظر سانپ کا جوڑا مجھکو
کبھی آتے ہین جو گیسو کے برابر گیسو

قبر کے بدلے ملی سانپ کی بانبی مجھکو
تاکہ ڈسو لین نہ تنہا کبھی دم بھر گیسو

کوئی حلقہ نہین خالی جو گرفتار ونسے
پھیر دین ہمکو ہمارا دل مضطر گیسو

دیکھیں کتنون کے ہون مجموعۂ خاطر ابتر
بکھرے جاتے ہین سر بزم مکرر گیسو

زلف کا وصف ہے خط مین نہین کچھ ایسا عجب
بدلے چوٹی کے نکالے جو کبوتر گیسو

قصد صحرا کا جو ہوتا ہے کبھی وحشت مین
ڈال دیتے ہین مرے پاؤن مین لنگر گیسو

ایکدن چشمۂ حیوان بھی نظر آئیگا
ہین اگر کوچۂ ظلمات کے رہبر گیسو

بوجھ پڑنے سے کمر دوہری ہوئی جاتی ہے
خود پریشان ہین وہ اپنے بڑھا کر گیسو

غل یہ ہوتا ہے سر شام ہوا چاند گہن
جبکہ ہوتے ہین نقاب رخ انور گیسو

سچ یہ ہے سانپ خزانے سے نہین ہٹتا ہے
گنج اونکا رخ سیمین ہے تو اژدر گیسو

کبھی بالونپہ چھڑکتا ہے جو افشان وہ ماہ
آسمان بنکے دکھا دیتے ہین اختر گیسو

ڈر یہی کاتب اعمال نہ پھنس جائین کہین
اونکے شانون تلک آئے ہین لٹک کر گیسو

وعدۂ وصل ہے للہ نہ ترساؤ مجھے
کیون نہین آکے بتاتے ہین مرے گھر گیسو

جان دی زلف کے سودے مین وصیت ہے یہی
اژدہا بنکے ڈسین قبر کے اندر گیسو

مختلط مار سیہ سے نہین ہوتے ذہی فہم
خوف ڈسنے کا ہے لون ہاتھ مین کیونکر گیسو

موج زن ہوتا ہے جب حسن کا اونکی دریا
سانپ کیطرح سے رہتے ہین شناور گیسو

مروڑے چونک اوٹھتے ہین جب ہوتی ہے جنبش اونکو
کیون بپا کرتے ہین ہنگامۂ محشر گیسو

اندنون اونکی نئی طور کی صیادی ہے
دام مین لاتے ہین عاشق کو دکھا کر گیسو

اونکے ڈسنے کا مجھے خوف ہے ہر دم وصبی
سانپ کیطرح نکالین نہ کہین سر گیسو

وقار تخلص منشی نونده رائے صاحب نائب بخشی شاگرد منشی منیڈو لال صاحب متخلص بہ زار قدیم باشندے لکھنؤ کے ہین اکثر کتب انکی تصنیفات سے ہین

مانع بوسۂ عارض ہین سراسر گیسو
دولت حسن پہ ہین سانپ مقرر گیسو

کھینچکر شانے نے پہونچا ہی دیا شانے تک
وہ پری کیون نہ اوڑے انکے ہین پر گیسو

چار عنصر نہ بجا ہین نہ حواس خمسہ
بار بار انکو کیا کرتے ہین ششدر گیسو

کالی ناگن سی گھٹا دم مین سپیدہ ہوگی
تم کرو غسل ابھی برسا ئینگے گوہر گیسو

پھول سوسن کا بنا دینگے گرن پہولونکو
مشک سے دینگے بسا سب نازبو گیسو

مشکبو خوب پلائی مجھے ساقی نے شراب
ہو گئے عکس فگن کیا سر ساغر گیسو

حشر مین پوچھینگے حال سیہ کاریکا
بے حیا ہونگا دکھا کر وہ معنبر گیسو

نکلنے چاہیے کس مار گزیدہ کے لیے
عرق رخ سے ہوئے آپکے گھونگر گیسو

شمع گر ہو تری ہمسر تو وہ ہو جل جائین
ہے وہ ہوان شمع کے سر پر ترے سر پر گیسو

بل بہت کرتے تھے سب بھول گئے سرتابی
باندھے مشاطہ نے بل دیکے برابر گیسو

پا بزنجیر کرین دیکھین کسے پھانسی دین
بیطرح آج نظر آتے ہین بل پر گیسو

مشک نافہ ابھی بن جائیگا غنچہ ہر ایک
یون ہین کردینگے ہوا کو جو معطر گیسو

ہے بہی قافیہ پیمائی سے دشوار وقار
خوشنمائی سے کرین ضبط سخنور گیسو

جال پھیلا کے زمانے میں وہ کافر گیسو
بند شے کھلنے میں یہ وہ کھلاتے ہیں جوہر گیسو
ہیں رسن بلکہ رسن باز سے بڑھکر گیسو
سر پہ آئے گی قیامت کی بھی کیا اور بلا
پیچ میں بل میں درازی میں سیہ کاری میں
یاد کافر ہیں ادائیں بھی او نہیں چوٹی کی
عشق کس حسن سے ہے دلمیں سمایا اونکا
شل ہو ٹوٹے سے کیا وصل کی شب کوتاہ
بل پڑے گا کوئی بے شبہ خدا خیر کرے
ہونگے برہم انہیں چھیڑو نہ خطا کھاؤگے
سانپ کو کیل کے کیجیے زہر اگلوائیں گے
گر رہی انکے عمل میں شب فرقت ہو نصیب
جانکو ہو کیل کا کھٹکا نہ کبھی وقت شمار
انکے سر صدقے سے عارض کی چمک پیدا ہے
بچھا تیر اگر ہیں وہ نکیلی مژگان
فرش سے عرش کے پہونچی ہے لٹک کر زنجیر
یاد لٹیں اولجھی ہے زنجیر گلے کیا الجھی
سانپ کے زہر کی ہے لہر نہیں غش آیا
اوڑ سے نا ہیں نہ مرے ہوش ٹکانے یہ نہیں

سب پھنسا دیں گے خدا اور پیمبر گیسو
کبھی بنجاتے ہیں عقرب کبھی اژدر گیسو
پیچ دکھلاتے ہیں کیا ہوئے کمر پر گیسو
پاؤں پھیلاتے ہیں قامت سے بھی بڑھکر گیسو
دونو سمت ہیں ظاہر ہیں دو پیکر گیسو
دیکے بل صاف بنا دیتے ہیں اژدر گیسو
اترے ہیں نیکے پری شیشے کے اندر گیسو
شب فرقت کو بنا دیتے ہیں اکثر گیسو
آج برہم نظر آتے ہیں سراسر گیسو
زہر کے بیٹے ہیں سانپوں کے ہیں افسر گیسو
کیوں سلائی سے بناتی ہیں وہ اکثر گیسو
رہ کے پر دیں گے انقش مقدر گیسو
یاد آجائیں مسلسل وہ ترے گر گیسو
رکھتے ہیں سر پہ ہزاروں سمالو گیسو
دونو ابرو ہیں کمان چلے کے ہمسر گیسو
حد سے پاؤں نکالے ہیں یہ باہر گیسو
فتنہ برپا ہے کریں مرکہ یہ سر گیسو
…کے بدلے سنگھا دو وہ معنبر گیسو
جال اگر ہیں تو پھنسالیں نہ کبوتر گیسو

پڑھ وقار اور ضیغت میں جو کلام سخن میں
دینا بھی جا شستہ قند …

وسیم تخلص محمد عسکری صاحب شاگرد مصطفی احسن صاحب ابن مظفر آباد

دلکو شیدا کرتے ہیں رخسار چھپا کر گیسو
طرفہ اندھیر ہے کیا چھٹ گئے سر پر گیسو
چاک کرتے ہیں جگر شانہ ہیں اکثر گیسو
جو ہیں شیشہ ہیں اسے ترک ستمگر گیسو
خواب میں صفحۂ رخسار پہ اکثر گیسو
کھینچے بال سے ہیں کیا خط مسطر گیسو
مار و طاؤس میں باہم ہے نقیض ازلی
مشفق ہوں دل پہ داغ سے کیونکر گیسو
دلکو صدمہ کوئی کیا سیج ہوا ای پہونچا
کس لیے آپ کے تھراتے ہیں تھر تھر گیسو
بال و پر کھوتے ہیں شہباز نظر نے اپنی
نہیں اوڑتے ہیں ہوا سے ترے فرفر گیسو
خال رخسار سے ثابت یہی ہوتا ہے مجھے
سنگ ہوتے سے ذرا لائے ہیں تھر گیسو
چھپ گئے عارض پہ نور رخ کے مہر کے
بنگلے سر کے لیے سد سکندر گیسو
دیکھنے والوں کے گھٹتے ہیں گلا ای قاتل
بن ہر موسے بنے جوہر خنجر گیسو
دامن شب میں نظر آتے ستارے جھٹکے
چاند کے سر سے وقت سے جو ہوتے تر گیسو
شکل کعبہ نہیں چھوڑینگے تمہارے گھر کو
دانہ خال اوڑا میں گے کبوتر گیسو
سنبلہ میں گذر ماہ ہوا سب بولے
اوڑ کے آئے جو پیرا دکے زیر گیسو
دل وحشی کتا ہے مرا چھپکے لگے کانوں سے
رہنے دینگے نہ لگا بال برابر گیسو
میں پریشان ہوں اب او وحشی زنجیر گیسو
سیکڑوں پیچ پڑے دلمیں ہیں یا ہیں گیسو

کاکل ساقی سے نوش صراحی ہے وسیم
دینگے عاشق نسیم مجھے ساغر کوثر گیسو

واجد تخلص امجد علی شاگرد سید حسین صاحب جاہ جدفا سید

انکے سو برخان غافل شعر سے ناسی گرامی لکھنوی ہیں مطبع ہذا میں بعد و پیہ سیمیں درجہ اسے ہیں اور اکثر نسخہ جات سیاہی طلائی و نقرئی کے سو بعد ہیں کہ عیس بہ وقت طبع حروف سونے کی طرح جیسے چمکتے ہیں

کاٹ پہانس ایسی کیا کرتے ہیں دلبر گیسو
کبھی زنجیر کبھی بنتے ہیں اژدر گیسو

پھر کے آئے ہیں جو گرد رخ انور گیسو
پوشش خانۂ کعبہ کی ہیں چادر گیسو

شانہ کرتا ہے نشانہ ہدف تیر بلا
قوس ابرو کے قریں آتے ہیں کونچکر گیسو

شکل محراب ہر اک حلقہ ہے انکا واللہ
سجدہ کرنے کی جگہ ہے یہ مقرر گیسو

زندگی عمر میں ہو یونکو وبال ہوجاے
کھول دے اپنے جو تو آج معنبر گیسو

شکل سرکش جو اوٹھاتا ہے شانہ سے
پیچ میں لاتے ہیں اسکو کہیں خود سر گیسو

دل عشاق پہ بجلی یہ گرا دینگے مگر
کالی ہے ابر کے مانند ہیں دلبر گیسو

پیچ در پیچ پھنسا ہے جو دل زار اپنا
مجھکو کیا نہیں دیتے ہیں چکر گیسو

قد محبوب کی کیا شان ہے ماشاءاللہ
سرو میں بیل ہیں سنبل کے سراسر گیسو

سمجھیں رخ روشن جو ہیں ثابت ہی ہی
ہالۂ ماہ ہیں زنجیر ترے دلبر گیسو

چشم انصاف سے گر دیکھے اے ماہ جبین
تو چکر پیکر میں سر سے ہیں خود سر گیسو

سوجھے چشم میں ظلمت ہیں دیا اسے واجد
سنبل باغ جنان سے بھی ہیں بہتر گیسو

ردیف ہ

ہمت تخلص منشی نبی داد صاحب شاگرد رند یا ل ناظم مولد و مسکن
لکھنؤ ایک واسوخت انکی تصنیف ہے

کب پہنچے سے ہوے یار ترے تر گیسو
زہر او گلتے ہیں یہ اٹھتے سے بھی پیچکر گیسو

کیوں نہوں حائل نظارۂ دلبر گیسو
منہہ چھپانے کو یہ بیچاتے ہیں چادر گیسو

لطف شب دیکھ چکا اب ہے تمنای سحر
منہہ دکھاؤ مجھے ایجان اوٹھا کر گیسو

کھل گیا راز یہ بند میں بلا کے مخبر
آئے جب بہر نشان پڑھکے کمر پر گیسو

بارہا آتے ہیں اوڑا دینے کے ہوس لب
ہو گئے چشمۂ حیوان کے ہیں رہبر گیسو

اوسنے گیسوئے معنبر پہ اوڑایا ہی عبیر
چرخ کی طرح سے چمکاتے ہیں اختر گیسو

وصف گیسو نے یہم فکر سے رکھا محفوظ
ہیں جہاز دل صد لخت کو لنگر گیسو

بوئے گیسوئے معنبر سے چڑھا عشق کا زہر
سانپ ہیں ڈسنے کو عاشق کے معنبر گیسو

لڑنے دیتے نہیں باہم جہلا کو عاقل
زلف شانہ سے سلجھتے ہیں سراسر گیسو

اوس بت شوخ نے اب باندہ لیا ہی جوڑا
نکلے رشک کا نافہ وہ معنبر گیسو

بال سلجھانا ہے موتی کے کھلا تیرے فزون
چھٹتے مشکل سے ہیں ای شانہ لپٹکر گیسو

شعلۂ عارض انور کا دہوان ہی یکجا
کون کہتا ہے کہ رکھتے ہیں وہ سر پر گیسو

کب تشبیہ کوئی ہو سکتا ہے بیان سے اندازہ
وہ بیان میں لاتے نہیں سانپ کا منتر گیسو

نقد دل ہو تو نہایت ہے یہ سودا ارزان
مانگتے زر ہیں نہ ہیں طالب گوہر گیسو

بس سر پلک پہ کافی ہے طلائی تعویذ
اور ہرگز نہیں خواہندۂ زیور گیسو

تابش شعلۂ عارض سے چمکتے ہیں یہ بال
شب یلدا میں بھی رہتے ہیں منور گیسو

تازیانۂ فرس ناز کو درکار نہیں
ہوں مجعد یہ مشاطہ سے کیونکر گیسو

طرفہ اس حسن خداداد کی شاہد ہیں گواہ
مصحف رخ کے جو پرست ہیں کافر گیسو

کیا تجھے بال زبان پر بھی ترے انجامہ
رشتہ دیتا ہی دم وصف معنبر گیسو

شعر اکثر نے ہیں بدنام عبث ای ہمت
ابروئے یار نہ بچھو ہیں نہ اژدر گیسو

ہادی تخلص منشی ہادی حسن صاحب مختار عام ریاست محمود آباد

شب معراج کے عالم کو دکھا کر گیسو
بنگئے منظر اعجاز پیمبر گیسو

ہو گئے کھل کے حجاب رخ انور گیسو
رخ جو کعبہ ہے تو ہے پوشش اطہر گیسو

نکلا جو رستے لین بلا کی نہ کیونکر گیسو
سنبل باغ جنانسے بھی ہیں بہتر گیسو

سنبل گلشن فردوس کے ہاں جا بیٹھیں نکل
کھولدے اپنے جو گلگشت میں دلبر گیسو

دیکھئے حسن رسائی کہ کہاں جا پہونچے
سر معشوق پہ کیا عرش میں ہیں گیسو

ہمسر اپنا نہیں رکھتے ہیں کوئی عالم میں
فارغ البال ابا تک ہیں بکیسر گیسو

عنبر اشہب و سارا ہیں کہاں ایسے شمیم
ہے کہاں مشک میں وہ بو ہے معطر گیسو

وصف گیسو میں ہے بیان ظاہر و باطن یکبار
دلیل ہے سورہ واللیل زبان پر گیسو

ہوکے مشتاق ملک آتے ہیں انسان کیسے
لیلۃ القدر ہیں گویا وہ معنبر گیسو

سایہ پڑجائے اگر حسن پہ تو دیوانہ ہو
ہوش اڑ جائیں پری دیکھے جو اگر گیسو

کھائے لہرا رہے ہیں حسن کے گنجینے پر
بل رہے ہیں نہیں عارض کے برابر گیسو

کچھ نہ شانہ کی چلی باد صبا کے آگے
اوڑکے اور تجھے تو بنے اور بگڑ کر گیسو

کر رہے ہیں جو حبشی ملک حلب میں اندھیر
بل نہیں کھاتے ہیں آئینہ کے اندر گیسو

طول دیتے ہیں جو وہ سلسلہ گیسو کو
شب ہجر انکو گھٹاتے ہیں بڑھا کر گیسو

راہ ظلمات سے پھرتا نہ وہ ہرگز محروم
خضر رہ ہوتے اگر بہر سکندر گیسو

کوئی جا قبر سکندر پہ یہ مصرع پڑھ دے
بنگیا عالم ظلمات سمٹ کر گیسو

مل ہی جاتا ہے طلبگار کو کوئی ہادی
مل گئے یہاں سے مجھے ظلمات کے رہبر گیسو

قید الفت ہی میں بلا ہیں یہ سراسر گیسو
کیا ستم آپ یہ کرتے ہیں بڑھا کر گیسو

گرد مل کے ہیں یہ خود سا کرتے ہیں مجمر گیسو
دیکھو عالم کا نہ برہم کریں دفتر گیسو

دیا جہوٹی ہیں سر شام وہ اکثر گیسو
طاقہ کرتے ہیں شب تار پہ کھلکر گیسو

قہر ہے کالی گھٹا پر وہ برس پڑتے ہیں
جب کہ ہوتے ہیں دم غسل صنم تر گیسو

تہ قدم اسے ہیں وہ اور اڑاتی ہیں ہوئیں
برق کو کرتے ہیں بیتاب گرا کر گیسو

کہکشاں مانگ کی صورت جو بنا کرتی ہے
چرخ کو دیتے ہیں کیا کیا نہیں چکر گیسو

ایسے زہریلے نہ دیکھے نہ سنے ہیں کالے
اپنے کاٹے کا نہیں رکھتے ہیں منتر گیسو

زہر ہوتی ہے صبا اور بھی تیزی کر کے
ڈس کے کالے یہ اوڑ جاتے ہیں اوڑ کر گیسو

لشکر زنگ در آیا ہے حلب میں شاید
دل کی آئینہ میں لیتے ہیں وہ [illegible] گیسو

رنگ گل جیسے اوڑاتے ہیں چمن گلزار میں چال
سیہ کر دیتے ہیں سنبل کو دکھا کر گیسو

دل سر مو نہیں اس پا نگار رضوان ہے گواہ
سنبل باغ جنان سے بھی ہیں بہتر گیسو

خانہ بر دوش ہیں الفت میں کرام کاتب
سر پہ ہوں سایہ فگن اوسکے [illegible] گیسو

مشک چین مشک ختن مشک خطا و تبت
پہ تو اوڑتے ہیں ہوا تجاوہ معطر گیسو

رات کوتاہ ہے اور قصۂ گیسو دراز
ہیں درازی میں شب ہجر سے بڑھ کر گیسو

خم گیسو کا اگر طوق تو زنجیر ہے پیچ
ہے اسیر اونکے لیے رکھتے ہیں [illegible] گیسو

پیچ میں آئے الہی نہ کوئی گیسو کے
ہو نہ وابستۂ زنجیر ستمگر گیسو

عشق گیسو کو کوئی کھیل نہ سمجھے ہادی
دفتر عمر کو کر دیتے ہیں ابتر گیسو

ردیف ی

یاس تخلص سید ذاکر حسین صاحب شاگرد جناب فصاحت مآب
میر نواب صاحب مونس مستوطن لکھنؤ

کھولدیں آپ چمن میں جو معنبر گیسو
پیچ کھا کر یں سنبل [illegible]

پاؤں تک آ گئے اوس شوخ کے بڑھ کر گیسو
ہو گئے ہیں صبح قیامت کے [illegible]

چھوڑ دیتا ہے جو شانو نپہ وہ دلبر گیسو
ہر طرف پھیلتے ہیں [illegible]

نہیں آتے ترے سنگے ہے ابر گیسو
طعنہ زن [illegible]

جال مارا ترے بالوں نے مرے اک کاشتی پیچ
اک بلا ہو گیا [illegible]

الفت کاکل لیلیٰ میں سوئے نجد گیا
اس طرح لپٹے [illegible]

مرے باعث سے بلا سے نہ فرقت آئی
لوٹے گیسو [illegible]

یون ہین اوقات شب و روز بسر ہوتی ہے
انکو رخ پیش نظر رہتا ہے شب بھر گیسو

ان سیہ رویون نے کیا رتبۂ عالی پایا
رہتے ہین سر پہ لگائے ہوئے بستر گیسو

صحبت دیدۂ سیہ کون نے اثر دکھلایا
اندہے یون ہوگئے جو آپ سے باہر گیسو

صاف ثابت یہ ہوا چاند گہن مین آیا
اڑ کے آئے جو ہوا سے ترے رخ پر گیسو

حسن دونا ترے بالون کا ہوا افشان سے
شب تاریک مین دکھلاتے ہین اختر گیسو

لکھنؤ رشک ختن ہوگیا سارا دم مین
بام پر کھولے جو اوس گل نے معنبر گیسو

آخرش ٹہرے بلا ہوگئے عاشق کے لیے
بنگئے دلکے الجھانے کو اژدر گیسو

ان بلاؤن نے مجھے لوٹ لیا الفت مین
کشور دل کے لیے ہوگئے لشکر گیسو

سایہ کیا اسپہ تری زلف پریشان کا پڑا
کہ جو سنبل کے نظر آتے ہین ابتر گیسو

ہاتھ سے دشمن موذی کے پریشان ہی پاس
اسکو دکھلائے یا حیدر صفدر گیسو

التماس مؤلف

یہہ غزل مندرجہ ذیل سہوا اپنے موقع پر درج نہین ہوئی اسواسطے یہان لکھی گئی بقول معروف کہ لقمۂ لذیذ کو بعد کو کھاتے ہین

تسلیم تخلص منشی مولوی محمد انوار حسین متوطن سہوان مسکن لکھنؤ صاحب تصانیف کثیرہ ہین اسمطبع سے عرصہ سے تعلق رکھتے ہین

وصف و تعریف کے لائق ہے ترا ہر گیسو
ایک ہے مشک اگر دوسرا عنبر گیسو

گرد ہاے لب سیراب ہین دلبر گیسو
ہوا ابھی میرے لیے جادۂ کوثر گیسو

نسبت مشک غلط ابر کی تشبیہ غلط
سنبل باغ جنان سے بھی ہین بہتر گیسو

پہنچیان ہونے لگین برق شب تار انکی
دست رنگین سے نچوڑ دو جو نہا کر گیسو

بوسۂ عارض دلدار کا ملنا ہے محال
گرد مہ ابر کی گیرے ہے اژدر گیسو

رتبہ زلف جو تھا پست کیا ہی پامال
پاؤں تک کاکل کے نہیں کہتے ہیں سر گیسو

مل گیا آج مجھے ملک عدم کا رستا
دوش سے تا میان آئے جو ڈھلکر گیسو

شوخیٔ رنگ اگر یار تجھے ہے منظور
باندہ مہندی لب و دندان پہ ڈبا کر گیسو

ق

طوطے و زاغ رہے ہیں نہ رہیں گے یکجا
آپ رکھتے ہیں عبث خط کے برابر گیسو

لکھے تشبیہ و صفت کیا کوئی ای مطلع حسن
بخدا ایک سے ہے دوسرا بڑھکر گیسو

مصرع ریختہ معنی میں یہ اک گیسو ہے
مصرع آمدہ صورت میں وہ دیگر گیسو

غیر ممکن ہے کہ ہو تیرہ درون روشن دل
کبھی زنگی طرح ہوگا نہ سنور کر گیسو

جو سبک دل ہے وہی پست سبک سر بالا
رنگ مہندی کا تلے پاؤں کے سر پر گیسو

او جفا کیش یہی ہے مرے دلکو الجھن
کچھ تو ہے پیچ بگڑتے ہیں جو بنکر گیسو

زلف پیچاں کا میں کشتہ ہوں مری ماتم میں
ہوں گے سنبل سے پریشان مقرر گیسو

ہو مبارک کہ ہوئیں قاتل عالم آنکھیں
ہو مبارک کہ ہوا فتنۂ محشر گیسو

ہو گیا خلق کو اوڑتی ہوئی ناگن کا گمان
جبکہ لہرانے لگے دوش پہ آکر گیسو

ناتوانی کا بھی جس سے کہ نہ اوٹھے لنگر
اوس کمر کو نہو کس طرح جیسے دوبھر گیسو

فوج میں حسن جہانگیر کے کل موذی ہیں
ان جفا کیشوں میں چوٹی کا ہے افسر گیسو

نئی تشبیہ ملی ہمکو کمان و زہ کی
دیکھ کر ابروے پرخم کے برابر گیسو

عطر آگیں ہے نفس خون کا ہی کالا ناگ
ہیں لبے دلمیں مرے کس کے معنبر گیسو

مار ڈالے نہ مجھے پیچ میں لاکر گیسو
اے دل زار نہیں اچھے سے برا ہو گیسو

مشک سے کاٹ سوا ہے ترے ہر بال میں یار
مل دے اکبار مرے زخم جگر پر گیسو

زاغ اوس باغ سے بہتر نہو جس میں سنبل
واقعی سچ ہی کہ ہے حسن کا زیور گیسو

پشتے چشم سے برگشتہ ہوئیں ہیں مژگان
زلف و کاکل کی حمایت سے ہیں باہر گیسو

ایڑیوں سے بھی اب ایجان کچھ آگے سر کا
مار بیٹھے نہ کہیں پاؤں میں ٹھوکر گیسو

آمد خط رخ یار کا آج آیا خط — فتنۂ ظلم کرے اب تو بس سر گیسو
نہیں ممکن کہ اوٹھے بال سے بار کہسار — حیف دو اے کہ یار ہے تنگ گیسو
شانہ بھی کو می خلق خدا جانتی ہے — ایمان لیجائے گا دل میرا جو اگر یہ گیسو
ہے مثل مار گزیدہ رسن سے ترسے — رشتہ موباف کا ہے مجھکو اژدر گیسو
ہو مقابل نہ ترے رخ کے پری کا چہرا — ہوئے گیسو کا ترے حور کا ہمسر گیسو
جمع خاطر ہے کہ موباف ہے سر رشتہ دار — کھولدین گر کسی پریشانی کا دفتر گیسو
گیسو بند آپ کا ہے چشم و چراغ انجم — تا نہ سر فتنۂ گردون ہے معنبر گیسو
آیۃ الکرسی ہے خط کی یہ اک شان نزول — کہ ہوا یار ستمگر کا نگون سر گیسو

ہمکو پہچان نہیں شام و سحر کی تسلیم
یاد شب بہر کیا رخسار تو دن بہر گیسو

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ علی احسانہ کہ بزبان آرن گلدستۂ سخن اتمام کو پہونچا ناظرین کو اسکے ملاحظہ سے طبع آزمائی سخنوران ذی فہم اور ذکا کی معلوم ہوگی حقیقتاً گلدستہ کیا ہے قدرت کا تماشا ہے ہر ایک شاعر نے ایسے ایسے عمدہ اشعار تصنیف فرمائے ہیں کہ جنکے دیکھنے سے طبیعت کو نہایت سرور حاصل ہوتا ہے اور ہر گلے را رنگ و بوئی دیگر ہست کا مضمون صادق آتا ہے تصحیح سید احمد حسین صاحب مصحح مطبع ہذا جنہون نے تمام غزلون کو بترتیب حروف تہجی جمع کرکے مرتب کیا ہے مطبع نامی گرامی جناب منشی نولکشور صاحب مقام لکھنؤ مین بماہ فروری ۱۸۷۵ع مطابق ماہ ذی الحجہ سنہ ۱۲۹۱ ہجری حلیۂ طبع سے آراستہ ہوا

CALL No.

ACC. NO.

AUTHOR

TITLE

RESERVED BOOK

Acc. No.

Book No.

Class No.

Author

Title

Borrower's No.	Issue Date	Borrower's No.	Issue Date

MAULANA AZAD LIBRARY

ALIGARH MUSLIM UNIVERSITY

RULES:—

1. The book must be returned on the date stamped above.
2. A fine of **Re. 1.00** per volume per day shall be charged for text-books and **10 Paise** per volume per day for general books kept over-due.